سیرت پاک

تذکرہ مشائخ کرام سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ

شیخ المشائخ جنید ثانی نائب غوث الاعظم دستگیرؒ

غوث الزمان

حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ

نقشبندی قادری اویسی

المعروف

داتائے سرحد

مؤلف جناب محمد سلیم اقبال جنیدی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکرہ مشائخ کرام سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ

داتائے سرحد

~~5036~~

شیخ المشائخ جنید ثانی نائب غوث الاعظم دستگیر

غوث الزمان رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ جنید پشاوری

(نقشبندی قادری اویسی)

مؤلف: محمد سلیم اقبال جنید

ظہیم اینڈ سنز پبلشرز
المعراج سنٹر 22، اردو بازار
لاہور فون-042-7231806

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

81558

نام کتاب — داتائے سرحد

مؤلف — محمد سلیم اقبال جنیدی

نظر ثانی — 1- پروفیسر غلام سرور رانا

2- مولانا آفاق ظفر کیفی میروی

قیمت — 90 روپے

Marfat.com

انتساب!

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی • لاہور پاکستان
ذخیرہ

والدین کریمین،

غوث الزمان حضرت شیخ جنید پشاوریؒ

اور سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ

کے ازل سے ابد تک جملہ کاملین تمام مشائخ کرام کے نام

میرے گناہ زیادہ ہیں یا تیری رحمت جل شانہ'

جُنید تُو ہی بتا دے حساب کر کے مجھے

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	حمد باری تعالیٰ جل شانہ	7
2	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	8
3	اہل بیت کرام کے حضور نذرانہ عقیدت	9
4	منقبت بحضور سیدنا غوث الاعظمؒ	10
5	منقبت بحضور داتائے سرحدؒ	11
6	شریعت اور طریقت	12
7	مقدمہ	15
8	دیباچہ	19
9	اظہار خیال	33
10	آسمائے گرامی مشائخ عظام قادریہ جنیدیہ	37
11	رحمتہ للعٰلمین سیدنا حضور نبی کریم ﷺ	39
12	امیر المؤمنین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	58
13	امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	63
14	امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	69
15	امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	74
16	حضرت شیخ حسن بصریؒ	78
17	حضرت شیخ حبیب عجمیؒ	86

Marfat.com

18	حضرت شیخ داؤد طائیؒ	93
19	حضرت شیخ معروف کرخیؒ	96
20	حضرت شیخ عبداللہ سرّ سقطیؒ	100
21	حضرت شیخ جنید بغدادیؒ	106
22	حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ	113
23	حضرت شیخ عبدالواحد تمیمیؒ	116
24	حضرت شیخ بوالفرح طرطوسیؒ	118
25	حضرت شیخ ابوالحسن ھنکاریؒ	119
26	حضرت شیخ ابوسعید مبارک المخز ومیؒ	120
27	محبوب سبحانی سیدنا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ	122
28	سیدنا حضوت شیخ کبیر الدین شاہدولہ گجراتیؒ	130
29	سیدنا حضرت شیخ شاہ منورالہ آبادیؒ	139
30	حضرت شیخ شاہ عالم دہلویؒ	141
33	حضرت شیخ احمد ملتانیؒ	142
34	حضرت شیخ جنید پشاوریؒ	143
35	باباجیؒ کے خلفائے کرام	168
36	حضرت شیخ محمد صدیق بشونڑیؒ	169
37	حضرت شیخ حافظ محمد عمرزئیؒ	171
38	حضرت شیخ محمد شعیب تورڈھیریؒ	173
39	حضرت شیخ عبدالغفور صاحب سواتؒ	179
40	وظائف سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ	189
41	شجرہ شریف	190
-42	ماخذ	192

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ جل شانہ

فکر اسفل ہے مری مرتبہ اعلیٰ تیرا
وصف کیا خاک لکھے خاک کا پتلا تیرا
طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوہ زیبا تیرا
ہر جگہ ذکر ہے اے واحد و یکتا تیرا
کونسی بزم میں نمایاں نہیں چرچا تیرا
پھر نمایاں جو سر طور ہو جلوہ تیرا
آگ لینے کو چلے عاشق شیدا تیرا
خیرہ کرتا ہے نگاہوں کو اجالا تیرا
کیجئے کونسی آنکھوں سے نظارہ تیرا
جلوہ یار نرالا ہے یہ پردہ تیرا
کہ گلے مل کے بھی کھلتا نہیں ملنا تیرا
اب جماتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر
خوبروؤں کا جو محبوب ہے پیارا تیرا

☆☆☆

Marfat.com

نعت رسول مقبول ﷺ

(رحمۃ اللعلمین ﷺ آئے)

مبارک ہو جہاں والو کہ ختم المرسلیں آئے
مٹانے کیلئے ظلمت کو وہ نور مبیں آئے
مبارک آمنہ کی گود میں در یتیم آئے
رؤف آئے رحیم آئے وہ صادق اور امین آئے
جو پتھر مارنے والوں کو شفقت سے دعا دیں گے
وہ رب العالمیں کے رحمۃ اللعالمیں آئے
حبیب کبریا اور باعث تخلیق دو عالم
شب اسریٰ کے دولہا زینت عرش بریں آئے
رخ شمس الضحیٰ پر ڈال کر واللیل کا گھونگھٹ
پہن کر تاج لولاکی حسینوں کے حسیں آئے
وہ آئے تاجدار بحر و بر مختار دو عالم
مکین لامکاں محبوب رب العالمیں آئے
گنہ گاروں کو چشتی ناز ہے اپنے گناہوں پر
سنا جب سے ہے دنیا میں شفیع المذنبیں آئے

Marfat.com

اہل بیت کرام کے حضور نذرانہ عقیدت

رضائے حق ہے رضائے نبی و آل نبی
دلائے حق ہے دلائے نبی و آل نبی
وَ مَا رَمَیتَ کو پڑھ کر یہ راز فاش ہوا
لقائے حق ہے لقائے نبی و آل نبی
نہیں نماز وہ منظور بارگاہ خدا
کہ جس میں ہو نہ ثنائے نبی و آل نبی
انہیں کے گھر میں ہی نازل ہوا کلام اللہ
نجات انہیں سے ہے وابستہ بحر ظلمت میں
بغیر ان کے نہ کشتی کوئی بھی پار ہوئی
صداقت اور عدالت انہیں پہ ہے نازاں
امامت اور ولایت کے ہیں مدار یہی
گواہ ان کی طہارت پہ آیہ تطہیر
نشان ان کی شہادت سے کربلا کی گلی
سیادت ان کی مسلّم ہے دونوں عالم میں
غلام ان کے ہیں شاہ و گدا فقیر و غنی
شجاعت ان کی ہے ضرب المثل زمانے میں
لقب انہیں کا ہے شیر خدائے لم یزلی
سخاوت ان کی خدا کی قسم کہ کیا کہنا
"نہیں" تو ان کی زباں سے نہیں کسی نے سنی
ہیں علم ظاہر و باطن کے بحرِ بےپایاں
انہیں خدا نے ہیں سمجھائے رازہائے خفی
نہیں جو ان سے تعلق تو فیض کچھ بھی نہیں
کہ دین ان کے سوا ہے تمام بولہبی

Marfat.com

منقبت بحضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری نے حضرت سیدنا غوث الاعظم کی شان میں مندرجہ ذیل اشعار زینت قرطاس کیے ہیں (آپ حسب تصریح ''تحفۃ الابرار'' ازمرزا آفتاب بیگ چشتی سلیمانی جناب غوث الاعظم کے رشتے میں خالہ زاد بھائی ہیں)

یاغوث الاعظم نور ہدیٰ مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم قطب علیٰ حیراں زجلالت ارض و سما
در صدق ہمہ صدیق وشی در عدل و عدالت چو عمری
اے کان حیا عثمان منشی مانند علی باجود و سخا
در بزم نبی عالی شانی ستار عبوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانی اے منبع فضل و جود و سخا
چوں پائے نبی شد تاج سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چو پیش شاہ و گدا
گرداد مسیح بہ مردہ رواں دادی تو بدین محمد جاں
ہمہ عالم محی الدیں گویاں بر حسن و جمالت گشتہ فدا

☆☆☆☆

Marfat.com

منقبت بحضور "داتائے سرحد"

یہ داتائے سرحد مرے راہنما ہیں
سرور دل و جاں مرے دلربا ہیں
کلی ہیں گلستان غوث الوریٰ کی
گلستان قادر کے گل خوشنما ہیں
شریعت طریقت کہ ہو معرفت یہ
حقیقت سے ہیں بہرہ مند حق نما ہیں
خدا کی محبت سے سرشار ہیں وہ
دل و جان سے مصطفیٰ ﷺ پہ فدا ہیں
بلا لو مجھے اپنے قدموں میں اب تو
یہ ایام فرقت بڑے جانگزا ہیں
مجھے روئے زیبا ذرا پھر دکھا دو
زیارت کے لمحے بڑے جانفزا ہیں
تصور میں جاؤں تو موجود پاؤں
کروں بند آنکھیں تو جلوہ نما ہیں
نہ کیوں اہلسنت کریں ناز ان پر
کہ وہ نائب غوث الاعظم رضا ہیں

☆☆☆☆

Marfat.com

شریعت اور طریقت

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز
شریعت وضو ہے طریقت نماز
طریقت شریعت کی تعمیل ہے
طریقت عبادت کی تکمیل ہے
شریعت بحکم و طریقت بہ دل
کہ معنیٰ سے کردے تجھے متصّل
شریعت میں آثار راہ خدا
طریقت میں رفتار راہ خدا
طریقت شریعت سے ہے صف بہ صف
وہ ہے موج دریا یہ دریا میں کف
شریعت سے ہے ظلمت کفر دور
طریقت میں فطرت کا ظاہر ہے نور
شریعت کرے گی بصیرت کو صاف
طریقت میں حسب مذاق انکشاف
شریعت تو ایک عام مضمون ہے
طریقت کا ایک خاص مضمون ہے
شریعت میں لازم اطاعت ہوئی
طریقت میں مشروط ارادت ہوئی
شریعت تو ہے دیدہ نور بین

Marfat.com

طریقت بنی روح کی دور بین
شریعت ہے اک شمع محفل فروز
طریقت ہے اک شعلہ وہم سوز
شریعت ہے مہر سپہر ہدیٰ
طریقت ہے سوز دل مصطفٰے
شریعت ہے جان اور طریقت نشاط
شریعت ہے منزل طریقت رباط
شریعت غذا ہے طریقت دوا
شریعت چمن ہے طریقت ہوا
شریعت عبادت ہے اللہ کی
طریقت محبت ہے اللہ کی
شریعت کی خدمت کا سب سے لگاؤ
طریقت کی لذت پئے مَن یّشآء
شریعت میں ہے نار و جنت کا رنگ
طریقت میں ہے وصل و فرقت کا رنگ
شریعت گناہوں کی ہے متحمل
طریقت میں درس الواح دل
شریعت طریقت میں تو کیوں الجھ
وہ قرآن ہے اور یہ اس کی سمجھ
سخن سنجیاں گو ہوں میری درست

Marfat.com

مگر قول سعدی نہایت ہے چست
طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز برپئے مصطفےٰ
نہ ہو اہل اس کا تو کیا اس کی قدر
خدا ہی کی مرضی سے ہے شرح صدر
شریعت میں دین اور ایمان ہے
طریقت میں تسکین وایقان ہے
شریعت میں تائید ضبط نفوس
طریقت میں ذوق عمل با خلوص
طریقت قدم ہے شریعت ہے راہ
شریعت زباں ہے طریقت نگاہ
شریعت در محفل مصطفےٰ
طریقت عروج دل مصطفےٰ
شریعت میں ہے قیل و قال حبیب
طریقت ہے محو جمال حبیب

تصوف کے منکرین یہ بات سمجھ لیں کہ طریقت سے انکار اصل میں شریعت سے انکار ہے۔
بقول حضرت داتا گنج بخشؒ ''تصوف کا انکار ساری شریعت مطہرہ کا انکار ہے۔''

اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

Marfat.com

مقدمہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہِ الکریم

اللہ تعالیٰ جل شانہ' قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: واتبع سبیل من اناب الی (یعنی ان لوگوں کی راہ لو جو میری طرف رجوع لائے)۔ اس آیہ مبارکہ میں اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے اتباع اور ان کی پیروی کا حکم دیا جارہا ہے اس حکم کی تعمیل اسی وقت ہو سکتی ہے جب ان محبوبانِ الٰہی کے حالات اور واقعات اور ان کی سیرت کے مختلف پہلو تحریری شکل میں ہمارے سامنے موجود ہوں تاکہ ان کو پڑھ کر اور سن کر ان کے اتباع کی کوشش کی جائے اور ان کے نقش قدم پر چل کر انسان اللہ جل شانہ' کا محبوب اور پیارا بن جائے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے: عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ (یعنی اللہ جل شانہ' کے نیک بندوں کے ذکر کے وقت اللہ جل شانہ' کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں)۔ معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہٗ کے مقبول ولیوں کا ذکر نزول رحمت خداوندی کا سبب ہے لہذا ان کے تذکرے اور حالات لکھنا' پڑھنا' سننا یہ سب لائق ثواب باعث مغفرت اور موجب نزولِ رحمت ہے۔

خدا کے وہ نیک بندے جو مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تربیت یافتہ تھے اور جن کو بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علم وعمل کی سعادتیں میسر آئیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمرے میں شمار ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جن بزرگوں نے استفادہ کیا وہ تابعیؒ کہلائے اور تابعینؒ سے جن بزرگوں کو علم نصیب ہوا وہ تبع تابعینؒ کے مستحق ٹھرے۔

مابعد اسلامی دور کا وہ حصہ شروع ہوتا ہے جس کو سیرت اولیاء کرام سے ماخوذ کیا جاتا ہے جن علمائے کرامؒ اور بزرگان دینؒ نے تبع تابعینؒ سے اکتساب فیض کیا' اولیاء کرامؒ یعنی (اللہ کے دوست) کہلائے جو درج ذیل شعر کی جیتی جاگتی تفسیر ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

Marfat.com

سلاسل طریقت:

صوفیائے کرام نے قلب کوجلاء اور پاکیزگی بخشنے اور خداوند قدوس کا قرب حاصل کرنے کیلئے ریاضات ومجاہدات کے مختلف طریقے وضع فرمائے جومختلف ناموں سے مشہور ومعروف ہیں ان میں سے جن طریق ہائے سلاسل نے عرب وعجم میں شہرت دوام پائی اورجن کے ذریعے بے شمارمخلوق خداکورہبری اور ہدایت ملی وہ درج ذیل ہیں:۔

(۱) سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ جن کے سالار عظیم سرتاج اولیاء حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی قندیل نورانی قطب ربانی شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی ؒ ہیں۔

(۲) سلسلہ عالیہ چشتیہ جن کے بانی حضرت عثمان ہارونی ؒ کی نسبت سے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ہیں۔

(۳) سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی ؒ ہیں۔

(۴) سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بانی حضرت خواجہ خواجگان بہاؤالدین نقشبندیؒ ہیں۔

برصغیر پاک وہند میں اسلام کی ترویج واشاعت اولیاء کرامؒ اور بزرگان دینؒ کی مرہون منت ہے۔ امت مسلمہ میں آج تک جتنے بھی صوفیائے کرامؒ اور اولیاء کبارؒ تشریف لائے سب نے اطیعو اللہ و اطیعو ارسول کی صدائے بازگشت بلندکی۔اولیاءکرام نے انتہائی نامساعداور پرآشوب حالات میں بھی لوگوں کوحق شناسی حق آگاہی اورحق پرستی کی دعوت دی انہوںؒ نے برصغیر پاک وہند میں اعلائے کلمۃ الحق کے مقدس مشن کی تکمیل کی اوردیکھتے ہی دیکھتے اس ظلمت کدے کوعلم وعرفان کی روشنی سے بقعۂ نوربنادیا۔صوفیائے کرامؒ جہاں بھی گئے اس علاقے کواسلام کے نور سے منوروتابان کردیا وہ سیاسی ہنگاموں ملکی انقلابات اورمعاشی نشیب وفراز سے بالاتر ہوکراللہ رب العزت ہی کا نام بلندکرتے رہےاور بھٹکی ہوئی انسانیت کوشرف آدمیت اورعشق نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بہرورکرتے رہے۔

اولیاءاللہ کے روحانی فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے ہر دور میں امیر، غریب، بادشاہ فقیر کاسۂ گدائی لےکرآستانہ عالیہ پرسرنگوں ہوکرزیرلب اظہارمدعا کرتے

Marfat.com

ہوئے نہیں شرماتے یہ وہ خاصان خدا اور سول ہیں جو مخلوق خدا کی خیر خواہی کے طالب ہوتے ہیں بارگاہ خداوندی میں ہمہ وقت مصروف عبادت ہوتے ہیں یہ اللہ والے رات دن کی قید سے آزاد ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انہیں وہ مقام عطا کیا ہوتا ہے کہ جس سے عام مخلوق ناواقف ہوتی ہے۔ یہ ہی کیفیات موجودہ دور کی ہیں تشنگان معرفت اور متلاشیان امن وسکوں انہی آستانوں میں آکر راحت وآرام پاتے ہیں سائنس کتنی ہی ترقی کر لے مگر قرآن وحدیث کی حقانیت کو جھٹلا نہیں سکتی سائنسداں خود ایسی عظیم ہستیوں کی آستانہ بوسی اپنے لئے باعث فخر سمجھتے ہیں۔

یہ ہی آستانے ہیں کہ ان کو آباد کرنے والے وہبی علم سے بہرور ہوتے ہیں اور کسبی علم رکھنے والوں کی مشکل اوقات میں عقدہ کشائی فرماتے ہیں یہ سلسلہ انشاء اللہ تا بہ روز قیامت جاری وساری رہے گا۔

غرضیکہ صوفیائے کرام نے اشاعت اسلام اور لوگوں کے تزکیۂ نفس کی تربیت اور اخلاق وکردار کی اصلاح کے سلسلہ میں ہر ممکن کوشش کی انکا فیض برصغیر پاک وہند میں دین اسلام کی آمد سے تا حال جاری وساری ہے پاکستان کے ہر علاقے کے کونے کونے میں ان کی خدمات اور کارہائے نمایاں کے نقوش مرسم ہیں البتہ موجودہ دور میں ان کی خانقاہیں تو قائم ہیں لیکن ان میں وہ شخصیتیں نظر نہیں آتیں جن کے نظر فیض اثر سے تقدیر بدل جاتی تھی وہ لوگ ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملتے جن کے سامنے ہم حافظ کے الفاظ میں اپنا حال اس طرح بیان کریں۔ ''گر تو نمی پسندی' تعبیر کن قضارا''

شاہ لطیف بھٹائی نے بھی آج سے ڈھائی سو برس پہلے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا:

''ان جگہوں پر جو صاحب فیض رہتے تھے وہ کہاں چلے گئے؟ اے دوست! چلیں ان کو چاروں طرف ڈھونڈھیں''۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ہم ان کو انکی تصنیفات' تالیفات اور اشعار میں ڈھونڈ سکتے ہیں ان کی سوانح عمریوں سے انکے کارہائے نمایاں سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

شاہ لطیف نے فرمایا: ''یا تو ان محبوب شخصیتوں کی صحبتوں میں جا کر زندگی گزار دیں یا ان کے ذکر سے اپنے دل کو تسکین دیں خدا کرے کوئی ان دونوں باتوں سے الگ نہ رہے۔''

Marfat.com

اکثر کاملین کیساتھ ایسا ہوتا ہے کہ جب وہ زندہ ہوتے ہیں تو لوگ انہیں یاد رکھتے ہیں جب اس دنیا سے پردہ کر جاتے ہیں تو فراموش کر دیئے جاتے ہیں لیکن کوئی ایسا بھی کامل واکمل ہوتا ہے کہ وہ مر کر بھی زندہ رہتا ہے کچھ عرصہ کیلئے نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے۔ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ ایسے کاملین ہر دور میں موجود ہوتے ہیں ان کی طرز زندگی عام لوگوں سے مختلف ہوتی ہے اور وہ خال خال ہوتے ہیں۔

یہی بزرگانِ دینؒ دنیا میں روشنی کا مینار ہوتے ہیں وہ اپنی رفتار گفتار اور کردار میں اللہ رب العزت کی حجت اور برہان ہوتے ہیں یہ اپنی نظر کیمیا اثر سے انسانی قلوب میں وہ جلا تغیر وتبدل پیدا کر دیتے ہیں کہ دنیا کی مادی طاقتیں محو حیرت رہ جاتی ہیں جو ان سے بے تعلق ہوتا ہے اس پر رحمت الٰہیہ اور سعادتوں کے دروازے بند ہو جاتے ہیں آج کے شر انگیز اور پرفتن دور میں انہی بزرگان دین وحقہ کے دامن آغوش میں پناہ لی جانی ضروری ہے اور ان کا حقیقی علاج یعنی آب نشاط انگیز انہی اللہ والوں کے چشمہ فیض سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

بزرگان دینؒ کے مزارات پرانوار آج بھی مرجع خلائق ہیں لوگ ان کی ارواح سے کسب فیض کرتے ہیں یہ اولیاء کاملین واکملین جب تک اس عالم رنگ وبو میں رہیں گے اپنے فیض کے چشموں سے لوگوں کو سیراب کرتے رہیں گے لوگ ان کے حسن اخلاق اور کشف وکرامات سے مستفید ہوتے رہیں گے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ جل شانہ کے اتنے محبوب ہوتے ہیں کہ بعد از وصال بھی ان کے فیض کے چشمے جاری وساری رہیں گے۔

دربار شہنشی سے خوشتر
مردانِ خدا کا آستانہ

(علامہ اقبالؒ)

حافظ محمد ادریس عفی عنہ
مسجد قادریہ، محلہ بڑھ
سرکی گیٹ پشاور شہر

☆☆☆

Marfat.com

دیباچہ

تصوف کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ لفظ رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں رائج نہ تھا۔اس طرح تمام اسلامی علوم مثلاً تفسیر، حدیث فقہ، معانی، بیان اور صرف ونحو غیر اسلامی ٹھہرے۔

استدلال کے طور پر کہ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ہمہ وقت جہاد میں مصروف تھے اور ان علوم کو مرتب کرنے کیلئے وقت نہ تھا۔لیکن یاد رہے کہ جب یہ زمانہ ختم ہوا جسے جہاد کہتے ہیں، تو صحابہ کبار، تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ان علوم کی طرف متوجہ ہوئے۔جنہوں نے قرآن مجید فرقان حمید کی تفسیر اور معانی و مطالب بیان کئے وہ مفسرین کہلائے۔جنہوں نے حدیث پر کام کیا وہ محدثین کے نام سے موسوم ہوئے اور جنہوں نے اسلامی قانون پر کام کیا وہ فقہاء کہلائے اور انکے مرتب شدہ علم کو فقہ کہا گیا۔اور جنہوں نے اصحاب صفہ کی طرح تزکیہ نفس اور روحانیت میں مقام حاصل کیا وہ صوفی کہلائے اور اس علم کو علم تصوف کے نام سے بہرہ ور کیا گیا۔لہذا اصحابہ کرام وعظام بہت بڑے مفسر، محقق، محدث، فقیہہ اور صوفی باصفا تھے لیکن ان ناموں سے نہیں یاد کئے جاتے تھے۔بالفاظ دیگران کے ہاں حقیقت تھی، رسم یا نام نہیں تھا۔آجکل نام ہے جو حقیقت سے عاری ہے۔

تصوف عملی درحقیقت حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی انتہائی خلوص کے ساتھ کامل و اکمل پیروی کا نام ہے اور تصوف نظری دراصل نہ صرف توحید پر صدق دل سے ایمان لانے بلکہ علم الیقین کے ساتھ ساتھ عین الیقین اور حق الیقین بھی حاصل کرنے کی ایک صورت ہے۔جسطرح حضرت ذوالنون مصری رحمتہ للہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے خدا کو خدا سے جانا"۔

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے اس مقام پر کیا خوب کہا ہے:

کعبہ بن گاہ خلیل اکبر است
دل گزر گاہ جلیل اکبر است

Marfat.com

دل بدست آور کہ حج اکبر است
وز ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

یہ تمام پہلو حضرت قبلہ عالم داتائے سرحد حجۃ الکاملین شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ کی ذات بابرکات میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ جن پر قطب دوراں غوث زماں حضرت شیخ احمد ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کی نظر عنایت تھی کہ آپ کو بحر معانی اور سنگ پارس کے القابات سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ آپؒ کا اُٹھنا بیٹھنا اوڑھنا، بچھونا، چلنا، پھرنا سُنّت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مطابق تھا۔ موصوف ممدوح صحیح معنوں میں ولی کامل و اکمل تھے۔ حضرت ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ نے جو تصوف کی تعریف میں کہا تھا "تصوف یکسونگریستن و یکساں زیستن است" تو انہی درج بالا دو پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا تھا۔

درج بالا استدلال کی روشنی میں عملی تصوف ایک لحاظ سے حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات طیبہ کے ظاہری پہلو یعنی نبوت سے متعلق ہے اور نظری تصوف آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت اقدس کے معنوی پہلو یعنی ولایت سے وابستہ ہے۔ دونوں ہی حضور پُرنُور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات والاصفات کے نُور اقدس سے تصوف کا رخ مکہ معظّمہ اور مدینہ عالیہ کے اس رحمتہ اللعالمین ختم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نقش قدم سے وابستہ ہے جسے دشمن صادق و امین کے القابات سے یاد کرتے ہیں اور قرآن مجید فرقان حمید جن کے اسوۂ حسنہ کی اس طرح گواہی دیتا ہے " انک لعلیٰ خلق عظیم "اور امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ صاحب قصیدہ بردہ شریف، اسی اخلاق کے بارے میں اسطرح رطب اللسان ہیں:

فاق النبین فی خلق و فی خلق
ولم یدانوہ فی علم و لا کرم

اور تصوف کا دوسرا رخ "لی مع اللہ "اور "قاب قوسین " کا عکس ہے جس کی

Marfat.com

حقیقت کا آئینہ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم "کنت کنزا مخفیا" اور " لولاک لما خلقت الافلاک " سے ضیاء حاصل کرتا ہے تصوف عملی نے اخلاص فی العمل سے حقیقی پاکیزگی یعنی نفس، قلب اور روح کا سامان پیدا کیا اور تصوف نظری نے اہل اللہ کے قلوب میں عشق حق اور عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چراغ روشن کئے اور یہ فانوس و چراغ "یحبھم ویحبونہ" اور "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" کی کرنوں سے منور و روشن ہیں۔

بقول حضرت علامہؒ:

خدا کے پاک بندوں کو حکومت میں غلامی میں
زرا کوئی اگر محفوظ رکھتی ہے تو استغناء

پروفیسر خلیق احمد نظامی فرماتے ہیں "امام قشیریؒ کی طرح حضور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ نے تصوف کو اسلامی شریعت سے قریب لانے اور غلط فہمیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے"۔ حضور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے خیالات میں بڑی صفائی اور انداز بیان میں بڑی گہرائی ہے۔ تصوف کی کتابیں اب تک عربی ہی میں تھیں اسلئے عوام کو استفادہ کا موقع بہت کم ملتا تھا۔ یہ پہلی کتاب ہے جو زبان فارسی میں لکھی گئی۔ حقیقی تصوف کو عوام تک پہنچانے میں اس کتاب کا بڑا حصہ ہے۔ شیخ ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب نے ایک طرف تصوف سے متعلق عوام کی غلط فہمیوں کو دور کیا، دوسری طرف اس کی ترقی کی راہیں کھول دیں۔

حضور داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف منیف "کشف المحجوب شریف" جو کہ تصوف کا انسائیکلوپیڈیا ہے میں فرماتے ہیں "فقر وہ نہیں کہ اس کا ہاتھ متاع اور توشہ سے خالی ہو بلکہ فقر وہ ہے جس کی طبیعت مراد سے خالی ہو" نتیجتاً فقر محض فاقہ کشی کا نام نہیں بلکہ دنیاوی اغراض و مقاصد، جاہ و جلال، حرص و لالچ اور ہوس کو اپنے قریب نہ پھٹک دینے کا نام ہے۔

یہ تمام تر اوصاف اور خوبیاں مشائخ قادریہ جنیدیہ میں بالعموم اور داتائے سرحد حضرت قبلہ عالم امام العارفین حجتہ الکاملین شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ میں بالخصوص موجود تھیں۔

Marfat.com

راقم الحروف نے آپؒ کے دربار پر حاضری کا شرف حاصل کیا ہے۔ایک خاص ہی سرور کیف و مستی کا عالم ہے۔صاحب مزار رحمۃ اللہ علیہ حضور پُر نور شافع یوم النشور رحمت عالم نُورِ مجسم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عشق میں مستغرق ہیں، کیونکہ:

سب دل جس سے زندہ ہیں وہ تمنا تمہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو ہو

حافظ شیرازی علیہ الرحمہ اسی سرور، مستی و کیف کے بارے میں فرماتے ہیں:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجهک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

کیونکہ " اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُورِی" یعنی جو خدا نے پیدا کیا وہ میرا نُور ہے اور " لو لاک لما خلقت الا فلاک و لما اظهرت ربوبیتی "یعنی آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہ ہوتے تو میں البتہ آسمانوں کو پیدا کرتا اور نہ ہی اپنی خدائی ظاہر کرتا۔ گویا خلاق عظیم کی اپنے شاہکار سے والہانہ محبت کا انوکھا اور منفرد انداز ہے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

یا خاتم الرسل المبارک ضوه
صلی علیک منزل القرآن

(اے خاتم المرسلین آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو برکت وسعادت کا وہ سرچشمہ ہیں جن پر قرآن نازل فرمانے والے نے درود وسلام بھیجا ہے)۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فصلی اعلیک ولی العباد
رب العباد علی احمد

81558

Marfat.com

(یعنی درود و سلام بھیجا ہے احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اس نے جو قادر مطلق ہے اور اپنے بندوں کا پروردگار اور والی ہے)۔

جب سرور کونین مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ عالیہ کی معصوم بچیوں اور عورتوں کی زبان پر یہ عقیدت و احترام اور عشق و محبت کے پھول تھے:

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع
وجب شکر علینا
ما دعی للہ داع

(ہم پر ثنیہ نامی وداعی ٹیلوں کے اوپر سے ایک ماہ کامل طلوع ہوا، ہم پر اس کا شکر واجب ہے کہ خدا کے ایک داعی پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خدا کی طرف دعوت دی)۔

امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں اسطرح مدح سرائی کرتے ہیں:

فھو الذی تم معناہ و صورتہ
ثم اصطفاہ جبیباً باریء النم
منزہ عن شریک فی محاسنہ
فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

(پس حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ظاہری و باطنی کمالات ختم ہیں، پھر انہیں خلقت کے پیدا کرنے والے نے اپنا محبوب بنالیا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی خوبیوں میں کسی شریک سے منزّہ ہیں، پس آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں جو جوہر حسن ہے وہ نا قابل تقسیم ہے)۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اس طرح نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں:

فاق الرسل فضلا و علا

Marfat.com

اھــــدی السبـــــــل لـــــــدلالة
و مـــحـــمـــد نـــا هـــو سيـــدنـــا
فـــا لـــعـــزنـــا لا حـــابتـــه

(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یعنی فضیلتوں اور بلندیوں کے اعتبار سے تمام رسولوں پر فوقیت حاصل ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رہنمائی سے تمام راستوں کو صراط مستقیم بنا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمہ صفت موصوف ہیں اور ہمارے سردار ہیں، ہماری عزت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول کرنے میں ہے)۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور شاعر مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمتہ نے نذرانہ عقیدت اسطرح پیش کیا ہے:

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں وہی یٰس وہی طٰہٰ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کیا خوب فرماتے ہیں کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے روشن چراغ بن کر اور ہادی و رہنما بن کر اور اسطرح چمکے جسطرح صیقل کی ہوئی تلوار چمکتی ہے''۔

فقر مقام نظر علم مقام خبر
فقر میں مستی ثواب علم میں مستی گناہ

اسی طرح حضرت علامہؒ فرماتے ہیں:

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی

Marfat.com

قرآن مجید فرقان حمید میں چھتیس مقامات پر ذکر اذکار کیلئے کہا گیا ہے، تسبیح وتہلیل اور رب العزت کی ذات بابرکات کو یاد کرنے کا ذکر ہے۔ سورۃ مزمل اور سورۃ مدثر میں حضور سرورکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب ہوکر کہا گیا ہے:

''اے چادر لپیٹنے والے رات کو (نماز کے لئے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا یعنی نصف رات یا کم کرلیا کریں اس سے بھی تھوڑا سا یا بڑھا دیا کریں اس پر اور (حسب معمول) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے قرآن کریم کو بے شک ہم جلد ہی القا کریں گے آپ پر ایک بھاری کلام بلاشبہ رات کا قیام (نفس کو) سختی سے روندتا ہے اور بات کو درست کرتا ہے۔ (المزمّل)

اے چادر لپیٹنے والے اٹھیے اور (لوگوں کو) ڈرایئے اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے''۔ (المدثر)

''اور نہیں پیدا کیا جنات اور انسانوں کو لیکن عبادت کیلئے (عرفان کیلئے)''

لھذا اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآن عظیم ہیں، احادیث مبارکہ میں، انہی اولیاء نے اللہ جل مجدہ کو یاد کرنے کے طریقے بتائے ہیں تاکہ انسان جو کہ اشرف المخلوقات میں شامل ہے ایک اعلیٰ مقام پر فائز المرام ہوسکے۔ اسی مقام کو مقام محمود کے نام سے ماخوذ کیا ہے۔ جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پہنچ سکتے ہیں مقام محمود یہ بغیر عشق کے حاصل نہیں ہوسکتا۔

حضرت علامہؒ فرماتے ہیں:

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی
عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

جب انسان اس راستے پر گامزن ہوجاتا ہے تو ایک مقام آتا ہے جس کے بارے

Marfat.com

میں حضرت علامہؒ کہتے ہیں:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے
اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں
تو اقبالؔ اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ہے

جس طرح علم کے حصول کیلئے کسی استاد کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح عرفان کے حصول کیلئے مرد کامل و اکمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ عرفان کی تبلیغ ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن اس کی اہلیت کیلئے خود عارف ہونا ضروری ہے:

کیے ہیں فاش رموز قلندری میں نے
کہ فکر مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد

سب سے پہلے حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی 815ء) جن کے والدین ایرانی اور عیسائی تھے بغداد شریف میں صوفیانہ عبادت کا سلسلہ شروع کیا، آہستہ آہستہ یہ سلسلے باقاعدہ (Brotherhood) کی شکل اختیار کر گئے۔ بغداد شریف سے قادریہ سلسلہ کا آغاز ہوا اور یہ سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے۔ امام العارفین حجۃ الکاملین صندالواصلین حضرت علی بن عثمان الہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا سلسلہ بھی جنیدیہ ہے۔

مقامات راہ سلوک یہ ہیں۔

(۱) جذب (۲) حقیقت (۳) معرفت (۴) طریقت (۵) شریعت

نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے

حضور سرورکائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عشق کے اعلیٰ ترین ارفع و اعلیٰ مقام "قاب قوسین" دو کمانوں کے فاصلہ یا دو بھوؤں کے فاصلہ تک پہنچے، احد اور صمد نے

Marfat.com

جس کا وعدہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مقام محمود پر پہنچایا۔ یہاں پردہ میم باقی رہا۔

انگریز مستشرق ڈی ایس مارگولائتھ ''محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اینڈ دی رائز آف اسلام'' مطبوعہ لندن جی پی پٹنم سپنسر تیسرا ایڈیشن 1923 صفحہ 3 پر رقمطراز ہے:

''The biographers of the Prophet Mohammad (Sal-Alla-ho-Alaihi-Wasalam) from a long series, which it is impossible to end but in which it would be honourrable to find a place''

حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ محیط میں حباب
عالم آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرہ ریگ کو دیا تو نے فروغ آفتاب
شوکت و سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنیدؒ و بایزید تیرا جمال بے نقاب

حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ کو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق تھا، آپؒ یبیتون لربھم سجدا و قیاما ''یعنی اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے رات بھر اپنے رب کے حضور میں سجود و قیام میں بسر کرتے ہیں'' کی عملی تصویر تھے، نماز تہجد میں کبھی ناغہ نہیں کیا تھا، ایسے کاملین کے بدن رات کے بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں۔ انہی کیلئے ہے:

''رات کو اٹھو لیکن کم نصف رات ہو یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ اور تلاوت قرآن کرو، اچھی طرح کیونکہ رات کا جاگنا نفس کشی کیلئے بہت سخت ہے اور بات کو مضبوط کرتا ہے

Marfat.com

یعنی آدمی مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے''۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد باری تعالیٰ اس طرح فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا جو بندہ نوافل (زائد عبادات) کے ذریعے میرا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے تو میں اس سے محبت کرتا ہوں (یعنی وہ میرا محبوب بن جاتا ہے) اور اس سے اس قدر قریب ہو جاتا ہوں کہ اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے دیکھتا ہے (بی یبصر) میں اس کے کان بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے سنتا ہے (بی یسمع) اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں اور میری طاقت سے کام کرتا ہے اور میں اس کے پاؤں بن جاتا ہوں اور وہ مجھ سے چلتا ہے اور مجھ سے جو کچھ طلب کرتا ہے اس کو دیتا ہوں اور جب میری پناہ طلب کرتا ہے اس کو دیتا ہوں''۔

''جاوید نامہ'' میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ایمان کامل کی تشریح پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کی ہے جو داتائے سرحد حضرت شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ پر من وعن صادق آتی ہے:

کار مرداں است تسلیم و رضا
بر ضعیفاں راست ناید ایں قبا
بود گیرے در زماں با یزید
می ندانی از کلام پیر روم
خوشتر آں باشد کہ ایماں آوری
تا بدست آید نجات و سروری
گفت ایں ایماں اگر هست
اے مرید آں کہ دارد شیخ عالم بایزید
من ندارم طاقت آں تاب آپ
کاں فزوں آمدز کوشش ہائے جاں

Marfat.com

حضرت داتائے سرحد شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ حسن و اخلاق کے پیکر، بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد اور مخلص خیر خواہ تھے۔ آج بھی ہزاروں طلباء وعلماء کا وجود انہی کی مساعی جمیلہ کے مرہون منت ہے۔ آپ کا مزار پُر انوار، اور ملحقہ جامع مسجد اور مدرسہ حقیقتاً ظاہری علوم کی جامعہ ہونے کے علاوہ تہذیب اخلاق کی تربیت گاہ بھی ہے۔

علامۃ العصر حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے اعلیٰ کردار، روشن تعلیمات، اخلاق حمیدہ اور عمل صالحہ کی پاکیزگی سے عوام وخواص کو فیضیاب فرمایا۔ اسلام کی تبلیغ، رشد و ہدایت میں تن، من، دھن قربان کر دیا اور آج برصغیر پاک و ہند تو کیا، بلاد اسلامیہ میں فیض قادریہ آپ کی ہی مساعی جمیلہ کے مرہون منت ہے کیونکہ طریقت کا پہلا اصول ہے کہ اپنے مرشد کامل واکمل کو غوث اور قطب ہی سمجھنا چاہیے۔ یہی سوئے ادب ہے

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

خاکسار تو یہی کہے گا کہ آپؒ کے دربار گوہر بار پر غوث، قطب، ابدال، اوتاد، قلندر ہمہ وقت حاضری دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی پوری ہوگئی کہ:

"ہند سے مجھے خوشبو کی مہک آ رہی ہے۔"

یہ مہک حقیقتاً اس چمنستان میں اسی باد صباء کی لائی ہوئی ہے جسے عرف عام میں صوفیائے عظام اور اولیائے کرام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ، حضرت شیخ میاں عبدالحی سندھی نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اور خلیفہ مجاز بھی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت حضرت شیخ احمد ملتانی رحمتہ اللہ علیہ سے تھی۔ ایسے ہی کاملین کیلئے حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

مگسل از پیغمبران وقت خویش
تکیہ کم کن برفن دیر کام خویش
پس بهر دوری ولی، قائم است

Marfat.com

آزمائش تا قیامت دائم است

انہی نقشبندیہ نفوس قدسیہ کے بارے میں ہے:

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند
می برندازرہ پنہاں بہ حرم قافلہ را
از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شان
می بردوسوسہ خلوت و فکر چلہ را
قاصر بے گر کندایں طائفہ را طعن قصور
حاش للہ کہ برآدم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
رُوبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

یہ سلسلہ حضرت خلیفۃ الرسل امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی آپؓ کے بارے میں ہی فرماتے ہیں۔

سایہ مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سایہ اصطفا
عزو ناز خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنین ھجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1۔ کوئی چیز ایسی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں نہیں ڈالی جس کو میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں نہ ڈال دی ہو۔

2۔ قسم خدا کی، پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کسی اور بہتر شخص پر

Marfat.com

آفتاب طلوع نہیں ہوا۔ (ابوداؤد)

3- اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو خلیل بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا۔
(صحیح بخاری مسلم ترمذی)

حقیقت تو یہ ہے کہ:

خاصان خدا خدا نہ باشد
لیکن از خدا جدا نہ باشد

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اقدس ہے "من لم یشکر الناس لم یشکر الله" یعنی جو انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرسکتا وہ خداوند قدوس کا شکریہ ادا کرنے کا اہل نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر کاملین واکملین کا شکر و ذکر کرنے میں بخل کریں گے تو اللہ جل مجدہ کا شکریہ ادا کرنے کی صلاحیت کہاں سے لائیں گے۔ چنانچہ ان پاکیزہ زندگیوں کے حالات سے دوسروں کو متعارف کرانا اور ان کے کارہائے نمایاں اور ارشادات کو عام کرنا ہے۔

حضرت داتائے سرحد شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ بڑے متقی، پرہیز گار، متواضع، قناعت پسند، منکسر المزاج، خوش طبع، درویش، کامل واکمل، مشفق ومہربان، عاشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، اپنی ذات میں ایک انجمن، ایک تحریک، غوث دوراں اور قطب الاقطاب تھے،

صحبت مرداں اگر یک ساعت است
بہتر ازصد خلوت و صد طاعت است

حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ کی روح پُر فتوح آج بھی ہم میں موجود ہے، کیونکہ ایسے کامل واکمل ولیوں کی زندگی میں ان کی توجہ کے ۹ حصے اللہ جل مجدہ کی طرف ہوتے ہیں اور صرف ایک حصہ مخلوق خدا کی طرف ہوتا ہے جبکہ حیات ظاہری کے بعد ۹ حصے مخلوق خدا کی طرف اور صرف ایک حصہ اللہ جل مجدہ کی طرف ہوتا ہے۔

Marfat.com

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ ؒ کے فکری علمی اور عملی افکار سے آگاہ کرنے کیلئے ایک اکیڈمی کا قیام بھی عمل میں لایا جائے تا کہ حضرت شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی پر ریسرچ کی جائے، جنہوں نے ساری عمر ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو جاری و ساری رکھا اور یہاں کے مدرسہ کو جامعہ الازہر کے پیٹرن پر جدید تقاضوں کے مطابق عمل میں لانا چاہیے۔ تا کہ دینی علوم کو ممتاز اور ممیز پوزیشن حاصل ہو اور ان جامعات کے فارغ التحصیل طلباء و طالبات ایک انوکھے ارفع و اعلیٰ مقام کے حامل ہوں۔ اس عظیم مشن کی تکمیل کیلئے اہل ثروت حضرات کو دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون کرنا چاہیے:

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نور شہر اس گھر کی نگرانی کرے

دریں راہ بجز مرد راعی نرفت
اس راستہ میں بغیر کامل کوئی نہیں جا سکا
گماں شد کہ دنبال راعی نرفت
یقیناً پیر کامل کے بغیر کوئی نہیں جا سکتا
محال است سعدی کہ راہ صفا
تصوف کے راستے میں اے سعدی نا ممکن ہے
تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ فخر موجودات نور مجسم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر راستہ طے کر سکے

پروفیسر غلام سرور رانا (عفی عنہ)
گورنمنٹ کالج لاہور

Marfat.com

اظہار خیال

دور حاضر میں سائنس اور ٹیکنالوجی نے میدان علم وعمل میں جس تیزی سے قدم اٹھائے ہیں اس پر پوری عالم انسانیت ورطۂ حیرت میں ہے نوجوان مرد وزن ان علوم کے حصول کے لئے رات دن کوشاں ہیں اور ہر ایک کی کوشش اور جستجو ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ تقاضا وقت یہی ہے کہ:

منتظر ہے وقت تیری گرمئی رفتار کا
وقت سے آگے نکل تو صاحب رفتار ہے
کوشش پیہم سے ہے ہر ملک و ملت کا وجود
بے عمل کچھ بھی ہو کیفی زندگی بے کار ہے

لہٰذا ان عوامل کو دیکھتے ہوئے ہر طبقہ فکر اسی تگ و دو میں لگا ہوا ہے مگر جب ہم دوسری جانب غور وفکر کرتے ہیں تو دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ ہم اپنی بنیادی اور اعلیٰ قدروں اور روایات کو بیک جنبش قلم پائمال کئے جا رہے ہیں انسانوں کے اندر جو محبت و پیار، جانثاری، ایک دوسرے کی حرمت کا پاس، بڑوں چھوٹوں کے درمیان لحاظ اور پاس ادب، زن و مرد کے مابین شرم وحیا، اسلامی اقدار کی پاسداری، دین و مذہب سے لگاؤ، اللہ جل شانہٗ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی بجا آوری، اولیاء اللہ جو صاحبان شریعت وطریقت تھے ان کے نقش قدم پر چلنا جو کسی وقت فخر وانبساط سمجھا جاتا تھا نیز علوم معرفت کو حاصل کرنے کی جدوجہد اب یکسر ختم ہوتی جارہی ہیں یہ تمام حقیقت پسندانہ باتیں جو خرافات کی نذر ہو رہی ہیں ہمارے لئے باعث شرم ہیں

یہی وجہ ہے کہ دیگر اقوام عالم میں مسلمان زیر خنجر رقص کرتا ہوا نظر آرہا ہے افسوس کی بات ہے کہ نہیں؟ کہاں سرزمین حجاز سے راس کماری تک کی حکمرانی اور پوری دنیا کو ایک نعرہ اللہ اکبر کی پروقار اور دلدوز آواز پر لبیک کہنے والے اور اب ؎

در بہ در خاک بہ سر پھرتے ہیں مردانِ جری
ہاتھ میں کاسئہ لئے مانگتے ہیں لال پری
اپنے قرآن سے سب منحرف ہیں آج کے لوگ

Marfat.com

لگ گیا پیسہ جمع کرنے کا ہرایک کو روگ
سنتِ سید عالمؐ کا جنہیں پاس نہیں
انہیں توحید و رسالت کا بھی احساس نہیں
کس ڈھٹائی سے یہ کہتے ہیں مسلمان ہیں ہم

اس صورت حال کے پیش نظر اگر ہم نظر عمیق سے آج کے مسلمان کا تجزیہ کریں تو ہم پر یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آج کے مسلمان نے قرآن کریم کی حقانیت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پیروی کرنی چھوڑ دی ہے مادہ پرستی نے اس قدر غرق عصیاں کر دیا ہے کہ ظلمت کی طرف بڑھتے ہوئے قدم بھی ترقی کی منازل نظر آتی ہیں افسوس تو اس بات پر ہے کہ اسلام جو دین حق ہے اور اتحاد و یگانگی کا درس دیتا ہے اسے بھی الگ کمپنیوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے ملت کے اندر مختلف فرقے پیدا ہو گئے جو اپنی اپنی بین بجا رہے ہیں جس کی وجہ سے نوخیز نسل راہ گم کردہ کی تلاش میں سرگرداں ہے مصنوعی پیروں، فقیروں، قلندروں، عالموں اور عاملوں کا بازار گرم ہے ہر کوئی اپنے آپ کو دین کا سچا اور مضبوط ستون قرار دے رہا ہے اور جائز و ناجائز کی تمیز مفقود ہوتی چلی جا رہی ہے۔

چنانچہ وقت کی پکار ہے کہ ان لوگوں کی تعلیمات اور ملت اسلامیہ کے لئے بے لوث خدمات کرنے والوں کو منظر عام پر لایا جائے جنہوں نے حقیقت میں اپنی ذات کو فنا کر کے حق کے پرچم کو سربلند کیا اپنی خواہشات نفسانی کو یکسر ملیا میٹ کر کے قرآن کریم کی تعلیمات اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی روشنی سے اپنے اذہان و قلوب کو روشن کیا رات دن یاد الٰہی میں مصروف عمل رہتے دنیا اور اہل دنیا سے کچھ سروکار نہ رکھا زندگی صرف خداوند کریم جل شانہ کی وحدانیت کو سمجھنے میں صرف کر دی اور قرطاس ہستی پر رہتی دنیا تک وہ نقش ثبت کر دیئے کہ وہ انشاءاللہ مٹنے نہ پائیں گے اس مقام پر حافظ شیرازیؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ہرگز نہ میرد آن کہ دلش زندہ شد نہ عشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

پرستاران نبوت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دریائے عشق میں غوطہ زن

Marfat.com

ہو کر اپنے ظاہر و باطن میں وہ نکھار پیدا کیا کہ ہر آنے والے متلاشیان مہر و محبت بھی انہیں کے نقش قدم پر چلنا اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہیں یہ ہی لوگ ہیں جنہیں تاریخ عالم' قادری چشتی نقشبندی سہروردی' اویسی کے ناموں سے یاد کرتی ہے یہ ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اگر ایک طرف تصوف کی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے علم کو فروغ دیا تو دوسری طرف حکومت وقت کو بھی اپنی عقابی نظروں کی گرفت سے آزاد ہونے کا موقع نہیں دیا اپنی پرواز تخیل اور روحانی قوت سے کج کلاہوں کو بھی خاک نشین بنا دیا اور یہی وجہ تھی کہ بادشاہان وقت بھی اولیاء اللہ کے سچے پیروکاروں میں شمار ہوتے ہیں اس مقام پر یہ بات ذہن نشین کرلی جائے کہ ہر کام اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کے حکم سے ہوتا ہے وہ خود قرآن کریم میں سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۶۲ میں اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے کہ "آپ کہہ دیں کہ اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہر چیز پر قادر ہے تو ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تو ہی مردہ میں سے زندہ اور زندہ میں سے مردہ نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے"۔ یہ تو ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی شان عظیم! اگر ہم آیات بینات پر غور کریں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ انسان کی زندگی کا کیا مقصد ہے اور اس دنیا میں اسے کیوں بھیجا گیا وحدہ لاشریک لہ کی تخلیق کا شاہکار آدم علیہ السلام اور اس کی اولاد کو یہ عظیم فریضہ سونپا گیا کہ علم حاصل کر اور اس کائنات لامتناہی کے اندر خالق کائنات نے جس قدر بھی تخلیقات کی ہیں اور یہ زمین' پہاڑ دریا' سمندر' ہوائیں' فضائیں اپنے رب کی حمد و ثناء میں رات دن مصروف ہیں ان پر غور و فکر اور تحقیق کر' تاکہ تجھے اپنے رب کی ربوبیت کا صحیح اندازہ ہو سکے ان ہی نکات اور اشارات پر غور و فکر کرنے والی ہستیوں میں ایک نام حضرت الشیخ وحید العصر غوث زمان جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے دراصل آپ وہ عظیم شخصیت ہیں جنہیں داتائے سرحد کے نام سے یاد کیا جانا سرحد کی جبین پر سنہرا تاج سجانے کے مترادف ہے چہ جائیکہ وادی پشاور میں بے شمار جید اولیاء اللہ اپنے مزارات مقدسہ سے انوار و تجلیات کی کرنیں بکھیر رہے ہیں مگر حضرت شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنا ایک

Marfat.com

مقام ہے جسے اہل نظرو دل ہی جان سکتے ہیں۔

تقریباً تین صدیاں گزرنے کے بعد اگر انفرادی طور پر آپؒ کی ذات ستودہ صفات کو قلم بند کرنے کے لئے جوان فکرو نظر آپؒ ہی کے خانوادہ سے تعلق رکھنے والے سلیم الطبع اور بلند اقبال جناب سلیم اقبال صاحب نے اپنے خوبصورت اور اچھوتے انداز سے مختصر مگر جامع ''سوانح حیات کو کتابی صورت میں پیش کرنے کی جسارت کی ہے اور جس کا نام ''داتائے سرحد'' تجویز کر کے اہل شوق اور محبان اولیاء اللہ کے جذبات کے اندر ہلچل مچادی ہے۔

وہ قاری جو روحانیت سے تعلق رکھتا ہے اور اپنی تشنگی بجھانے کے لئے علوم تصوف کی کتابوں کی چھان بین کرتا ہے اس کے لئے یہ کتاب واجبی حیثیت رکھتی ہے مؤلف کتاب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے چمنستان معرفت کے پھولوں کو یکجا کر کے ایک خوب صورت گلدستہ بنا کر محبان اولیاء اللہ اور خصوصاً محبان شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں میں دے دیا ہے اب یہ قاری کتاب کی اپنی علمی بساط ہے کہ وہ کہاں تک اس کتاب سے استفادہ حاصل کرتا ہے۔ آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ سلیم اقبال صاحب کی اس کاوش کو مزید ترقی عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ قدس میں مقبول و سرفراز فرمائے (آمین)

مثال نُور کا خاور جنابِ شیخ جنیدؒ
ہیں ماہتاب پشاور جناب شیخ جنیدؒ
فروغ ذکر الٰہی تھا زندگی کا شعار
گواہ ہیں غائب و حاضر جنابِ شیخ جنیدؒ
زبان خلق پکارے ہے داتائے سرحد
تم ہی ہو فخر پشاور جنابِ شیخ جنیدؒ
خدا ملے بوساطت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کرایا خلق کو باور جنابِ شیخ جنیدؒ

اثر خامہ
ابوالاثر آفاق ظفر کیفی میروی

Marfat.com

اسمائے گرامی مشائخ عظام سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ

کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھافی السمآء (الآیۃ)

طوبیٰ لمن رآنی و اٰمن بی و طوبیٰ لمن رای من رآنی و لمن رای من رای من رآنی و اٰمن بی طوبیٰ لھم وحسن ماٰب (الحدیث)

ترجمہ: عمدگی ہے اُس شخص کو جس نے میری زیارت کی اور مجھ پر ایمان لایا اور عمدگی ہے اس شخص کو جس نے اس شخص کی زیارت کی جو میری زیارت کر چکا ہے اور اس شخص کو جس نے اُس شخص کی زیارت کی جو میری زیارت کرنے والے کی زیارت کر چکا ہے اور مجھ پر ایمان لایا عمدگی ہے ان سبکو اور اچھی بازگشت

اللھم اھدنا الصراط المستقیم

الٰہی بحرمت سید المرسلین خاتم النبین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

الٰہی بحرمت امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد اللہ سر سقطی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبد الواحد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن ھنکاری رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوسعید مبارک المخزومی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت محبوب سبحانی سیدنا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سیدنا حضرت شیخ کبیر الدین شاہدولہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سیدنا حضرت شیخ شاہ منور الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ جنید پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد صدیق بشونڑی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ حافظ محمد عمرزئی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد شعیب تورڈھیری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عبدالغفور (صاحب سوات) سیدو شریف رحمۃ اللہ علیہ

تمام حاجات من روا کن

واز غمہائے روزگار آزاد کن

Marfat.com

رحمۃ اللعالمین سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(المتوفی ۱۱ ہجری)

محمد سید الکونین و الثقلین
والفریقین من عرب و من عجم

ولادت باسعادت

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے بارے میں علماء اور ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ صبح صادق کے طلوع کے بعد اور آفتاب کے طلوع سے قبل دوشنبہ (پیر) کے دن ہے مشہور بارہ (۱۲) ربیع الاول ہے۔

حضرت داؤدؑ کے اٹھارہ سو (۱۸۰۰) سال، حضرت موسیٰؑ کے دو ہزار تین سو (۲۳۰۰) سال، حضرت ابراہیمؑ کے تین ہزار ستر (۳۰۷۰) سال، حضرت نوحؑ کے چار ہزار چار سونوے (۴۴۹۰) سال، حضرت آدمؑ کے چھ ہزار سات سو پچاس (۶۷۵۰) سال کے بعد سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ مبارکہ سیدہ حضرت آمنہؓ نے ایام حمل میں خواب دیکھا کہ فرشتہؑ کہہ رہا ہے کہ تجھے کچھ خبر ہے تیرے شکم میں پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں سیدہ حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ جب میں نے یہ خواب دوسری عورتوں سے بیان کیا تو انہوں نے کہا تجھے آسیب کا سایہ ہے ہاتھ اور گلے میں لوہا ڈال دو جب میں نے لوہا ڈالا خود بخود وہ نیچے گرا، حمل کے ایام میں جو تکلیف عورتوں کو ہوتی قطعاً مجھے نہیں ہوئی، دوبارہ بوقت ولادت غنودگی میں وہ فرشتہؑ آیا اور کہا یہ دعا پڑھ "ہر حاسد سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں" ولادت کے بعد اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھیو۔ سیدہ حضرت آمنہؓ کے ایام حمل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ملک شام کو تجارت کیلئے روانہ ہوئے واپسی میں بیمار ہوئے اور مدینہ طیبہ میں بنونجار میں وفات پائی۔

Marfat.com

منقول ہے کہ سیدنا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ چاندی کی زنجیر ان کی پشت سے باہر نکلی جس کا ایک سرا آسمان میں ہے اور ایک سرا زمین میں اور ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے پھر وہ زنجیر درخت بن گیا جس کے ہر پتے پر نُور ہے اہل مشرق و مغرب اس کی متابعت کرتے ہیں۔ معبّر سے بیان کیا اس نے کہا کہ تیری پشت سے فرزند پیدا ہوگا اہل مشرق و مغرب اس کی متابعت کریں گے۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھی سیدہ حضرت صفیہؓ کا قول ہے شب ولادت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بالمقابل بیٹھی تھی کہ ولادت کے وقت ایک نُور ظاہر ہوا جو چراغ کے نُور پر غالب آیا اس رات چھ (۶) علامات میں نے مشاہدہ کئے ایک (۱) یہ کہ زمین پر سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سجدہ کیا' دوسرے (۲) یہ کہ سر اٹھا کر فصیح زبان سے " لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ" فرمایا' تیسرے (۳) تمام گھر نور سے روشن ہوا' چہارم (۴) یہ کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کپڑے میں لپیٹنا چاہا پشت مبارک پر ختم نبوت دیکھی کندھوں کے بیچ میں جس پر " لاالہ اللہ محمد رسول اللہ" تحریر تھا' دوسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سجدہ میں مخفی کلام فرمایا دہن مبارک کو کان لے جا کر سنا کہ امتی امتی فرما رہے ہیں۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نشو ونما عام بچوں کی طرح نہیں ہوئی بلکہ آپ دوسرے (۲) مہینہ اشارہ فرمانے لگے تھے اور چوتھے (۴) ماہ پاؤں پر کھڑے ہونے لگے تھے اور اسی طرح سال کے ختم تک چلنا پھرنا' باتیں کرنا سب شروع ہوگیا تھا' تیسرے (۳) سال کے ختم پر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دودھ پلانے والی سیدہ حضرت حلیمہ سعدیہؓ جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو واپس لائیں تو یہ سمجھ کر کہ میرے گھر کی سب خیر و برکت جس کو تین (۳) سال سے تجربہ کر رہی تھیں کہ ہر چیز میں کھلا فرق تھا وہ سب آج ختم ہو رہی ہے کچھ روز اور اپنے پاس رکھنے کی مہلت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی والدہ سے لیکر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے گئیں لیکن وہاں پہنچ کر جب شق صدر کا معجزہ پیش آیا تو گھبرا کر اس خوف سے واپس پہنچا گئیں کہ مبادا کوئی

Marfat.com

خوفناک منظر پیش آجائے۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا سینہ مبارک چار (۴) مرتبہ شق کیا گیا :اول (۱) مرتبہ تو یہی تھا' دوسری (۲) مرتبہ اس وقت ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر شریف دس (۱۰) سال کی تھی یہ صحرا میں ہوا تھا' تیسری (۳) مرتبہ بعثت کے وقت ماہ رمضان المبارک یا ربیع الاول میں غار حرا میں ہوا' چوتھی (۴) مرتبہ معراج شریف میں۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بچپن ہی سے رحمدلی' وفاداری' سچائی' دیانتداری' نیک چلنی' صفائی معاملات' غربا نواز' قومی ہمدردی اور انصاف پسندی غرض جملہ اخلاق محمودہ میں شہرہ آفاق ہو چکے تھے صادق اور امین کا لقب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیا گیا' بوڑھے لوگ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا احترام کرتے تھے مکہ مکرمہ میں عام طور پر یہ مشہور تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا' امانت میں خیانت نہیں کی' نہ کسی کی غیبت کی اور نہ کسی سے ترش رو ہو کر گفتگو فرمائی ان اوصاف کی وجہ سے ہر شخص آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ الفت و محبت رکھتا تھا۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے دادا سیدنا حضرت عبدالمطلبؓ کی کفالت میں آ گئے مگر وہ کثیر العیال تھے اور اس کے ساتھ ہی مہمان نوازی اور سخاوت کے علاوہ سردارانہ حیثیت کے اخراجات اس پر مزید برآں تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اول اپنے چچا کے ساتھ جب کہ عمر شریف نو (۹) سال کی تھی شام کا تجارتی سفر کیا مگر اس مرتبہ بحیرا راہب نے راستہ سے یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ ان کو ملک شام نہ لیجانا' یہود اگر ان کو دیکھیں گے تو برائی سے پیش آئیں گے لیکن دوبارہ جب عمر شریف پچیس (۲۵) سال کی تھی' سیدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا مال لیکر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ تشریف لے گئے اور واپسی پر جو منافع ملا تھا وہ اپنے چچا کی خدمت میں پیش کر دیا۔

اسی سال سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نکاح ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے ہوا نکاح کے وقت آپؓ بیوہ تھیں اور چالیس (۴۰) سال کی عمر تھی اور آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عمر شریف پچیس (۲۵) سال تھی آپؓ کے بطن

Marfat.com

سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولاد چار صاحبزادیاں سیدہ حضرت رقیہؓ سیدہ حضرت زینبؓ سیدہ حضرت ام کلثومؓ سیدہ حضرت فاطمہؓ اور دو صاحبزادے سیدنا حضرت قاسم رضی اللہ عنہ، سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک صاحبزادہ سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، سیدہ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تولد ہوئے۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا زمانہ جوں جوں قریب آرہا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلوت اور تنہائی زیادہ پسند ہوتی گئی اکثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستو اور پانی اپنے ہمراہ لیکر مکہ مکرمہ سے تین میل پر کوہ حرا میں تشریف لے جاتے تھے اور کئی کئی دن تک وہاں تنہائی و یکسوئی میں قیام فرماتے اللہ تعالیٰ جل شانہ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تہلیل میں مشغول رہتے اور کئی کئی دن وہاں گزار دیتے رمضان المبارک میں اپنے اہل و عیال کو بھی لیجاتے نبوت سے چھ (۶) ماہ قبل سچے خواب بڑی کثرت سے نظر آنے لگے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **السلام علیک یا رسول اللہ** کی آواز درختوں اور پتھروں سے سنائی دیتی تھی اسی دوران میں جب آپ اس خلوت نشینی اور تنہائی کی عبادات و ریاضات کی وجہ سے بار وحی کے متحمل ہوگئے تو ایک دفعہ حضرت جبرائیلؑ سورۃ اقراء کی شروع کی آیتیں یعنی **اقراء باسم ربک الذی خلق** ---ایک ریشمی کپڑے پہ لکھی ہوئی لائے فرشتہؑ نے کہا کہ اس کو پڑھیئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں، فرشتہؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گلے سے لگا کر اس زور سے بھینچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسینہ پسینہ ہوگئے جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت تکلیف ہوئی اس کے بعد پھر دوبارہ پڑھنے کو کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر اُمی ہونے کا عذر کیا غرض اسی طرح تین (۳) مرتبہ فرشتہؑ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گلے سے لگا کر زور سے بھینچا اور چوتھی (۴) مرتبہ جب پڑھنے کو کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بے تکلف ان کو پڑھ دیا۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول اول مخفی طور پر لوگوں کو توحید کی

Marfat.com

تعلیم فرماتے رہے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کی تبلیغ میں یوماً فیوماً زیادتی فرمائی اور اہتمام شروع کیا اسی وقت سے کفار مکہ کی عداوت شروع ہوگئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے پاکیزہ دین کی تعلیم سے گو مسلمانوں میں اضافہ بھی ہوتا رہا لیکن جوں جوں مسلمانوں میں اضافہ ہوتا تھا کافروں میں حسد کی آگ بہت زیادہ بڑھتی جاتی تھی۔

اور تین (۳) سال تک سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفقاءؓ اسی طرح خاموشی سے اسلام کی تبلیغ اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عبادت کرتے رہے، تین (۳) سال کے بعد قرآن پاک کی آیت "وانذر عشیرتک الاقربین" نازل ہوئی اس آیت شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے کا حکم دیا گیا تھا اس حکم کے نازل ہونے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی قوم کی سرکشی کی وجہ سے ہر چند تشویش تھی مگر حکم الٰہی کی تعمیل بھی ضروری تھی اسلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت کا اہتمام فرمایا اور اپنے سب اعزہ کو اس میں مدعو کیا۔ اول (۱) مرتبہ کوئی حرف زبان پر لانے کی نوبت بھی نہ آئی کیونکہ تھوڑی سی مقدار کھانے کی چالیس (۴۰) آدمیوں کو کافی ہو جانا خود اس بات کیلئے بہت کافی تھی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کھوج لگاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے تعلق پیدا کرتے مگر ابولہب یہ کہہ کر سب کو اپنے ساتھ لے گیا کہ کھانے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جادو کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری (۲) مرتبہ دعوت فرمائی اور سرداران قریش کو مدعو کیا اور کھانے کے بعد نہایت پیارے الفاظ میں نصیحت فرمائی اور توحید کی ترغیب، شرک سے نفرت دلائی مگر کم بخت ابولہب نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا کہ ابو طالب تمہارا یہ بھتیجا جو تم کو اولاد سے زیادہ پیارا ہے تمہیں یہ کہتا ہے کہ تم میری اطاعت کرو اور میرے تابعدار بن جاؤ، یہ کہہ کر سب نے مذاق اڑایا اور قہقہہ لگاتے ہوئے چلے گئے حتیٰ کہ آیۃ مبارکہ "فاصدع بماتؤمر" نازل ہوئی اس آیت میں سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کو علی الاعلان تبلیغ کا حکم ہوا' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور کفار کے سب قبائل کو نام بنام پکارا' عرب کے دستور کے موافق سب جمع ہو گئے تو آپ نے اولاً ان سے دریافت کیا کہ اگر میں اس بات کی خبر کر دوں کہ عنقریب تم پر کوئی دشمن حملہ کرنے والا ہے اور اس پہاڑ کے پیچھے چھپا ہوا بیٹھا ہے تو تم لوگ میری تصدیق کرو گے؟ سب نے بیک زبان اقرار کیا کہ ہم نے تمہیں جھوٹ بولتے کبھی نہیں دیکھا اس لئے ضرور سچا سمجھیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر عذاب الٰہی سے ڈرایا مگر وہ کفار جو ابھی ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا اقرار کر چکے تھے یہ سن کر ہنس پڑے مجمع وہاں سے منتشر تو ہو گیا مگر جگہ جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی کے منصوبے شروع ہو گئے جس سے جو بن پڑا وہ اس نے کیا' ایک مرتبہ کفار کا بہت سا مجمع اکٹھا ہو کر ابو طالب کے پاس گیا کہ یا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان باتوں سے روک دیں ورنہ ہمارے حوالہ کر دیں کہ خود ہم ان سے نمٹ لیں ابو طالب سخت متحیر تھے نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ سکتے تھے کہ باپ کی آخری وصیت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق و کمالات اس میں مانع تھے' نہ کفار کے بار بار آنیوالے وفود سے انکار کر سکتے تھے بالآخر ایک مرتبہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر بڑی نرمی اور طویل گفتگو کر کے درخواست کی کہ اپنے مقصد سے ہٹ جائیں اور دعوت دین کے کام کو چھوڑ دیں مگر سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت ہی استقلال سے فرمایا کہ میرے چچا اگر کفار مکہ میرے ایک ہاتھ میں آفتاب اور دوسرے میں چاند رکھ دیں تب بھی اپنا کام نہیں چھوڑ سکتا یہاں تک کے اللہ جل شانہ دینی مقصد کو پورا فرما دیں یا میں شہید ہو جاؤں۔ آپ نے اندازہ فرما لیا تھا کہ اب چچا جان بھی حفاظت سے عاجز ہو گئے مگر اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اطمینان میں کوئی فرق نہیں آیا کفار مکہ جوں جوں اپنی کوششوں میں ناکام ہوتے تھے اتنا ہی ان کا غصہ بڑھتا جاتا تھا جس اذیت و تکلیف کے دینے پر قادر ہوتے اس میں کسر نہ چھوڑتے تھے بالخصوص نماز کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص طور سے

Marfat.com

ستاتے تھے ایک مرتبہ نماز پڑھتے ہوئے سجدہ کی حالت میں چند اوباش لوگوں نے مل کر کمر مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی رکھدی جس کے بوجھ کی وجہ سے سجدہ سے اٹھنا مشکل ہو گیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر نہ اٹھا سکے تو خوب قہقہہ لگایا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر راستہ میں پتھر مارے جاتے تھے' نجاست اور گندگی ڈالی جاتی تھی اور اس پر بس نہ تھا بلکہ قتل کر دینے کی تدابیر بھی ہر وقت کی جاتیں' جب خود سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یہ معاملہ تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفقاء (مسلمان صحابہ) کا تو ذکر ہی کیا۔ جبکہ ان حضرات کو تکلیف دینے میں کوئی مانع بھی نہ تھا۔ بحرحال جب صحابہ کرام پر حد سے زیادہ تکالیف کی بارش ہونے لگی تو آپ ﷺ نے ان کو مکہ مکرمہ چھوڑ کر کسی دوسری جگہ چلے جانے کی اجازت مرحمت فرمادی بہت سے لوگوں نے حبشہ میں جا کر اقامت فرمائی اور شاہ حبشہ جس کا نام اصحمہ اور لقب نجاشی تھا کے پاس جا کر سکون سے آرام کی زندگی بسر کرنے لگے یہ حبشہ کی پہلی ہجرت تھی جو نبوت کے پانچویں سال ماہ رجب میں ہوئی اس جماعت میں گیارہ یا بارہ مرد اور چار یا پانچ عورتیں تھیں' اس کے بعد صحابہ کرامؓ کی ایک اور جماعت حبشہ گئی جس میں تراسی مرد اور اٹھارہ عورتیں شامل تھیں' یہ حبشہ کی دوسری ہجرت کہلاتی ہے کفار مکہ اپنی حماقت سے اس کوشش میں بھی لگے رہے کہ وہاں سے بھی یہ مظلوم نکال دیئے جائیں مگر وہ ساری تدابیر بیکار رہیں۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس خود مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور ہر نوع کی تکالیف برداشت فرماتے رہے چھ سال یہ ہی مشقت اور تکالیف برداشت کرتے ہوئے گزر گئے' خاص شہر مکہ سے جب مایوسی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے اطراف میں تبلیغ شروع فرمائی اور ہر ہر قبیلہ سے جا کر اللہ جل شانہ کے دین میں داخل ہونے اور اللہ جل شانہ کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرنے کی درخواست کی مگر ان لوگوں نے بجائے اعانت و مدد کے' صاف انکار کر دیا اور مذاق اڑایا۔

Marfat.com

طائف میں جب سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اللہ جل شانہ کے پاک دین کو پھیلانے کا ارادہ فرمایا تو وہاں کے سرداروں نے نہ صرف مذاق اڑایا بلکہ بچوں اور شہر کے اوباش لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پیچھے لگا دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اینٹیں ماریں اور پتھر برسائیں اس پتھراؤ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دونوں جوتے خون کے بہنے کی وجہ سے سرخ ہو گئے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم طائف سے واپس تشریف لائے اور ایک جگہ اطمینان سے بیٹھ کر یہ دعا مانگی۔

"اللھم الیک اشکر ضعف قوتی و قلۃ حیلتی وھو انی علی الناس یا ارحم ارلرحمین انت رب المستضعفین و انت ربی الی من تکلنی الی بعید یتجھمنی ام الی عدو ملکۃ امری ان لم یکن بک علی غضب علی فلا ابالی و لکن عافیتک ھی او سع لی اعوذ بنور وجھک الذی اشرفت لہ الظلمت و صلح علیہ امر الدنیا وا لاخرۃ من ان تنزل بی غضبک او یحل علی سخطک لک العتبی حتیٰ ترضی و لا حول و لاقوۃ الابک (کذافی سیرت ھشام قلت و اختلفت الروایات فی الفاظ الدعا کما فی قرۃ العیون)"

ترجمہ: اے اللہ جل شانہ! تجھ ہی سے شکایت کرتا ہوں میں اپنی کمزوری اور بیکسی کی اور لوگوں میں ذلت و رسوائی کی' اے ارحم الراحمین! تو ضعفاء کا رب ہے اور تو ہی میرا پروردگار ہے تو مجھے کس کے حوالہ کرتا ہے' کسی اجنبی بیگانہ کے' جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے اور منہ چڑھاتا ہے' یا کہ کسی دشمن کے' جس کو تو نے مجھ پر قابو دیدیا' اے اللہ جل شانہ! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے تیری حفاظت مجھے کافی ہے میں تیرے چہرے کے اس نور کے طفیل جس سے تمام اندھیریاں روشن ہو گئیں اور جس سے دنیا اور بات آخرت کے سارے کام درست ہو جاتے ہیں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے ناراض ہو تیری ناراضگی کا اس وقت تک دور کرنا ضروری ہے جب

Marfat.com

تک تو راضی نہ ہو،نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے نہ قوت۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان مجاہدات کا ثمرہ وہ تقرب الٰہی ہے جو معراج شریف کے نام سے مشہور ہے کہ یہ تقرب انبیاء اولین وآخرین میں کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا۔معراج شریف کا قصہ مسلمانوں کیلئے جتنا بھی قابل افتخار ہو مگر کفار کے لئے اور بھی استہزاء اور مذاق اڑانے کا سبب بن گیا اور طعن وتشنیع کا ایک اور بہانہ ان کے ہاتھ آگیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے ہی سے باہر کے آنے والوں کو تبلیغ فرمایا کرتے تھے مدینہ منورہ والے جو اپنی ضرورتوں یا حج کی ادائیگی کی وجہ سے مکہ مکرمہ آتے تھے وہ یہاں سے مسلمان ہو کر جاتے اور پھر مہاجرین بھی ہجرت کر کے مدینہ طیبہ جانا شروع ہو گئے تھے اس اعتبار سے مدینہ طیبہ میں مسلمانوں کی تعداد اچھی خاصی تھی اور یہ حضرات چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مستقل مدینہ تشریف لائیں اور ہمیں مشرف فرمائیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مرتبہ یہی فرماتے کہ مجھے ابھی حق تعالیٰ جل شانہ کی طرف سے ہجرت کا حکم نہیں ملا۔

ایک روز کفار مکہ نے ایک جلسہ کیا جس میں یہ طے پایا کہ سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر ڈالو (العیاذ باللہ) اور یہ قتل ایک شخص نہ کرے بلکہ پانچ (۵) قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی لے کر ان کے ذریعے سے یہ قتل ہو، تاکہ بنو ہاشم اگر انتقام اور بدلہ لینا چاہیں تو ان کے لئے مشکل ہو اور وہ مجبوراً دیت پر راضی ہو جائیں اس منصوبہ کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بذریعہ وحی ہوئی اور ساتھ ہی ہجرت کر جانے کی اجازت بھی مل گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بستر پر سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لٹایا اور ان کو وہ تمام امانتیں حوالہ کر آئے جو مکہ مکرمہ کے لوگوں نے اپنی دشمنی کے باوجود رکھوار کھی تھیں اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ غار ثور میں چھپ گئے غار ثور میں تین شب قیام فرمانے کے بعد مدینہ کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں چار روز قبا میں قیام فرمایا۔قبا مدینہ منورہ کے نزدیک ہی ایک چھوٹی سی بستی ہے جمعہ کے دن بارہ (۱۲) ربیع الاول بمطابق

Marfat.com

۲۴ ستمبر ۶۲۲ء کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نزول فرمایا۔

مدینہ طیبہ کے سن وار چند واقعات

سنہ ۱ھ: ☆ اس سال اذان کی ابتدا ہوئی۔ ☆ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سلسلہ اسلام میں داخل ہوئے جن کی قربانیاں اور جانفروشی کے واقعات مشہور ہیں۔ ☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور اپنی صاحزادیوں کو مکہ سے مدینہ بلوالیا۔

☆ انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات اور بھائی چارہ قائم ہوا۔

☆ شوال کے مہینہ میں سیدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی۔

سنہ ۲ھ: سیدہ حضرت فاطمہؓ کا نکاح سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔ ☆ مسلمان اب تک نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے امسال تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا اور مسلمانوں کیلئے دائمی قبلہ بیت اللہ قرار دیا گیا۔ ☆ عیدالاضحیٰ کی نماز سب سے اول اس سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امامت میں عیدگاہ میں ہوئی۔ ☆ مشہور لڑائی غزوہ بدر ہوئی۔ ☆ سیدہ حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا۔

سنہ ۳ھ: ☆ حضرت عثمان بن مظعون کا انتقال ہوا یہی وہ سب سے پہلے صحابی تھے جو جنت البقیع میں دفن ہوئے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے پہلے انہی کا انتقال ہوا۔ ☆ ماہ رمضان میں سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ ☆ غزوہ احد ہوئی۔

سنہ ۴ھ: ☆ سیدنا حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے۔ ☆ بیر معونہ کا دلدوز واقعہ اور غزوہ بنو نضیر پیش آئے۔ ☆ شوال کے مہینے میں ام المومنین حضرت اُم سلمہؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں ☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ

Marfat.com

مطہرہ ام المؤمنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ کا نکاح سے آٹھ (۸) ماہ بعد انتقال ہوا۔

۵ ھ: ☆ ماہ محرم میں غزوہ ذات الرقاع پیش آیا۔ ☆ صلواۃ الخوف مشروع ہوئی۔ ☆ ام المؤمنین حضرت جویریہؓ (جو غزوہ بنی المصطلق میں قید ہو کر آئی تھیں) کو آزاد فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی روجیت کے شرف سے مشرف فرمایا۔ ☆ منافقین کی طرف ام المؤمنین حضرت عائشہؓ پر اتہام اسی سال لگایا گیا جو تاریخ وسیر میں قصہ افک کے نام سے مشہور ہے۔ ☆ غزوہ خندق ہوئی۔

۶ ھ: ☆ سورج گہن اور نماز کسوف کی مشروعیت اسی سال ہوئی۔

۷ ھ: ☆ اس سال غزوہ خیبر ہوئی۔ ام المؤمنین حضرت صفیہؓ جو حیی ابن اخطب کی بیٹی تھی اور سیدنا حضرت ہارونؑ کی اولاد تھیں اس غزوہ خیبر میں گرفتار ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں آپ نے ان کو آزاد فرما کر اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔ ☆ اسی سال گدھے اور تمام درندوں کا گوشت حرام کر دیا گیا۔ ☆ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی والدہ حضرت ام رومان کا انتقال ہوا۔ اسی سال ام المؤمنین حضرت میمونہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح ہوا۔ ☆ اسی سال خیبر کی صلح کے بعد ایک یہودیہ نے بکری کا گوشت پکا کر اس میں زہر ملا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اخلاق کریمانہ سے اس کو قبول کو فرمایا اور نوش فرمانا شروع کیا' لقمہ منہ میں رکھا ہی تھا کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے اس گوشت کو قوت گویائی مرحمت فرمائی اسنے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ کو نہ کھائیے میرے اندر زہر ملایا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً لقمہ ڈال دیا اور صحابہ کرامؓ سے

Marfat.com

صورتحال بیان کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ ایک صحابیؓ نے بھی اس زہر آلود گوشت میں سے کچھ کھایا تھا اس لئے وہ جانبر نہ ہو سکے اور انتقال کر گئے خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی اس زہر آلود گوشت کا اثر عمر بھر رہا اور وصال کے وقت اس کی زہریت نے زور دکھلایا چنانچہ مرض وفات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نے فرمایا اے عائشہؓ! غزوہ خیبر میں جو گوشت کھایا تھا اس کا اثر میں اب تک اپنے بدن میں پا رہا ہوں اور اس وقت میں اپنی رگ جان کو اس زہر کی وجہ سے کٹتا ہوا محسوس کر رہا ہوں یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہادت کا درجہ بھی عطا فرما دیا گیا۔

۸ھ: ☆ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جو حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے پیدا ہوئے۔ ☆ غزوہ موتہ ہوئی یہ غزوہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک قاصد حضرت حارث بن عمیرؓ کو شہید کر دینے کی وجہ سے پیش آیا۔ ☆ جب سے مسجد نبوی کی تعمیر ہوئی تھی اس وقت سے لیکر اب تک اس میں کوئی منبر نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہموار زمین پر کھڑے ہو کر ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے جس کی وجہ سے تمام سامعین تک آواز نہیں پہنچ سکتی تھی اسی سال ایک انصاریہ عورت نے درخواست کی کہ میرا غلام نجار اس کام کو بہت اچھے طریقہ سے کر سکتا ہے اگر اجازت ہو تو ایک منبر بنواؤں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مشورہ کیا سب کی رائے یہی ہوئی کہ بنوا لیا جائے ضرورت کی چیز ہے چنانچہ اجازت مل جانے پر انصاریہ نے اپنے غلام سے منبر بنوا لیا جس کی لکڑی غابہ مقام سے لائی گئی منبر

Marfat.com

تیار ہونے پر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سابقہ جگہ سے منتقل ہو کر منبر پر تشریف لائے تو وہ کھجور کا تنا' جس جگہ پر منبر بننے سے پہلے سہارا لیا کرتے تھے' جدائی کی تاب نہ لا سکا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا اس کی یہ گریہ وزاری دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اس پر رکھا' اس وقت وہ تنا اتنی بری طرح ہچکیاں لے کر رو رہا تھا جیسے بچہ اپنی ماں کی گود میں پہنچ کر ہچکیاں لیتا ہے۔ ☆ اسی سال غزوہ حنین پیش آیا۔

سنہ ۹ ھ: ☆ اس سال غزوہ تبوک ہوا یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری غزوہ تھا ☆ اس سال پہلی مرتبہ اسلامی حج ادا کیا گیا ☆ اسی سال آپ کی صاحبزادی سیدہ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

سنہ ۱۰ ھ: ☆ یہ سال سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجۃ الوداع کا سال ہے کیونکہ اس حج کے تین ماہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقال فرما گئے تھے۔ آپ پچیس (۲۵) ذی القعدہ بروز شنبہ بعد ظہر مدینہ منورہ سے چل کر چار (۴) ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں قیام پزیر ہوئے' ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب تھے حج کے موقعہ پر کئی تقریریں فرمائیں سب کا حاصل یہی تھا کہ مسئلے مسائل اچھی طرح یاد کر لو بہت ممکن ہے کہ آئندہ میں اور تم یہاں اکٹھے نہ ہو سکیں چنانچہ فرمایا کہ:

لوگو! سنو شاید ہم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہ ہو سکیں تمہاری جانیں اور تمہارے مال ایسے ہی حرمت رکھتے ہیں جیسے یہ مہینہ' یہ دن اور یہ مقام حرمت والے ہیں جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہیے کہ یہ احکام یہ باتیں ان لوگوں کو بتادیں جو یہاں نہیں ہیں' ہوسکتا ہے کوئی غیر موجود تم سے زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہو۔

Marfat.com

- تمہیں ایک اللہ جل شانہ کے رو برو حاضر ہونا ہے جہاں پر اچھے برے اور چھوٹے بڑے عمل کا حساب ہوگا اللہ جل شانہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں اللہ جل شانہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اس نے اپنے بندے سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد فرمائی اور تنہا اسی کی ذات نے باطل کی ساری قوتوں کو زیر کر دیا۔
- خبردار! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگو۔
- لوگو! زمانہ جاہلیت کی ہر بات کو اپنے پاؤں تلے روندتا ہوں اور تمام خون اور قتل اور سودی کاروبار کو ملیامیٹ کرتا ہوں۔
- لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو' پانچ وقت کی نماز ادا کرو' مہینہ بھر کے روزے رکھو' اپنے مالوں کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ دیتے رہو' اپنے اللہ جل شانہ کے گھر کا حج کرو اور اپنے اہل امر کی اطاعت کرو۔
- عورتوں کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرنا جس طرح تمہارا ان پر حق ہے اس طرح ان کا تم پر حق ہے انہیں اچھا کھلاؤ پہناؤ اور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ اور ان کے معاملے میں اللہ جل شانہ سے ڈرتے رہو۔
- غلاموں سے اچھا سلوک کرنا۔
- دنیا کے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں کسی گورے کو کالے پر اور کسی عربی کو عجمی پر کوئی بزرگی اور فضیلت و برتری نہیں ہے تم ایک آدمؑ کی اولاد ہو جو مٹی سے بنایا گیا تھا۔
- میں تمہارے پاس ایک قرآن مجید کو چھوڑ چلا ہوں دوسرے میری سنت یعنی میرا اسوہ حسنہ' اگر تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے اور اس پر عمل کرو گے تو گمراہ نہیں ہو گے۔
- یاد رکھو! میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ کوئی امت آئے گی اور نہ ہی کوئی نیا

Marfat.com

دین پیدا ہوگا ارکان اسلام کی پابندی کرنا' نیک کام کرنا' اس کے بدلے اللہ تعالیٰ جل شانہ تم کو جنت میں جگہ دے گا۔ قیامت کے دن تم سے میری بابت پوچھا جائے گا کہ میں نے تم کو اللہ جل شانہ کا پیغام پہنچایا ہے یا نہیں بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟ اس پر سب لوگوں نے بلند آواز سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! آپ نے اللہ جل شانہ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا ہے اور بہترین طریق پر پیغمبری کا حق ادا کیا ہے اس پر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تین مرتبہ آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور فرمایا: اے اللہ جل شانہ! تو گواہ رہنا۔

قربانی کے موقعہ پر سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سو اونٹوں کی قربانی دی اس طرح سے کہ تریسٹھ اونٹ خود اپنے دست مبارک سے ذبح کیے جن میں سے سات اونٹ قربان ہونے کے لئے اُمڈ کر آئے اور سینتیس اونٹ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ذبح کیے۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے آنے کا مقصد جب پورا ہو گیا اور دین اسلام ہر جگہ پھیل گیا اس کے ماننے والے ہر جگہ ہو گئے تو حق تعالیٰ جل شانہ نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنے پاس بلانے کا ارادہ فرما لیا۔ بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ اسی حج کے دوران سورۃ النصر نازل ہوئی جس سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے قرب وصال کا اندازہ فرما لیا تھا چنانچہ صحابہ کرامؓ کے مجمع میں ایک روز فرمایا: اللہ جل شانہ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ چاہے تو وہ دنیا میں رہ لے یا اللہ جل شانہ کے یہاں رہنا پسند کرے سو اس بندے نے اللہ جل شانہ کے یہاں رہنا ہی پسند کر لیا' اس جملہ سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مقصد اپنے انتقال کے قرب کو بتلانا تھا جسے سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ فوراً سمجھ گئے اور رو کر عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر فدا ہوں یہ آپ پر کیا فرما رہے ہیں سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ذہانت اور بات کی تہہ تک پہنچ جانے سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں کسی انسان کو اگر

Marfat.com

دوست بناتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ ہوتے لیکن آپ میرے دینی بھائی ہیں یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حکم دیا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے مکان کی کھڑکی کے علاوہ باقی تمام کھڑکیاں جو مسجد کی طرف کھلتی ہیں بند کردی جائیں علماء نے لکھا ہے کہ اس حکم سے سیدنا ابوبکر صدیق کی خلافت کی طرف اشارہ ہے۔

سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ اولاً آپ کے سر مبارک میں درد شروع ہوا پھر بخار بڑی شدت کے ساتھ چڑھ گیا اس دوران آپ کا قیام ام المؤمنین حضرت میمونہ کے گھر میں تھا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سیدہ حضرت میمونہ ؓ اور دوسری بیبیوں ؓ سے اجازت لیکر حضرت عائشہ ؓ کے مکان میں منتقل ہوگئے ان ایام میں بھی نمازوں کی ادائیگی کے لئے مسجد تشریف لاتے رہے لیکن جب مسجد میں آنے سے تکلیف ہونے لگی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے کہلوایا کہ وہ امامت کریں' حضرت عائشہ ؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! حضرت ابوبکر صدیق ؓ بڑے رقیق القلب آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جگہ خالی نہ دیکھ پائیں گے لہذا یہ خدمت سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیجئے کہ وہ قوی القلب ہیں سیدہ حضرت حفصہ ؓ نے بھی اس کی تائید کی' جس پر آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دونوں کو ڈانٹا اور فرمایا اللہ جل شانہ اور مسلمان اُن کے علاوہ کسی اور کو قبول نہیں کریں گے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات مبارک میں سترہ (۱۷) وقت کی نمازیں پڑھائیں دن میں ایک نماز کے وقت آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مرض میں کچھ غفلت محسوس فرمائی اور تشریف لاکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر میں بیٹھے اس دوران معلوم ہوا کہ انصار و مہاجرین آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فراق میں رو رہے اور کہہ رہے ہیں کہ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس یاد آتی ہے' آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھلا روحانی باپ ہوکر کیسے ان کے رنج و غم میں رہنا گوارا کر سکتے تھے اسے لئے سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہم اور حضرت سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہم کے کندھوں پر سہارا دے کر تشریف لائے کیونکہ ضعف و تکلیف کی وجہ سے خود چلنا مشکل تھا مسجد میں تشریف لاکر منبر کی پہلی سیڑھی پر رونق افروز ہوئے اور ایک مختصر سا

Marfat.com

وعظ فرمایا جس میں صحابہ کرامؓ کو بہت سی نصیحتیں فرمائیں‘ فرمایا میں نے سنا ہے کہ تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کے تصور سے گھبرا رہے ہو‘ کیا کوئی نبیؑ یا رسولؐ ہمیشہ ہمیشہ دنیا میں رہا ہے جو میں بھی ہمیشہ رہوں۔ یقیناً میں اب جل شانہ سے ملنے والا ہوں اور تم بھی تھوڑی سی مدت کے بعد مجھ سے آملو گے یاد رکھو! میں پہلے جا رہا ہوں اور تم میرے بعد آ کر ملو گے اور تم سے اب حوض کوثر پر ملاقات ہوگی دیکھو جو مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ اپنا دل ہاتھ اور اپنی زبان غلط جگہ پر استعمال نہ کرے دیکھو اگر آدمی اچھے ہوتے ہیں تو ان کا بادشاہ بھی اچھا ہوتا ہے اور اگر آدمی برے ہوتے ہیں تو ان کا بادشاہ بھی برا ہوتا ہے میں انصار کو مہاجرین سے اور مہاجرین کو انصار سے اچھے برتاؤ اور نیک سلوک کی وصیت کرتا ہوں۔

یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر سیدہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں تشریف لے گئے اس کے بعد پھر ایک مرتبہ صبح کی نماز میں حجرہ شریف کا پردہ اٹھا کر صحابہ کرامؓ کو آخری مرتبہ ملاحظہ فرمایا جسے دیکھ کر حضرات صحابہ کرامؓ از خود رفتہ گئے قریب تھا کہ یہ حضراتؓ نماز میں آپ کی طرف متوجہ ہو جائیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو اشارہ سے منع فرما دیا اور حجرہ شریف کا پردہ گرا دیا یہ واقع ربیع الاول ۱۱ھ کا ہے اسی روز سیدہ حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ نگاہیں آسمان کی جانب متوجہ ہیں اور زبان مبارک پر اللھم الرفیق الاعلی جاری ہے سمجھ گئیں کہ انتقال کا وقت قریب ہے چنانچہ تھوڑی دیر بعد آپ رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

انتقال پُر ملال کی خبر بجلی کی طرح پھیل گئی صحابہ کرام جن کے قلوب سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور مودت سے لبریز تھے ان کو اس حادثہ کا یقین ہی نہ آتا تھا سیدنا حضرت عمر فاروقؓ جیسا بہادر اور مضبوط دل کا آدمی بھی اس حادثہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے میں اس کی گردن اڑا دونگا اس موقعہ پر سیدنا حضرت ابو

Marfat.com

بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وجود ہی ایسا تھا جو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو دلاسہ دیئے ہوئے تھا یہ منظر دیکھ کر آپؓ مسجد میں تشریف لے گئے اور تقریر فرمائی صحابہ کرامؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا لوگو! جو شخص آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عبادت کرتا ہو وہ سمجھ لے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وصال ہو گیا اور جو شخص اللہ جل شانہ کی عبادت کرتا ہو تو اس کو یقین کر لینا چاہیے کہ وہ زندہ ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اس کے بعد آیۃ کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ۔۔۔ دلیل کے طور پر صحابہ کرامؓ کو سنائی اس تقریر کے بعد صحابہ کرامؓ کو آپ کی وفات کا یقین ہو گیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو غسل دے کر جنازہ سیدہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں رکھ دیا گیا صحابہ کرامؓ گروہ در گروہ آتے رہے اور نماز پڑھتے رہے راجح قول کے موافق شب چہارشنبہ (منگل) اسی حجرہ شریف کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آخری آرام گاہ بنا دیا گیا۔

صلی اللہ تبارک و تعالیٰ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا

قطعہ تاریخ وصال:

رفت چوں از جہاں جناب نبی
ہمچو خور گشت در زمین مستور
نور حق بود وصل شد با ذات
پردہ میم شد ز احمد دور
گفت جبرئیل سال ترحیلش
اے بگو مہر شد سراپا نور
۱۱ = ۲۴۵ ۔ ۲۵۶

Marfat.com

خلفائے راشدین

ترتیب کتاب کا مقتضا یہ تھا کہ سیدنا نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا تذکرہ شروع کیا جاتا کیونکہ سلسلہ قادریہ جنیدیہ مبارکہ میں حضور ﷺ کے بعد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا اسم مبارک ہی مشہورِ سلسلہ ہے لیکن چونکہ خلفائے راشدین کا تذکرہ بھی حقیقتاً حضورؐ ہی کے تذکرہ کا تمتہ ہے اور بعض مشائخ کے نزدیک تو مصدر طریقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کمالات وترقیات میں بھی حضرات خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بڑا دخل ہے اس کے علاوہ سلاسل اربعہ میں خلفائے راشدین کا واسطہ بھی طرق میں منقول ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بطور ضمیمہ کے ہر سہ حضرات کا مختصر تذکرہ اجمالاً لکھ کر پھر کتاب اپنی ترتیب پر شروع کیا جائے۔

Marfat.com

امیر المومنین سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

=(المتوفی 13ھ)

فالصدق فی الغار والصدیق لم یریا
وھم یقولون ما بالغار من ارم

ولادت

آپ کی ولادت واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی۔

سیدنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی ہر جزو کل میں سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے متعلق ہوئی مہاجرین وانصار کی بیعت سے آپؓ خلیفہ رسول اللہ قرار پائے۔

آپؓ کا اسم گرامی مشہور قول کے موافق عبداللہ اور زمانہ جاہلیت کا نام عبدالکعبہ ہے بعض لوگوں نے آپکا اسم گرامی عتیق بتلایا ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ عتیق آپ کا لقب ہے اور نسب عبداللہ بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن تمیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی التیمی ہے مرہ بن کعب پر جا کر آپؓ کا نسب سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاملتا ہے۔ آپؓ کے والد ابو قحافہ کا نام عثمان ہے جو ۸ھ میں نوے سال کی عمر میں اسلام لائے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا مشہور لقب صدیق ہے۔ اس مبارک لقب کے بارے میں مشہور قول یہ ہے کہ شب معراج شریف میں سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ لوگ اس واقعہ (معراج) کی تصدیق کس طرح کریں گے تو انہوں نے عرض کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کی تصدیق کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہیں۔

قبول اسلام

سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ سب سے اول اسلام لانے والوں میں ہیں اور جب مسلمان ہونے کیلئے دربار نبوی میں پہنچے تو کوئی معجزہ بھی طلب نہ کیا صرف بعثت کے متعلق سوال کیا اور اسی وقت مسلمان ہو گئے سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی دعوت دی اس میں ایک قسم کا تردد اور لچک ضرور دیکھی مگر جس

Marfat.com

وقت ابوبکر پر میں نے اسلام پیش کیا وہ بے جھجک مسلمان ہو گئے۔

شروع شروع میں صحابہ کرامؓ کفار کے ظلم وتشدد کی وجہ سے اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے لیکن جب مسلمان تعداد میں انتالیس ہو گئے تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کھلم کھلا تبلیغ کی اجازت چاہی سیدنا حضور نبی کریم ﷺ نے اصرار کے بعد یہ درخواست منظور فرمالی آپؓ صحابہ کرام کی مختصر سی جماعت کے ہمراہ بیت اللہ شریف میں گئے اور جا کر خطبہ دیا یہ سب سے پہلے خطبہ ہے جو اسلام میں پڑھا گیا۔ آپؓ کی شرافت وعظمت کافروں کے نزدیک بھی مسلّم تھی مگر اس خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ لوگوں نے اس قدر مارا کہ تمام چہرہ خون سے سرخ ہو گیا۔ ناک کان وغیرہ سب زخمی ہو گئے پہچاننا مشکل ہو گیا۔ جوتوں ٹھوکروں اور لاتوں سے مارا اس کے علاوہ وہ سب کچھ کر گزرے جوان کے بس میں تھا۔ شدت تکلیف سے آپؓ بے ہوش ہو گئے قبیلہ کے لوگ اٹھا کر گھر لائے شام کو ہوش آیا۔ ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے زبان سے جو الفاظ نکلے وہ یہ تھے ''سیدنا حضور نبی کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟'' اس جملے کو سنکر تیمار دار اٹھ کر چل دیئے کہ جن کے ساتھ رہنے کی بدولت یہ مصیبت آئی ان کیلئے اب بھی یہ اتنا جذبہ رکھتے ہیں۔ اُم خیر (جو آپ کی والدہ ہیں) نے کھانے پینے کیلئے اصرار کیا مگر آپؓ نے قسم کھائی کہ جب تک آپ ﷺ کی زیارت نہ کرلوں گا نہ پیوں گا جب لوگوں کی آمدورفت کم ہو گئی تو رات کا بڑا حصہ گزر جانے پر خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے خود بھی خوب روئے اور حضور ﷺ کو بھی خوب رلایا۔ صحابہ کرامؓ بھی خوب روئے اس مجلس میں آپؓ نے اپنی والدہ کی ہدایت کیلئے دعا کی درخواست کی آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور ترغیب دی چنانچہ یہ اسی مجلس میں اسلام لے آئیں۔

آپؓ کا علم وعمل سخاوت وفیاضی تقویٰ ُاور پرہیز گاری حلم وبردباری تواضع وانکساری ذکاوت بیداری تعبیر رؤیا کی مہارت اور انساب کی کمال واقفیت فصاحت وبلاغت جن کے متعلق سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا فیصلہ کافی شہادت ہے۔ سیدنا حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھ سے جو شخص بھی سیدنا حضور نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث نقل کرتا میں اس کو احتیاطاً قسم دیا کرتا تھا مگر سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو قسم نہیں دیتا تھا کہ وہ اس سے بالاتر تھے غرض کونسا کمال جو ہر کونسی

Marfat.com

خوبی ایسی تھی کہ اس رسول اللہ کے سچے جانشین حقیقی نائب اور اول خلیفہ میں علی وجہ الاتم نہ تھی۔

آپؓ ابتداء میں تاجر تھے مورخین نے لکھا ہے کہ اسلام لانے کے وقت آپؓ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے اور بعض روایات میں ہے کہ چالیس ہزار درہم تھے لیکن اسلام اور اہل اسلام کی معاونت میں خرچ کرتے رہے حتیٰ کہ ایک وقت وہ آیا جس کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ سیدنا حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ چندہ فرمایا تو آپؓ نے وہ سب کچھ لا کر خدمت میں پیش کر دیا جو گھر میں تھا اور آپ ﷺ کے اس سوال پر کہ گھر میں کیا چھوڑا فرمایا ''اللہ اور اس کے رسول کو'' سیدنا حضرت عمرؓ جن کو اکثر اس کی رغبت رہا کرتی تھی کہ میں کسی دن سیدنا ابوبکرؓ پر سبقت لے جاؤں اس دن بہت کچھ لائے اور حضور ﷺ کے فرمانے پر کہ گھر میں کیا چھوڑا۔ فرمایا کہ جو موجود تھا نصف لے آیا اور نصف گھر میں چھوڑ دیا۔ پہلے سے سیدنا حضرت عمرؓ کو خیال تھا کہ اگر کسی دن سبقت لے جانا ممکن ہے تو آج ہو سکتا ہے' لیکن جب سیدنا ابوبکرؓ کا جواب سنا تو سمجھ لیا کہ ان سے سبقت لے جانا ممکن نہیں یہی وہ وجوہ تھیں جن کی بنا پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کا بھی مجھ پر احسان ہے میں نے اس کا بدلہ دے دیا مگر سیدنا ابوبکرؓ کو ان کے احسان کا بدلہ باقی ہے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ ہی قیامت کے دن مرحمت فرمائیں گے۔

قوت ایمانی

اسماعیلی نے سیدنا عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جب سیدنا حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا اور عرب میں ارتداد کا واقعہ پیش آیا اور ضعیف الاعتقاد لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تو میں حضرت سیدنا ابوبکرؓ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے رسول اللہ کے خلیفہ و جانشین لوگوں کے ساتھ تالیف قلوب سے کام لیجئے اور نرمی کا برتاؤ کیجئے کہ ان پر وحشت غالب ہو رہی ہے سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں تو تیری مدد کا اُمیدوار تھا زمانہ جاہلیت میں تو بڑا سخت اور متشدد تھا اسلام میں اتنا ضعیف کس چیز سے تالیف قلوب کروں؟ شعر گھڑ کر ان کو سناؤں یا ان پر کچھ جادو کروں۔ افسوس افسوس آپ ﷺ کا وصال ہو گیا وحی منقطع ہو گئی (کہ احکام میں تغیر ہو سکے) واللہ ان سے جہاد کرونگا اس وقت تک کہ

Marfat.com

میرے ہاتھ میں تلوار پکڑنے کی طاقت رہے اگر ایسی ایک رسی دینے سے بھی انکار کریں گے جس کو یہ سیدنا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوں اور اب مجھے انکار کردیں تو اس پر بھی قتال کرونگا۔ سیدنا عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپؓ کو اپنے سے زیادہ پختہ اور پکا پایا۔ اور انہوں نے لوگوں کو ایسے امور کا عادی بنا دیا جس کی وجہ سے مجھے اپنی خلافت کے زمانہ میں بڑی سہولت ملی۔

خلیفہ وقت کا مشاہرہ

ابن سعد نے عطاء بن السائب سے نقل کیا ہے کہ جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوگئے تو صبح کو چند ایک چادریں ہاتھ پر ڈال کر بازار جارہے تھے۔ سیدنا عمرؓ کے دریافت فرمانے پر کہ کہاں کا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ میں تو مسلمانوں کے کاموں میں مشغول کردیا گیا ہوں اہل وعیال کے کھلانے کیلئے بازار جاتا ہوں۔ عمرؓ نے فرمایا کہ آؤ ابوعبیدہ کے پاس چلیں جو بیت المال کے خزانچی ہیں وہ ایک آدمی کے گزارہ کے قابل آپ کے لئے کچھ مقرر کردیں گے۔ دونوں حضرات ابوعبیدہ کے پاس گئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جو مقدار ایک مہاجر کے اوسط گزر اوقات کیلئے مقرر کی جاتی ہے وہی آپ کے لئے بھی ہوسکتی ہے چنانچہ وہ مقدار مقرر کردی گئی بعض روایات میں آتا ہے کہ جو مقدار ان کے لئے مقرر کی گئی تھی وہ کثرت عیال کی وجہ سے کافی نہ ہوئی تو درخواست پر اس میں کچھ اضافہ بھی کیا گیا۔

طبرانی نے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں سیدہ حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ یہ دودھ دینے والی اونٹنی اور سالن کا پیالہ اور چادر جو امارۃ کی وجہ سے مجھے دی گئی تھی میرے مرنے کے بعد سیدنا عمرؓ کے حوالہ کردینا۔ چنانچہ انتقال کے بعد یہ تمام چیزیں سیدنا عمرؓ کے حوالہ کردی گئیں۔ اس پر سیدنا عمرؓ نے فرمایا۔ ابوبکرؓ اللہ تم پر رحم کرے کہ تم نے اپنے بعد کے آنے والے خلفاء کو بڑی مشقت میں ڈال دیا۔ کیونکہ اس قدر احتیاط ہر شخص سے ہونی مشکل ہے۔

انتقال پرملال

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پیدائش سیدنا حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے دو سال اور

Marfat.com

چند ماہ بعد ہوئی اس لئے کہ اتنی ہی مقدار آپؓ عمر میں آپ ﷺ سے چھوٹے تھے۔ بعض روایات سے آپکا عمر میں بڑا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ علماء کے نزدیک یہ روایات صحیح نہیں بہرحال جب عمر کی یہ کمی پوری ہوگئی اور آپکا سن شریف آپ ﷺ کے سن مبارک کے برابر پہنچ گیا تو آپکا بھی وصال ہوگیا۔

شعبی کہتے ہیں کہ اس ذلیل دنیا سے کیا توقع رکھیں کہ سیدنا حضور نبی کریم ﷺ کو بھی زہر دیا گیا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی۔

سیدہ حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ کے مرض کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ ۷ جمادی الثانی دوشنبہ کے روز آپؓ نے غسل مبارک کیا۔ سردی سخت تھی جس سے بخار ہوگیا اور پندرہ روز مسلسل سردی کی وجہ سے شدت سے بخار رہا نماز کے لئے مسجد میں بھی نہ جاسکے اور اکیس جمادی الثانی ۱۳ھ سہ شنبہ کی شب میں وصال فرمایا۔

مدت خلافت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی مدت دو سال تین ماہ نو دن ہے۔

رضی اللہ عنہ و ارضاہ.

قطعہ تاریخ وصال

حضرة صدیق اکبر یار غار
حاکم دیں والی کون و مکاں
بود مقبول احد آں ذات پاک
از احد (۱۳) شد سال رحلتش عیاں

باز سال انتقالش گفت دل
آہ اے سرور ولی رفت از جہاں
۱۳ = ۴۲ - ۵۹

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(المتوفی ۳۵ ھجری)

ولادت

آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت واقعہ فیل سے تیرہ سال بعد ہوئی۔ستائیس سال کی عمر تھی کہ اسلام میں داخل ہوئے ان سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام میں داخل ہو چکی تھیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد انہی کے تعین سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ و جانشین قرار پائے اور اُمت کی ہر نوع کی ظاہری و باطنی ترقیات کی بھاگ آپ رضی اللہ عنہ کی ہاتھ میں آئی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول خلافت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض نے شدت پکڑی اور وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ نے سیدنا علیؓ و سیدنا عثمانؓ اور چند مہاجرین وانصار کو بلایا اور فرمایا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میری حالت کیا ہو رہی ہے اور کسی آدمی کا تعین جو میرے بعد تمہارے امور انتظام کرے ضروری ہے اگر تمہاری رائے ہو تو تم آپس میں کسی کو مشورہ سے طے کرلو اور اگر تمہاری رائے ہو تو میں انتخاب کردوں عرض کیا کہ آپ ہی انتخاب فرمادیں چنانچہ آپ نے سیدنا عثمانؓ کو حکم دیا اور اُن سے سیدنا عمرؓ کے خلیفہ بنانے کا فرمان لکھوایا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اس کام کا تحمل نہیں کرسکتا سیدنا ابوبکرؓ نے فرمایا میری تلوار لاؤ (کیونکہ انہوں نے خلیفہ رسول اللہ کا حکم نہیں مانا) اور اُن کو خوب ڈانٹا اس پر سیدنا عمرؓ خلافت قبول کرنے پر مجبور ہوئے اس کے بعد سیدنا طلحہؓ حاضر ہوئے اور انہوں نے اس تجویز منصب پر تنقید کی اس پر فرمایا کہ عمرؓ بخدا تمہارے لیے بہترین آدمی ہیں اور تم ان کے لیے بدترین آدمی ہو یہ فرما کر سیدنا طلحہؓ کو خوب ڈانٹا اور ان کو نکال دیا اس کے بعد سیدنا

Marfat.com

عثمانؓ سے یہ پروانہ لکھوایا۔ ''یہ عہد نامہ ہے جس کو سیدنا ابو بکرؓ خلیفہ رسول اللہ نے ایسے وقت میں لکھوایا جبکہ وہ دنیا سے رخصت ہو رہا ہے اور سفر آخرت شروع کر رہا ہے۔ میں نے تمہارے لیے اپنے بعد سیدنا عمر بن الخطاب کو خلیفہ بنایا اگر وہ نیکوکار ہے اور انصاف کرتا رہے تو ان کے بارے میں میرا یہی حسن ظن ہے اور اگر ان میں کوئی تغیر و تبدل ہو گیا تو مجھ کو غیب کا علم نہیں میں نے اپنے خیال میں تمہارے لیے (اس انتخاب کے ذریعہ) بھلائی اور بہتری کی ہے اور جو کوئی آدمی گناہ کرتا ہے اس کا وبال اسی پر ہوتا ہے۔

آپ کا اسم گرامی عمر ہے اور لقب فاروق، ابو حفص کنیت ہے یہ لقب اور کنیت دونوں دربار نبویؐ سے مرحمت ہوئے آپؓ کا سلسلہ نسب اسطرح ہے سیدنا عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن غالب القرشی العدوی۔ سیدنا حضور نبی کریمؐ کے ساتھ کعب بن لوی پر آپکا نسب جاملتا ہے۔

قبول اسلام

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے وہ یہ کہ ایک روز کفار کی مجلس منعقد ہوئی جس میں یہ سوال اُٹھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کون قتل کر سکتا ہے؟ سیدنا عمرؓ نے کہا یہ کام میں انجام دونگا یہ کہہ کر تلوار اٹھائی اور چلدیئے۔ راہ میں سیدنا سعد بن ابی وقاص ملے دریافت کیا عمرؓ کہاں جارہے ہو کہنے لگے محمدؐ کے قتل کی فکر میں ہوں سیدنا سعدؓ نے فرمایا بنو ہاشم بنو زہرہ بنو عبد مناف تم کو اس کے بدلے میں قتل کر دیں گے اس جملہ کو سن کر غصہ آ گیا اور فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بددین یعنی مسلمان ہے آ پہلے تجھ کو ختم کر دوں یہ کہہ کر تلوار کھینچ لی سعدؓ نے یہ کہہ کر کہ ہاں میں مسلمان ہوں تلوار نکالی ایک دوسرے پر حملہ ہونے ہی کو تھے کہ سیدنا سعد بولے عمرؓ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ تیری بہن اور بہنوئی دونوں اسلام قبول کر چکے یہ سنکر طیش میں آ گئے اور فوراً اپنی بہن کے گھر گئے دیکھا کواڑ بند ہیں اور سیدنا خبابؓ ان دونوں میاں بیوی کو قرآن پڑھا رہے ہیں آواز سنکر سیدنا خباب رضی اللہ عنہ تو

Marfat.com

مکان ہی میں چھپ گئے وہ صحیفہ جس پر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں جلدی میں باہر رہ گیا بہن نے کواڑ کھولے اس وقت سیدنا عمرؓ کے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جسے پوری قوت سے بہن کے سر پر دے ماری خون بہنے لگا فرمایا اپنی جان کی دشمن تو بھی بد دین ہوگئی اندر گھر میں آکر دریافت کیا۔ کیا کر رہے تھے۔ یہ آواز کیسی تھی؟ کس کی تھی؟ بہنوئی نے کہا آپس میں بات چیت کر رہے تھے فرمایا اپنے دین کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کر لیا بہنوئی نے کہا کہ اگر وہ دین برحق ہو تو کیا حرج ہے یہ سننا تھا کہ اُن پر بے تحاشہ ٹوٹ پڑے اور زمین پر گرا کر خوب مارا بہن نے آگے بڑھ کر بچانے کی کوشش کی تو اُن کے منہ پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ خون نکل آیا یہ بھی آخر کار سیدنا عمرؓ کی بہن تھیں کہنے لگیں عمرؓ کیا ہم کو اس وجہ سے مارا جاتا ہے کہ ہم اسلام لے آئے یقیناً ہم اسلام لے آئے جو تم سے ہو سکے وہ کر لو اتنے میں سیدنا عمرؓ کی نظر اس صحیفہ قرآن پر پڑ گئی جو باہر ہی رکھا تھا کہنے لگے کہ مجھے بھی دکھلاؤ اس میں کیا لکھا ہے۔ بہن نے کہا کہ تم ناپاک ہو اور ناپاک آدمی اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ سیدنا عمرؓ نے بہت اصرار کیا مگر بہن نے بغیر وضو اور غسل کے وہ صحیفہ ہاتھ میں نہیں دیا۔ سیدنا عمرؓ نے غسل کیا اور صحیفہ اٹھایا تو اس میں سورہ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی " اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی و اقم الصلوٰۃ لذکری" تک پڑھا تھا کہ حالت بدل گئی فرمانے لگے مجھے بھی دربار نبویؐ میں لے چلو یہ بات سن کر سیدنا خبابؓ اندر سے نکلے اور فرمایا اے عمرؓ کل شب پنجشنبہ میں سیدنا حضور نبی کریمؐ نے دُعا مانگی تھی کہ اے اللہ! عمرؓ اور ابوجہل میں جو تجھے زیادہ پسند ہو اس کو اسلام کی توفیق عطا فرما ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضور نبی کریمؐ کی دُعا آپؓ کے حق میں قبول ہوگئی اس کے بعد سیدنا عمرؓ دربار نبویؐ میں پہنچے اور جمعہ کے دن صبح کو اسلام لائے عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ عمر کا اسلام لانا مسلمانوں کی فتح تھی اور ان کی ہجرت مسلمانوں کی مدد تھی اور ان کی خلافت رحمت۔

Marfat.com

ہجرت حضرت عمرؓ

حضرت عمرؓ کی ہجرت کا واقعہ بھی کافی عجیب ہے جس سے ان کی شجاعت اور بہادری کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے سیدنا علیؓ فرماتے ہیں کہ اول اول ہر شخص نے خفیہ طریقہ سے ہجرت کی مگر جب سیدنا عمرؓ نے ہجرت کی تو اس شان سے کی کہ تلوار گلے میں ڈالی اور کمان ہاتھ میں لی بڑی تعداد میں تیر ساتھ لئے سب سے پہلے بیت اللہ شریف میں اطمینان سے طواف کر کے نماز پڑھی پھر کفار کے مجمع کی طرف گئے اور فرمایا جس کا دل یہ چاہے کہ اس کی ماں اسے روئے اس کی بیوی بیوہ ہو بچے یتیم ہوں وہ مکہ سے باہر آ کر عمرؓ کا مقابلہ کرے یہ فرما کر تشریف لے گئے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ آ کر مقابلہ کرتا لیکن اس شجاعت اور بہادری کے باوجود سیدنا حضور نبی کریمؐ کے انتقال پر حیرانگی اور پریشانی کا یہ عالم تھا کہ ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر کھڑے ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ جو شخص بھی یہ کہے گا کہ آپؐ کا وصال ہو گیا میں اس کی گردن اڑا دونگا بلکہ آپؐ زندہ ہیں اور اپنے ربّ سے ملاقات کیلئے تشریف لے گئے ہیں۔

سیدنا عمرؓ کی زندگی پاک جاہ وجلال جو شہرہ آفاق ہے نہایت فقیرانہ تھی کُرتے میں تین تین چار چار پیوند ہوتے تھے ایک مرتبہ کسی شخص نے تمام کرتے کے پیوند شمار کئے تو چودہ تھے بسا اوقات پیوند لگانے کیلئے کوئی کپڑا نہ ملتا تو چمڑے کے ٹکڑے ہی کا پیوند لگا لیا جاتا۔ ایک مرتبہ قمیص میں دونوں مونڈھوں کے درمیان چار پیوند لگ رہے تھے۔ سیدنا زید بن ثابت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے سترہ (۱۷) پیوند ان کے لباس میں شمار کئے ۔ دستر خوان پر دو سالن کبھی جمع نہ ہونے دیتے تھے ایک مرتبہ صاحبزادی سیدہ صفیہ نے سالن ٹھنڈا ہونے کی وجہ سے اس پر گھی ڈال دیا تو آپؓ ناراض ہوئے کہ ایک ہی برتن میں دو سالن کر دیئے۔

آپؓ کے زمانہ خلافت میں ایک مرتبہ قحط پڑا اور نو ماہ تک رہا اس پر آپؓ نے گھی اور گوشت کھانا ترک کر دیا فرمایا کہ غرباء کو تو میسر نہ ہو اور میں کھالوں اور قسم کھائی کہ

Marfat.com

زیتون کے تیل کے سوا کسی چیز سے روٹی نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ زیتون کا تیل بکثرت استعمال کرنے کی وجہ سے چہرۂ انور پر اثر آ گیا تھا اور اسی قحط میں دُعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! میرے ہاتھوں اُمت کو ہلاک نہ فرما گھروں میں جا کر لوگوں سے ان کی ضروریات دریافت فرماتے اور تاکید کرتے کہ اپنی ضرورتوں کو مجھ سے بیان کیا کرو۔

ابتداً مزاج میں بہت سختی تھی اسی کا نتیجہ تھا کہ ابتدا خلافت فاروقی میں لوگوں نے گھروں سے نکلنا چھوڑ دیا تھا یہ دیکھ کر آپ نے ایک طویل خطبہ دیا اس میں فرمایا لوگو! میں اس وقت تک سخت تھا جب تک تم میں سیدنا حضور نبی کریمؐ اور سیدنا ابو بکرؓ جیسے نرم اور مہربان تھے میری سختی اور ان کی نرمی دونوں مل کر اعتدال پیدا کر دیا کرتی تھی مگر اب میں تم پر تشدد نہ کرونگا بلکہ میری سختی صرف ظالموں کیلئے ہے۔ اے لوگو! اگر میں آپؐ کی سنت اور سیدنا ابو بکرؓ کی سیرت کی مخالفت کر کے کوئی حکم دوں تو تم کیا کرو گے جب کئی مرتبہ ارشاد فرمایا تو ایک آدمی تلوار لے کر کھڑا ہوا اور ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا **فعلنا ھکذا** یعنی ہم تلوار سے سر اُڑا دینگے اس جملے سے آپؓ پر ذرہ بھر اثر نہ ہوا بلکہ خوش ہوئے۔

وصالِ پُر ملال

فجر کی نماز میں ابولولو مجوسی نے آپؓ پر حملہ کیا زخم کاری لگا جس سے ہر وقت خون بہتا تھا اور کبھی غفلت بھی ہو جاتی تھی لیکن اس کے باوجود جب نماز کیلئے کہا جاتا تو اسی حالت میں نماز ادا کرتے اور فرماتے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جو نماز چھوڑ دے۔ آپ کی شہادت سنہ ۲۳ھ ماہ محرم میں ہوئی۔ انتقال کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کا سر صاحبزادے سیدنا عبداللہ کی ران پر رکھا ہوا تھا فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھ دو عرض کیا کہ اگر ران پر ہی رہے تو کیا مضائقہ ہے مگر اصرار کے بعد اپنا سر زمین پر رکھوا لیا اور فرمایا کہ اگر میرا رب مجھ پر رحم نہ فرمائے تو میرے لئے ہلاکت ہے سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلو میں دفن ہوئے۔

Marfat.com

مدت خلافت

خلافت کی کل موت دس سال چھ ماہ پانچ دن ہوئی۔

رضی اللہ عنہ وارضاہ

قطعہ تاریخ وصال

جانشین[1]	مصطفےٰ	حضرۃ	عمر
بود بر	فرش زمیں	عرش	آسماں
سال	تاریخ وصال	آں	جناب
گو ز	عالم رفت	محبوب	جہاں

۲۳

[1] اس تاریخ گوئی میں ایک نکتہ ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ اگر عالم کے اعداد سے محبوبِ جہان کے اعداد نکال لیے جائیں تو باقی ۲۳ بچیں گے جو آپ کا سن شہادت ہے۔

Marfat.com

امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

(المتوفی ۳۵ھ ھجری)

آپ خلیفہ ثانی کے بعد تیسرے خلیفہ ہیں جو اہل مشورہ کی قرارداد کے مطابق محرم ۲۴ھ شنبہ کے روز مسند خلافت پر مستقر و متمکن ہوئے۔

حافظ نے اصابہ میں لکھا ہے کہ واقعہ فیل سے چھ سال بعد آپ کی پیدائش ہوئی یہی قول صحیح ہے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تحریک سے مشرف با اسلام ہوئے اسلام قبول کرتے ہی سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ کا نکاح آپ سے کیا۔

آپ کا اسم مبارک عثمان اور لقب ذوالنورین ہے یہ لقب اس وجہ سے کہ دو نور آپ کے نکاح میں جمع ہوئے یعنی سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم سے یکے بعد دیگرے آپ کا نکاح ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔ جب سیدہ رقیہ کی وفات ہوئی تو سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ سیدہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کردوں جب سیدہ ام کلثوم کا بھی ۹ھ میں انتقال ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ میری اگر کوئی اور بیٹی ہوتی تو میں اس کا نکاح بھی عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیتا۔

سلسلہ نسب

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح سے ہے حضرت عثمان بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ ابن عبد شمس۔ سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف پر آپ کا نسب جا ملتا ہے اس طرح کہ عبد مناف کے دو لڑکے تھے ایک کی اولاد میں سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے لڑکے کی اولاد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔

آپ کی ذات حیا و شرم کا مصدر و مخزن تھی۔ بند مکان میں غسل کرتے وقت بھی حیاء کی وجہ سے آپ کا کپڑا نہیں اترتا تھا۔ حضرات شیخین کے سامنے سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بے تکلف تشریف فرما رہتے تھے۔لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری پر ان کی حیاء کی وجہ سے سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کپڑوں کا بھی اہتمام ہوتا تھا۔ کثرت تلاوت' کثرت عبادت آپ کا خاص حصہ تھا۔ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ جس روز شہید ہوئے اس دن بھی روزہ تھا تمام رات تلاوت فرماتے تھے شب کے اول حصہ میں تھوڑی سی دیر سوتے۔ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم فرمالیا کرتے تھے باوجود نہایت مالدار ہونے کے آپ کا لباس اکثر نہایت معمولی ہوتا تھا۔لنگی چار پانچ درہم کی ہوتی تھی۔لیکن صدقہ وخیرات کرنے میں بڑا کشادہ دل رکھتے تھے معمول تھا کہ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد فرماتے۔ اگر کسی جمعہ کو اس معمول میں فرق آجاتا تو اگلے جمعہ کو اس کی قضا فرماتے۔

مالی امداد

غزوہ تبوک میں صحابہ کرام اور خود سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی مشکلات پیش آئیں وہ قریب قریب سب کو معلوم ہیں حتیٰ کہ اس غزوہ کا نام جیش العسرہ مشہور ہوگیا اس موقعہ پر سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس لشکر کیلئے اسباب مہیا کرے گا۔اس کو جنت ملے گی۔آپ نے ایک ہزار اشرفیاں لاکر پیش فرمادیں۔سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ ان اشرفیوں کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں ڈالتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے "سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ آج کے بعد کوئی عمل نہ کریں تو کوئی حرج نہیں"

آپ کے بارے میں سیدنا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نبی کیلئے کوئی ساتھی ہوتا ہے میرے ساتھی جنت میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہونگے۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اور سیدنا لوط رضی اللہ عنہ کے بعد معہ اپنے اہل وعیال کے ہجرت کی۔

ایک غزوہ میں مسلمانوں کی امداد کے لئے بہت کچھ سامان دیا جس میں خوردونوش کی بہت سی چیزیں تھیں جو کئی اونٹوں پر لدی ہوئی تھیں۔اس موقعہ پر سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ یہ فرمایا اے خدا میں عثمانؓ سے راضی ہوں تو بھی ان سے راضی رہ سیدنا نبی کریم ﷺ کے فرمانے پر صحابہ نے بھی یہی دُعا مانگی۔

وفات حسرت آیات

آپ رضی اللہ عنہ اٹھارہ ذی الحجہ ۳۵ھ کو انتہائی مظلومیت کے ساتھ شہید کئے گئے۔ جس وقت شہید ہوئے تلاوت قرآن پاک میں مشغول تھے۔ خون بہہ کر قرآن پاک کی اس آیت پر گرا فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم۔ سیدنا نبی کریم ﷺ اس مظلومانہ شہادت کی اطلاع بہت پہلے دے چکے تھے۔[1]

---

[1] اس حدیث اوراس جیسی بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضور ﷺ کو علم غیب حاصل تھا۔ آج کل بعض بدعقیدہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو علم غیب حاصل نہیں۔ یہ نادان لوگ آپ ﷺ کی شان کو کیا سمجھیں۔ کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس تو بہت ارفع و اعلیٰ بلند و بالا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو عام بندوں میں سے جب کسی کو اپنا دوست بنالیتا ہے تو اس کی سماعت و بصارت ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ بخاری اور مشکوٰۃ شریف کی اس حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "جب میں بندہ کو اپنا دوست بنالیتا ہوں تو اس کی سماعت ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"۔ سورۃ آل عمران میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل سے فرمایا۔ "اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو"۔ (پ۳ ع۱۳) حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادیؒ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ آدمی کو بتادیتے تھے جو وہ کل کھا چکا اور آج کھائے گا اور جو اگلے وقت کے لئے بنا کر رکھا ہے۔ آپ کے پاس بچے بہت سے جمع ہو جاتے تھے آپ انہیں بتاتے تھے کہ تمہارے گھر فلاں چیز تیار ہوئی ہے۔ تمہارے گھر والوں نے فلاں فلاں چیز کھائی ہے فلاں چیز تمہارے لئے اٹھا رکھی ہے۔

Marfat.com

مدت خلافت

بارہ دن کم بارہ سال

ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ سیدنا نبی کریم ﷺ نے ایک فتنہ کے متعلق صحابہ کرام سے تذکرہ کیا اور سیدنا عثمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اس فتنہ میں ظلماً قتل ہونگے

رضی اللہ عنہ و ارضاہ.

بچے گھر جاتے روتے اور گھر والوں سے وہ چیز مانگتے گھر والے وہ چیز دیتے اور ان سے کہتے کہ تمہیں کس نے بتایا بچے کہتے حضرت عیسیٰؑ نے تو لوگوں نے اپنے بچوں کو آپ کے پاس آنے سے روکا اور کہا وہ جادوگر ہیں ان کے پاس نہ بیٹھو اور ایک مکان میں سب بچوں کو جمع کر دیا۔ حضرت عیسیٰؑ بچوں کو تلاش کرتے ہوئے تشریف لائے تو لوگوں نے کہا وہ یہاں نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ پھر اس مکان میں کون ہے؟ انہوں نے کہا سور ہیں۔ فرمایا ایسا ہی ہوگا۔ اب جو دروازہ کھولتے ہیں تو سب سور ہی سور تھے۔

۱۔ بخاری شریف ج ۱ ص ۴۵۳ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا "ایک بار حضور ﷺ ہم لوگوں (کے مجمع) میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا یہاں تک کہ جنتی اپنی منازل پر جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں پر جہنم میں پہنچ گئے۔ جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

۲۔ بخاری ج ۲ ص ۶۰۵۔ مشکوٰۃ ص ۵۶۳ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر فرمایا "کل یہ جھنڈا میں ایک شخص کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔"

۳۔ مسلم شریف ص ۳۹۰ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین سمیٹ دی تو میں نے مشرق سے مغرب تک زمین کا تمام حصہ دیکھ لیا اور عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک کہ زمین میرے لئے سمیٹی گئی۔

ان احادیث کریمہ میں ابتدائے آفرینش سے جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی خبر دینا' مشرق سے مغرب تک زمین کے سارے حصے کو دیکھنا اور غزوہ خیبر میں یہ فرمانا کہ میں کل جس کو جھنڈا دوں گا اس کے ہاتھ پر فتح ہوگی۔ یہ سب غیب کی خبریں ہیں جن سے حضور ﷺ

Marfat.com

قطعہ تاریخ وصال

شاہ عثمان خلیفہ برحق
از جہاں شد بہ جنت اعظم
سال تاریخ آں سراپا عدل
اے بگورفت عادل ز ظالم
۳۲

نے سب کو آگاہ فرمایا۔ ثابت ہوا کہ حضورﷺ کا یہ عقیدہ تھا کہ ہم کو علم غیب حاصل ہے ورنہ ان باتوں کو وہ اپنی زبان مبارک پر ہرگز نہیں لاتے۔

جن حدیثوں میں حضورﷺ کے علم غیب کا بیان ہے۔ صحابہ نے ان کو روایت کیا جس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضورﷺ کو علم غیب ہے۔ اس کے علاوہ خود صحابہ کے واقعات سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ عقیدہ صحیح ہے کہ اللہ کے محبوب بندوں کو غیب کا علم ہوا کرتا ہے۔

علامہ ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت عمر بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظمؓ جمعہ کا خطبہ فرمار ہے تھے یکا یک آپ نے درمیان میں خطبہ چھوڑ کر تین بار یہ فرمایا یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ. یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ. یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ. یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ۔ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ۔ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف جاؤ۔ اس طرح حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو پکار کر پہاڑ کی طرف جانے کا حکم دیا اور اس کے بعد پھر خطبہ شروع فرمایا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بعد نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ تو خطبہ فرمار ہے تھے پھر یکا یک بلند آواز سے کہنے لگے۔ یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ۔ تو یہ معاملہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے خدائے ذوالجلال کی میں ایسا کہنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ ''میں'' نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑ کے پاس لڑر ہے ہیں۔ اور کفار ان کو آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہوسکا اور میں نے کہدیا اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ۔

اس واقعہ کے کچھ روز بعد حضرت ساریہؓ کا قاصد ایک خط لیکر آیا جس میں لکھا تھا کہ ہم لوگ جمعہ کے دن کفار سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ ہم شکست کھا جاتے کہ عین جمعہ کی نماز کے وقت ہم نے کسی کی آواز سنی یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ. اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ اس آواز کو سنکر ہم پہاڑ کی طرف چلے گئے تو خدائے تعالیٰ نے کافروں کو شکست دی ہم نے انہیں قتل کر ڈالا اس طرح ہم کو فتح حاصل ہو گئی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ نہاوند جو ملک ایران میں ہے، وہاں پر لڑائی کرنے والے مجاہدین اسلام کو حضرت عمرؓ نے مدینہ منورہ سے دیکھا یہ علم غیب ہے جسے آپ نے لوگوں پر ظاہر فرما کر ثابت کر دیا کہ غیر اللہ کیلئے علم غیب کا عقیدہ حق ہے اسے شرک وکفر سمجھنا گمراہی و بد مذہبی ہے۔

Marfat.com

امیر المومنین سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

(المتوفی سنہ ۴۰ ہجری)

آپ ۳۵ھ میں سیدنا عثمان کی شہادت کے بعد دوسرے دن مسند خلافت پر متمکن ہوئے آپ ہی کا ذکر خیر اس جگہ مقصود ہے کہ سلاسل قادریہ مبارکہ میں سیدنا نبی کریم ﷺ کے فیض کا ظاہری سلسلہ آپ ہی سے ہے آپ کا نام مبارک علی کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے لقب اسد اللہ ہے آپ کا نسب یہ ہے سیدنا علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ سیدنا عبدالمطلب پر جا کر آپ کا نسب حضور پاک سے مل جاتا ہے۔

عجیب اتفاق بلکہ معجزہ ہے کہ نسب کے اعتبار سے جو شخص جتنا دور ہے وہ اتنا ہی خلافت کے اعتبار سے قریب ہے اور نسب کے لحاظ سے جو شخص جتنا قریب ہے خلافت میں اتنا ہی دور ہے۔

حافظ ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے کہ صحیح قول کے موافق آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت نبوت سے دس سال قبل ہوئی اور حضور پاک کی گود میں پرورش پائی اس لحاظ سے حضور پاک ﷺ کے ساتھ اخلاق اور عادات' اطاعت وعبادات میں جتنا سیدنا علی کو تلبیس واتصال رہا ہے دوسری جگہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ سیدنا علی ان چند خوش نصیبوں میں ہیں جنہیں بچپن میں ہی اسلام لانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ قبول اسلام کے وقت کیا عمر تھی۔ مورخین نے آٹھ' نو' دس کی عمر بیان کی ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تمام لوگوں سے سات سال قبل نماز پڑھنا شروع کر دی تھی۔

آپ کے مناقب بہت ہی کثرت سے منقول ہیں۔ حضرت امام احمد بن حنبل کا مقولہ ہے کہ سیدنا علی کے مناقب جتنے مقبول ہیں کسی دوسرے صحابی کے اتنے مناقب منقول نہیں۔ بعض مشائخ نے اس کی وجہ یہ بتلائی ہے کہ بنوامیہ کے زمانے میں سیدنا علی سے لوگوں کو بغض تھا اسلئے اس کی تردید کی وجہ سے علمائے حقہ' آپ کے مناقب کی روایات

Marfat.com

بکثرت نقل فرماتے تھے اور اسی وجہ سے حضرت امام نسائی وغیرہ کو آپ کے فضائل میں مستقل رسائل تصنیف فرمانے کی ضرورت ہوئی۔ شجاعت اور بہادری سے معرکوں میں گھس جانا آپ کی مخصوص صفات ہیں۔

علوم ظاہریہ و باطنیہ کی نشر و اشاعت آپ کا خصوصی مشغلہ تھا۔ غزوہ خیبر میں سیدنا نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے حب اللہ اور حب الرسول کا پروانہ ملا جس کی تقریب یہ ہوئی کہ اس غزوہ میں ایک روز حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کل کو جھنڈا ایسے شخص کو ملے گا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اس کو محبوب رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود کہ سیدنا علی کی آنکھیں آشوب کرتی تھیں پھر بھی حضور پاک ﷺ نے جھنڈا آپ ہی کو مرحمت فرمایا اور آشوب کیلئے اپنا لعاب مبارک لگا دیا جس سے وہ اچھی ہو گئیں۔

خوف وخشیۃ

سیدنا علی عبادت وطاعت میں خوف وخشیۃ الٰہی میں اپنی نظیر آپ تھے ان کے اس سلسلے کے بہت سے واقعات کتب تواریخ میں موجود ہیں۔ عادت شریف تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو بدن میں کپکپی دوڑ جاتی چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا دریافت کرنے پر فرمایا کہ یہ اس امانت کی ادائیگی کا وقت ہے جس کو حق تعالیٰ شانہٗ نے آسمانوں اور زمین و پہاڑ پر اُتارا مگر وہ اس کے تحمل سے عاجز ہو گئے اور میں نے اس کا تحمل کیا ہے۔

کمیل کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سیدنا علی کے ساتھ چلا وہ ایک قبرستان میں پہنچے اور ایک مقبرہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے مقبرہ والو! بوسیدگی والو! اے وحشت اور تنہائی والو! کیا حال ہے ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے مرنے کے بعد اموال آپس میں تقسیم کر لئے گئے۔ اولادیں یتیم ہو گئیں۔ بیویوں نے دوسرے شوہر کر لئے یہ تو ہماری خبر ہے کچھ اپنا بھی کہو اس کے بعد حضرت کمیل کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اگر ان کو بات چیت کی اجازت ہوتی تو یوں کہتے کہ بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ یہ فرما کر خوب روئے اور فرمایا اے کمیل قبر عمل کا صندوق ہے اور موت کے وقت اپنی زندگی کے کئے ہوئے اچھے اور بُرے اعمال معلوم ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

انتقال پرملال

آپ رضی اللہ عنہ ۱۸ رمضان ۴۰ھ کو عبدالرحمن ابن ملجم کے ہاتھ سے کوفہ میں شہید ہوئے واقعہ کی اجمالی تاریخ یہ ہے کہ جنگ نہروان کے بعد مکہ معظّمہ میں تین خارجیوں کا اجتماع ہوا ۔عبدالرحمن بن ملجم، عمرو ابن بکیر، برک بن عبداللہ ان بدبختوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا جائے۔ ابن ملجم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قتل کی ذمہ داری لی، عمرو بن بکیر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور برک نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی ذمہ داری اُٹھائی۔ ابن ملجم تو اپنی شقاوت آمیز ذمہ داری میں کامیاب ہوکر خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق بنا اور وہ دونوں اپنے مقصد میں ناکام ہوئے سیدنا علی بہت سویرے مسجد میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور راستے میں سونے والوں کو الصلوۃ الصلوۃ کہہ کر اٹھاتے جاتے تھے۔ ایک رات ابن ملجم مسجد کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ گیا جب آپ اس کے قریب سے گزرے تو اس نے پیشانی مبارک پر تلوار ماری جو دماغ کے اندر تک جا پہنچی داڑھی خون سے تر ہوگئی لوگ اس حادثہ کو دیکھ کر دوڑ پڑے۔ ابن ملجم کو پکڑ لیا۔ سیدنا علی نے فرمایا اس کو قتل نہ کرنا اگر میں اچھا ہو گیا تو میں جو چاہے معاملہ اپنے اختیار سے کروں گا اور اگر انتقال کر گیا تو جس طرح اس نے ایک ضرب میرے لگائی ہے تم بھی لگا دینا۔ آپ کے انتقال کے بعد ابن ملجم کو بیدردی سے قتل کر دیا گیا۔

سیدنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس بدنما واقعہ کی اطلاع بہت پہلے دے چکے تھے ایک مرتبہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا۔ اے علی پہلی امتوں میں سب سے زیادہ شقی وہ تھا جس نے حضرت صالح کی اونٹنی کے پاؤں کاٹے تھے اور پچھلوں میں سب سے زیادہ شقی وہ ہے جو تمہاری اس داڑھی کو تمہارے سر کے خون سے رنگین بنادے گا۔ کرم اللہ وجہہ الکریم

رضی اللہ عنہ و ارضاہ.

Marfat.com

مدت خلافت

تین دن کم پانچ سال

قطعہ تاریخ وصال

مرتضٰی شاہ علی مظہر انوار جلی
خانہ دین نبی یافت ازو آبادی
زاہد پاک چہ تاریخ وصالش جستم
از خرد یاد ندا گشت کہ ہادی ہادی

۲۰+۲۰ =۴۰

* * * *

Marfat.com

حضرت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۱۰ ھ ہجری)

بھٹک سکتا ہے کیسے قافلہ یہ اپنی منزل سے
اسے مولیٰ علی آپؓ کی حاصل قیادت ہے

اسم گرامی

امام عصر وفرید دھر ابو علی الحسن کی کنیت ابو محمد ہے، بعض نے آپؓ کو ابو سعید بھی کہا ہے، اہل طریقت کے نزدیک آپ بڑے جلیل القدر ولی اللہ ہیں۔

ولادت

حضرت شیخ حسن بصریؒ اکیس (۲۱) ہجری مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے بصرہ میں پرورش پائی اسی مناسبت سے بصری کہلائے آپؒ کے والد محترم کے نام کے بارے میں اختلاف ہے بعض نے یسار لکھا ہے لیکن موسیٰ بن راعی بن خواجہ اویس قرنی بہت مشہور ہے۔

یہ بات تمام تذکرہ نویسوں نے بالاتفاق لکھی ہے کہ جب خواجہ صاحبؒ پیدا ہوئے تو آپؒ کے والد محترم جناب موسیٰ بن راعی انہیں دعائے خیر و برکت کے لئے امیر المومنین سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں اٹھا لائے۔ امیر المومنینؓ نے آپؒ کو دیکھا تو فرمایا واللہ کتنی پیاری صورت ہے، انشاء اللہ بڑا ہی خوبرو اور حسین و جمیل بچہ ہے اس کا نام حسن رکھو چنانچہ جناب خواجہؒ نے اسی نام سے شہرت دوام پائی۔

خواجہ حسن بصریؒ کی والدہ محترمہ خیرہ، ام المومنین سیدہ حضرت ام سلمہؓ کی خادمہ تھیں سیدہ حضرت ام سلمہؓ خواجہؒ کو بہت پیار کرتی تھیں۔

Marfat.com

بیعت

یوں تو جناب خواجہؒ نے بڑے بڑے صحابہ کرامؓ کے چہرہ انور سے اپنی آنکھیں روشن کیں اور ان کی صحبت سے فیض اٹھایا ہے لیکن علوم ظاہری و باطنی آپؒ نے بالخصوص سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی سے حاصل کئے۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دور شروع ہوا تو تمام واعظین کو وعظ گوئی سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ تمام منبروں کو توڑ کر پھینک دو لیکن جب حسن بصریؒ کی مجلس وعظ میں پہنچے تو ان سے پوچھا کہ تم عالم ہو یا طالب علم؟ آپؒ نے جواب دیا کہ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں' البتہ جو کچھ احادیث نبوی ﷺ سے سنا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں یہ سن کر سیدنا حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آپؒ کو وعظ گوئی کی اجازت ہے اور جب حسن بصریؒ کو یہ علم ہوا کہ وہ سیدنا حضرت علیؓ تھے ان کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے اور ایک جگہ جب ان سے ملاقات ہو گئی تو عرض کیا کہ مجھے وضو کا طریقہ سکھا دیجئے۔ چنانچہ ایک طشت میں پانی منگوا کر سیدنا حضرت علیؓ نے آپؒ کو وضو کا طریقہ سکھایا اور اسی وجہ سے اس مقام کا نام "باب الطشت" پڑ گیا۔

فضیلت علم

امام زہریؒ (ولادت ۵۱ھ۔ وفات ۱۲۴ھ) جو اعلام تابعینؒ سے ہیں متعدد اصحابؓ سے تعلیم پائی' وہ فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے عالم صرف چار ہی ہیں مدینہ میں المسیبؒ شام میں مکحولؒ کوفہ میں شعبیؒ یہ وہی بزرگ ہیں جنہوں نے اول اول جناب امام اعظم ابو حنیفہؒ کو حصول علم کی ترغیب دی اور بصرہ میں جناب امام المتصوفین والعارفین خواجہ حسن بصریؒ کو تمام سیرت نگاروں نے یہ بات بالاتفاق لکھی ہے کہ خواجہ حسن بصریؒ اگرچہ نسلاً حبشی تھے مگر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے انہیں بہت بڑا فصیح اللسان بنایا' حجاج بن یوسف آپؒ کے مقابلے میں خود کو ہیچ سمجھتا تھا۔

Marfat.com

مسلمانی کی تعریف

داراشکوہ نے لکھا ہے کہ کسی نے آپؒ سے دریافت کیا کہ مسلمانی کی تعریف کیا ہے اور مسلمان کسے کہتے ہیں؟ جواب میں ارشاد فرمایا ''مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور'' یعنی مسلمانی کتاب میں ہے اور مسلمان قبر میں ہیں پھر آپؒ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا حضرتؒ ہمارے دل سوئے ہوئے ہیں آپؒ کے ارشادات اور پند و نصائح کا ان پر اثر کیوں نہیں ہوتا، ہمیں اس کے لئے کیا علاج کرنا چاہئے؟ فرمایا: اگر دل سوئے ہوتے تو کوئی بات نہیں تھی انہیں جھنجوڑ کر جگایا جا سکتا تھا رونا تو یہ ہے کہ دل مر چکے ہیں اب انہیں کتنا ہی جھنجوڑو جگانے کی کوشش کرو یہ بیدار نہیں ہو سکتے۔

جناب خواجہؒ نے مسلمانوں کو دنیا اور صرف دنیا ہی کے بن جانے پر بڑی سختی سے روکا اور خلاف پیمبر چلنے سے منع کیا آپؒ کی نظر قرآن حکیم اور حدیث نبوی ﷺ کی تفسیر پر تھی اس لئے آخرت کی زندگی آپؒ کے نزدیک گویا آنکھوں دیکھی چیز تھی دنیا کی بہتات اور چاہت نے مسلمانوں کو دین سے غافل بنا دیا تھا اور وہ آخرت کی زندگی کو بھولتے جا رہے تھے آپؒ نے انہیں جھنجوڑ کر بیدار کیا انہیں چونکایا اور بتلا دیا کہ تم صرف زبان ہی سے اقرار کر لینے پر مسلمان نہیں بن سکتے مسلمان اور کامل مسلمان بننے کیلئے سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ جن حقائق کا تم دل سے اقرار کرتے ہو دل کے ساتھ پورا پورا عمل بھی کرو۔

بے باک مرد خدا

ایک مرتبہ دوران وعظ حجاج بن یوسف برہنہ شمشیر لئے اپنی فوج کے ہمراہ وہاں پہنچا اسی محفل میں ایک بزرگؒ نے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ آج حسن بصریؒ کا امتحان ہے کہ وہ تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں یا وعظ میں مشغول رہتے ہیں چنانچہ آپؒ نے حجاج کی آمد پر کوئی توجہ نہیں کی اور اپنے وعظ میں مشغول رہے کیونکہ احکام خداوندی بیان کرتے

Marfat.com

وقت آپؒ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے' اختتام وعظ کے بعد حجاج نے دست بوسی کرتے ہوئے لوگوں سے کہا کہ اگر تم کسی مرد خدا سے ملنا چاہتے ہو تو حسنؒ کو دیکھ لو۔

جنات کو تبلیغ

ایک مرتبہ حضرت عبداللہؒ نماز فجر کے لئے حسن بصریؒ کی مسجد میں تشریف لے گئے تو اندر سے دروازہ بند تھا اور آپؒ مشغول دعا تھے اور کچھ لوگوں کے آمین کہنے کی صدائیں آ رہی تھیں چنانچہ یہ خیال کر کے شاید آپؒ کے ارادت مند ہوں گے باہر ہی ٹھہر گئے اور جب صبح کو دروازہ کھلا اور اندر جا کر دیکھا تو آپؒ تنہا تھے چنانچہ فراغت نماز کے بعد جب صورتحال دریافت کی تو فرمایا کہ پہلے تو کسی سے نہ بتانے کا وعدہ کرو پھر فرمایا کہ یہاں جنات وغیرہ آتے ہیں اور میں ان کے سامنے وعظ کر کے دعا مانگتا ہوں جس پر وہ سب آمین آمین کہتے ہیں۔

کرامت

کچھ بزرگ آپ کے ہمراہ بغرض حج روانہ ہوئے اور ان میں سے بعض لوگوں کو شدت سے پیاس لگی چنانچہ راستہ میں ایک کنویں پر نظر پڑی لیکن اس پر رسی اور ڈول کچھ نہ تھا اور جب حسنؒ سے صورت حال بیان کی گئی تو فرمایا کہ جب میں نماز میں مشغول ہو جاؤں تو تم پانی پی لینا چنانچہ جب آپؒ نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک کنویں میں سے پانی خود بخود ابل پڑا اور سب لوگوں نے اچھی طرح پیاس بجھائی لیکن ایک شخص نے احتیاطاً کچھ پانی ایک کوزے میں رکھ لیا اس حرکت سے کنویں کا جوش ایک دم ختم ہو گیا اور آپؒ نے فرمایا کہ تم نے خدا جل شانہ پر اعتماد نہیں کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے پھر آگے روانہ ہوئے تو راستہ میں کچھ کھجوریں اٹھا کر لوگوں کو دیں جن کی گٹھلیاں سونے کی تھیں اور جن کو فروخت کر کے لوگوں نے سامان خورد و نوش خریدا اور صدقہ بھی کیا۔

Marfat.com

وصال

آپؒ نے پانچ (۵) رجب ایک سو دس (۱۱۰) ہجری نواسی (۸۹) سال کی عمر میں انتقال پُر ملال فرمایا۔

دم مرگ میں آپؒ مسکراتے ہوئے فرمارہے تھے کہ کونسا گناہ کونسا گناہ اور یہی کہتے کہتے روح پرواز کر گئی پھر کسی بزرگؒ نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ عالم نزع میں آپؒ مسکرا کیوں رہے تھے؟ اور بار بار کونسا گناہ کہہ رہے تھے۔ فرمایا کہ دم نزع مجھے یہ ندا سنائی دی کہ اے ملک الموت سختی سے کام لے کیونکہ ایک گناہ باقی رہ گیا ہے چنانچہ اسی خوشی میں مسرور ہو کر بار بار کونسا گناہ کہہ رہا تھا۔ وفات کی شب میں کسی بزرگؒ نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دریچے کھلے ہوئے ہیں اور ندا کی جارہی ہے کہ حسن بصریؒ اپنے مولیٰ جل شانہ کے پاس حاضر ہو گئے اور اللہ جل شانہ ان سے راضی ہیں۔

واقعات اور ارشادات

کتب تواریخ میں آپؒ کے بہت سے واقعات اور ارشادات موجود ہیں جن میں سے چند اس کتاب کے موضوع کی مناسبت میں یہاں تحریر کئے جاتے ہیں۔

☆ایک مرتبہ حضرت حسن بصریؒ سے کسی نے کہا کہ یہاں ایک شخص ہے جو ہمیشہ تنہا رہتا ہے ایک دن حسن بصریؒ اس سے ملنے گئے اور فرمایا تم خلوت پسند آدمی معلوم ہوتے ہو؟ لوگوں سے کیوں ملاقات نہیں کرتے؟ کہا کہ ایک کام میں مشغول رہتا ہوں اس وجہ سے لوگوں سے ملنے کی ہمت نہیں ہوتی فرمایا یہاں حسن بصریؒ رہتے ہیں ان سے ضرور ملاقات کیا کرو' ان کے پاس جاتے رہا کرو' کہنے لگا جس کام کی وجہ سے اور لوگوں سے نہیں ملتا حسن بصریؒ سے بھی نہیں مل سکتا' دریافت کیا کہ وہ کونسا کام ہے کہنے لگا جب صبح کرتا ہوں تو اللہ جل شانہ کی نعمتیں اور اپنے گناہوں کو دیکھتا ہوں پس نعمتوں کا شکر اور گناہوں

Marfat.com

سے توبہ کرتا رہتا ہوں' فرمایا تو حسن بصریؒ سے بھی زیادہ سمجھدار ہے بس اپنے ہی کام میں مشغول رہنا۔

☆ حضرت حسن بصریؒ نے ایک نوجوان آدمی کو دیکھا کہ ہنسنے میں مشغول ہے آپؒ نے فرمایا کہ کیا تو پل صراط سے گزرا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے پوچھا کہ تجھے معلوم ہے کہ تو جنت میں جائے گا یا دوزخ میں؟ اس نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کہ پھر یہ ہنسی کیسی ہے؟ راوی کہتا ہے کہ اس قصہ کے بعد اس کو کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

☆ فرمایا کرتے تھے کہ دوزخ میں سے ایک شخص ایک ہزار (۱۰۰۰) سال بعد نکلے گا کیا ہی اچھا ہو کہ وہ آدمی میں ہی ہوں۔

☆ فرمایا کرتے تھے کہ تواضع کی شرط یہ ہے کہ جب آدمی گھر سے نکلے تو جس کو بھی دیکھے اپنے سے افضل سمجھے۔

☆ فرمایا کرتے تھے کہ جب آدمی سے گناہ ہو جائے اور پھر وہ سچی توبہ کر لے تو پھر اس توبہ سے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے یہاں تقرب میں زیادتی ہوتی ہے۔

☆[1] ایک شخص نے اپنے دل کی سختی کی شکایت کی تو فرمایا کہ ذکر کی مجلسوں میں شریک ہوا کرو۔

---

[1] قرآن اور احادیث میں ذکر کی بہت زیادہ فضیلتیں بیان ہوئی ہیں بزرگان دین ذکر کا بہت اہتمام فرماتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ کے مشائخ کرام اپنے مریدین کو ذکر کی تلقین فرماتے ہیں۔ الحمدللہ دربار عالیہ قادریہ جنیدیہ یعنی داتائے سرحد کی درگاہ معلیٰ میں بروز جمعرات بعد مغرب ذکر بالجہر کی محفل ہوتی ہے۔

آجکل بعض بدعقیدہ لوگ ذکر بالجہر سے مسلمانوں کو منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ شرک ہے یہ لوگ خود تو گمراہ ہیں دوسرے مسلمانوں کو بھی گمراہی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ تبلیغی نصاب میں فضائل ذکر کے باب میں ذکر کے متعلق لاتعداد احادیث بیان کی گئی ہیں۔ ذکر بالجہر کے بارے میں یہ

Marfat.com

☆ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے ان اکابر کو پایا ہے کہ جو حلال چیزوں میں بھی اتنی بے رغبتی فرمایا کرتے تھے جتنی تم حرام چیزوں میں بھی نہیں کرتے۔

☆ فرمایا کرتے تھے کہ لالچ عالم کو عیب دار بنا دیتا ہے قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی بھی روپیہ پیسہ کو عزیز سمجھتا ہے اس کو اللہ جل شانہ ذلیل کر دیتا ہے۔

حدیث ملاحظہ ہو۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریا کار کہنے لگیں۔ (ف) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ منافقوں یا بیوقوفوں کے ریا کار کہنے یا مجنون کہنے سے ایسی بڑی دولت چھوڑنا نہ چاہیے بلکہ اسے کثرت اور اہتمام سے کرنا چاہیے کہ یہ لوگ تم کو پاگل سمجھ کر تمہارا پیچھا چھوڑ دیں اور مجنون جب ہی کہا جائے گا جب نہایت کثرت سے اور زور سے ذکر کیا جائے۔ آہستہ میں یہ بات نہیں ہوسکتی۔ ابن کثیر نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے کوئی چیز بندوں پر ایسی فرض نہیں فرمائی جس کی کوئی حد مقرر نہ کر دی ہو اور پھر اس کے عذر کو قبول نہ فرمالیا ہو بجز اللہ کے ذکر کے کہ نہ اس کی کوئی حد مقرر فرمائی اور نہ عقل رہنے تک کسی کو معذور قرار دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ ''اُذْکُرُوا اللّٰهَ ذِکْراً کَثِیْراً'' (اللہ جل شانہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو) رات میں دن میں جنگل میں دریا میں سفر میں حضر میں فقر میں تونگری بیماری میں صحت میں آہستہ اور پکار کر اور ہر حال میں حافظ ابن حجرؒ نے منبہات میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان سے قرآن پاک کے ارشاد ''وَکَانَ تَحْتَهٗ کَنْزٌ لَّهُمَا'' میں منقول ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں سات سطریں لکھی ہوئی تھیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ (۱) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا ہو پھر بھی ہنسے۔ (۲) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا آخر ختم ہونے والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے۔ (۳) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر بھی کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرے۔ (۴) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے۔ (۵) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے۔ (۶) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو پھر کسی اور چیز کا ذکر کرے۔ (۷) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر بھی دنیا میں کسی چیز سے راحت پائے بعض نسخوں میں یہ بھی ہے کہ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو شیطان کو دشمن سمجھے پھر بھی اس کی اطاعت کرے۔ ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ ذکر کی جتنی بھی کثرت ممکن ہو دریغ نہ کرے لوگوں کے مجنون یا ریا کار کہنے کی وجہ سے اس کو چھوڑ دینا اپنا ہی نقصان کرنا ہے۔

Marfat.com

☆ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا تیرے لئے ایک سواری ہے اگر تو اس پر سوار ہوگا جب تو وہ تجھ کو منزل تک پہنچا دے گی لیکن اگر وہ تجھ پر سوار ہوگئی تو تجھ کو ہلاک و برباد کردے گی۔

☆ فرمایا کہ اللہ جل شانہ کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو اہل و عیال میں مشغول نہیں ہونے دیتے۔

☆ فرمایا کہ جو شخص بروں کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ بزرگوں سے بدظن ہو جاتا ہے۔

فرمایا کہ اہل بہشت جب بہشت کو دیکھیں گے تو ستر (۷۰) سال بیہوش پڑے رہیں گے وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ انہیں اپنے دیدار سے منور فرمائے گا اگر اس کے جلال میں دیکھیں تو وحدت میں غرق ہو جائیں۔

تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ جناب خواجہؒ کا بیان درد و کرب اور سوز و گداز سے پر ہوتا یہی سبب تھا کہ جو بات آپؒ کے منہ سے نکلتی لوگوں کے دلوں میں تیر کی طرح اترتی چلی جاتی آپؒ کی زبان مبارک میں غضب کا اثر تھا جو ایک مرتبہ کہہ دیتے وہ پتھر کی لکیر ہو جاتا یہی سبب ہے کہ آپ کو ایک خلق خدا' امام زمانہ' صاحب کرامت اور مستجاب الوقت ولی تسلیم کرتی ہے۔

مزار پر انوار

آپؒ کا مزار پُر انوار بصرہ (عراق) سے ایک سو ایک (۱۰۱) قدم کے فاصلہ پر صحرا میں مرجع خلائق ہے۔

خلفائے کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپؒ کے خلفائے کرام میں حضرت شیخ حبیب عجمیؒ زیادہ مشہور رہیں۔

قطعہ تاریخ وصال:

آغوش اُم سلمہ کے پروردہ ہیں حسن
بحر علوم معرفتِ حق کے غوطہ زن
دولت سرائے سرور کونین میں پلے
جن کو زمانہ خواجہ بصری حسن کہے

Marfat.com

حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۵۶ھ ہجری)

اسم گرامی

آپؒ کی کنیت ابومحمد اور اصل وطن فارس ہے۔

بیعت

آپؒ نے حضرت شیخ خواجہ حسن بصریؒ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔

حالات وتعارف

آپؒ صدق وصفا پر عمل پیرا، صاحب یقین اور گوشہ نشین بزرگوں میں سے ہوئے ہیں اور آپؒ کی ریاضت وکرامات بے اندازہ ہیں، ابتدائی دور میں آپؒ بہت امیر تھے اور اہل بصرہ کو سود پر قرض دیا کرتے اور جب مقروض سے تقاضا کرنے جاتے تو اس وقت تک واپس نہ ہوتے جب تک قرض وصول نہ ہو جاتا اور اگر کسی مجبوری سے قرض وصول نہ ہوتا تو اپنے وقت کے ضائع ہونے کا مقروض سے جرمانہ وصول کرتے اور اس رقم سے زندگی بسر کرتے۔

ایک دن آپؒ کسی کے یہاں وصولیابی کے لئے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا اس کی بیوی نے کہا کہ نہ تو میرا شوہر گھر پر موجود ہے اور نہ میرے پاس تمہارے دینے کے لئے کوئی چیز ہے البتہ میں نے آج ایک بھیڑ ذبح کی تھی جس کا تمام گوشت تو ختم ہو چکا البتہ سر باقی رہ گیا ہے اگر تم چاہو تو وہ میں تم کو دے سکتی ہوں چنانچہ آپؒ اس سے سر لے کر گھر پہنچے اور بیوی سے کہا کہ یہ سر سود میں ملا ہے اس کو پکا ڈالو بیوی نے کہا کہ گھر میں نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا بھلا میں کھانا کس طرح تیار کروں آپؒ نے کہا کہ میں ان دونوں چیزوں کا بھی انتظام مقروض لوگوں سے لے کر کرتا ہوں اور سود ہی سے یہ دونوں چیزیں خرید کر لائے۔ لیکن

Marfat.com

جب کھانا تیار ہو چکا تو ایک سائل نے آ کر سوال کیا آپؒ نے کہا کہ تیرے دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے اگر تجھے کچھ دے بھی دیں تو اس سے تو دولت مند نہ ہو جائے گا لیکن ہم مفلس ہو جائیں گے۔ سائل جب مایوس ہو کر واپس چلا گیا تو بیوی نے سالن نکالنا چاہا لیکن وہ ہنڈیا سالن کے بجائے خون سے لبریز تھی اس نے شوہر کو آواز دے کر کہا کہ دیکھو تمہاری کنجوسی اور بدبختی سے یہ کیا ہو گیا ہے۔

آپؒ کو یہ دیکھ کر عبرت حاصل ہوئی اور بیوی کو شاہد بنا کر کہا کہ آج میں ہر برے کام سے تائب ہوتا ہوں اور یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم لینے اور سود ختم کرنے کے لئے نکلے راستہ میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے انہیں دیکھ کر بچوں نے آوازیں کسنا شروع کیں کہ علیحدہ ہٹ جاؤ حبیب سود خور آ رہا ہے کہیں اس کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے اور ہم اس جیسے بد بخت نہ بن جائیں یہ سن کر آپؒ بہت رنجیدہ ہوئے اور حضرت شیخ خواجہ حسن بصریؒ کی خدمت میں حاضر ہو گئے انہوں نے آپؒ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ بے چین ہو کر دوبارہ توبہ کی اور جب واپسی میں ایک مقروض شخص آپ کو دیکھ کر بھاگنے لگا تو فرمایا کہ تم مجھ سے مت بھاگو اب تو مجھ کو تم سے بھاگنا چاہئے تا کہ ایک عاصی کا سایہ تمہارے اوپر نہ پڑ جائے پھر جب آپؒ آگے بڑھے تو انہی لڑکوں نے کہنا شروع کیا کہ راستہ دے دو اب حبیبؒ تائب ہو کر آ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیروں کی گرد اس پر پڑ جائے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمارا نام گناہگاروں میں درج کر لے۔

آپؒ نے بچوں کا یہ قول سن کر اللہ تعالیٰ جل شانہ سے عرض کی کہ تیری قدرت بھی عجیب ہے کہ آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبان سے میری نیک نامی کا اعلان کرا دیا اس کے بعد آپؒ نے منادی کرا دی کہ جو شخص میرا مقروض ہو وہ اپنی تحریر اور مال واپس لے جائے اس کے علاوہ آپؒ نے اپنی تمام دولت راہ خدا جل شانہ میں لٹا دی اور جب کچھ باقی نہ رہا تو آخر میں ایک سائل کے سوال پر اپنا کرتہ تک اتار کر دے دیا اور دوسرے سائل کے سوال پر آپؒ نے اپنی بیوی کی چادر بھی دے دی۔ اس کے بعد

Marfat.com

دونوں میاں بیوی تقریباً نیم برہنہ سے رہ گئے پھر ساحل فرات پر ایک عبادت خانہ تعمیر کر کے عبادت میں مشغول رہے اور یہ معمول بنا لیا تھا کہ دن میں تحصیل علم کے لئے حضرت شیخ خواجہ حسن بصریؒ کی خدمت میں پہنچ جاتے اور رات بھر مشغول عبادت رہتے۔ ایک مرتبہ بیوی نے کہا کہ خورد ونوش کے لئے کچھ نہ کچھ کام کرنا چاہیئے تو آپؒ مزدوری کرنے کے لئے گھر سے نکلے لیکن دن بھر عبادت میں مشغول رہ کر جب گھر پہنچے تو بیوی نے سوال کیا کہ کیا لائے ہو آپؒ نے جواب دیا کہ جس کی مزدوری کی ہے وہ بہت کرم والا ہے اور اس کے کرم ہی کی وجہ سے مجھ میں اجرت طلب کرنے کی جرات نہ ہو سکی لیکن اس نے خود ہی کہہ دیا ہے کہ دس یوم کے بعد جب تم کو ضرورت ہو گی تو پوری اجرت دے دوں گا پھر جب دس دن کے بعد آپؒ کو یہ خیال آیا کہ آج گھر پر جا کر کیا جواب دوں گا تو ایک طرف تو اپنے تصور میں غرق چلے جا رہے تھے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ایک بوری آٹا' ایک ذبح شدہ بکری' گھی' شہد اور تین سو درہم ایک مؤکل کے ذریعہ آپؒ کے گھر پہنچا دیئے اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ حبیب سے کہہ دینا کہ اپنے کام کو ترقی دیں جس کے صلہ میں ہم اس سے بھی زیادہ مزدوری دیں گے چنانچہ جب آپؒ گھر کے دروازے پر پہنچے تو گھر میں کھانے کی خوشبو آ رہی تھی اندر جا کر بیوی سے صورت حال دریافت کی تو اس نے پورا واقعہ اور پیغام آپؒ تک پہنچا دیا یہ سن کر آپؒ کو خیال آیا کہ جب صرف دس یوم کی بے توجہ کی ریاضت کا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے نعم البدل عطا فرمایا ہے تو اگر زیادہ دلجمعی کے ساتھ عبادت کروں تو نہ جانے کیا انعامات حاصل ہوں گے چنانچہ اسی دن سے دنیا کو چھوڑا اور اس درجہ عبادت میں غرق ہو گئے کہ مستجاب الدعوات کے درجہ تک پہنچے اور ان کی دعاؤں سے مخلوق کو بہت فائدہ حاصل ہوا۔

کرامات

ایک عورت گریہ وزاری کرتی ہوئی آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بچہ گم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں بہت ہی مضطرب ہوں آپؒ نے پوچھا کہ

Marfat.com

تمہارے پاس اور کیا ہے اس نے کہا کہ دو درہم ہیں آپ نے اس سے درہم لیکر خیرات کر دیئے اور دعا کر کے فرمایا کہ جاؤ تمہارا بچہ آ گیا چنانچہ گھر پہنچ کر اس نے دیکھا تو واقعی اس کا بچہ گھر پر موجود تھا اس کو گلے لگا کر پوچھا تو کہاں چلا گیا تھا لڑکے نے کہا میں تو کرمان میں تھا اور میرے استاد نے گوشت لینے کے لئے بازار بھیجا راستے میں اچانک ایسی آندھی آئی جو مجھے یہاں تک اڑا کر لے آئی اور میں نے کسی کہنے والے کو سنا کہ اے ہوا! اس کو گھر پہنچا دے اس ایک واقعہ سے آپؒ کی دعاؤں کی برکت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

بصرہ میں ایک مرتبہ شدید قحط سالی ہوئی تو آپؒ نے قرض لیکر کھانا غرباء میں تقسیم فرمایا اور ایک تھیلی تکیہ کے نیچے رکھ لی جب کوئی قرض لینے والا آتا تو اس میں سے نکال کر دیتے جاتے تھے۔

توکل

آپؒ کا مکان بصرہ کے چوراہے پر تھا اور ایک دن آپؒ نے کپڑے نکال کر چوراہے پر رکھ دیئے اور خود کہیں نہانے کے لئے چلے گئے اتفاق سے حضرت شیخ خواجہ حسن بصریؒ کا اس طرف سے گزر ہوا تو آپؒ نے ان کا لباس شناخت کر کے خیال کیا کہ حبیب عجمیؒ کہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں اگر کوئی اٹھا کر چل دے تو کیا ہوگا اور اس خیال کے تحت آپؒ کپڑوں کی حفاظت کے لئے وہاں ٹھہرے رہے اور جب عجمیؒ واپس آئے تو پوچھا کہ آپؒ یہاں کیوں کھڑے ہیں انہوں نے فرمایا کہ تم اپنا لباس کس کے بھروسے پر چھوڑ کر چل دیئے اگر کوئی اٹھا لے جاتا تو کیا ہوتا انہوں نے کہا کہ اسیؑ کے بھروسہ پر چھوڑ گیا تھا جس نے حفاظت کے لئے آپؒ کو یہاں تک پہنچا دیا۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ خواجہ حسن بصریؒ ایک مرتبہ حبیب عجمیؒ کے پاس تشریف لے گئے تو اس وقت ان کے یہاں جو کی ایک روٹی اور تھوڑا سا نمک موجود تھا وہی بطور تواضع آپؒ کے سامنے رکھ دیا اور جب انہوں نے کھانا شروع کر دیا تو ایک سائل آ پہنچا حضرت حبیب عجمیؒ نے وہ روٹی آپؒ کے سامنے سے اٹھا کر سائل کو دے دی اس پر حضرت

Marfat.com

حسن بصریؒ نے فرمایا تم میں شائستگی تو ضرور ہے لیکن علم نہیں کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ مہمان کے سامنے سے اس طرح پوری روٹی اٹھا کر نہ دینی چاہئے بلکہ ایک ٹکڑا توڑ کر دے دیتے ہیں تو یہ سن کر وہ خاموش رہے لیکن کچھ ہی دیر کے بعد ایک غلام سر پر خوان نعمت رکھے ہوئے حاضر ہوئے جس میں تمام قسم کے نفیس کھانے موجود تھے اور اس کے ہمراہ پانچ سو درہم بھی تھے آپؒ نے وہ درہم تو غریبوں میں تقسیم کر دیئے اور کھانا حضرت حسن بصریؒ کے سامنے رکھ کر خود بھی کھانے بیٹھ گئے۔

مقام رضائے الٰہی

ایک مرتبہ حسن بصریؒ مغرب کی نماز کے وقت آپؒ کے یہاں پہنچے لیکن آپؒ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے اور حسن بصریؒ نے جب یہ دیکھا کہ آپ الحمد کی بجائے الھمد چھوٹی ھ سے قراءت کر رہے ہیں تو یہ خیال کر کے کہ آپؒ چونکہ قرآن کا تلفظ صحیح ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے آپؒ کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے چنانچہ انہوں نے علیحدہ نماز پڑھی لیکن اسی رات کو خواب میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کا دیدار نصیب ہوا تو آپؒ نے عرض کی کہ یا اللہ جل شانہ تیری رضا کا ذریعہ کیا ہے ارشاد ہوا کہ تو نے ہماری رضا پائی لیکن اس کا مقام نہیں سمجھا آپ نے پوچھا وہ کونسی رضا تھی ارشاد ہوا کہ اگر تو نماز میں حبیب عجمیؒ کی اقتداء کر لیتا تو تیرے لئے تمام عمر کی نمازوں سے بہتر تھا کیونکہ تو نے اس کی ظاہری عبادت کا تصور تو کیا لیکن اس کی نیت نہیں دیکھی جب کہ ولی کی نیت سے تلفظ کی صحت کم درجہ رکھتی ہے۔

صفائی قلب کی فضیلت

حضرت حسن بصریؒ کہیں تشریف لے جا رہے تھے تو دریائے دجلہ کے کنارے حضرت حبیب عجمیؒ سے ملاقات ہوگئی انہوں نے پوچھا کہاں کا قصد ہے حضرت حسن بصریؒ نے کہا کہ دریا کے پار جانا چاہتا ہوں اور کشتی کا منتظر ہوں آپؒ نے فرمایا کہ بغض اور حب دنیا کو قلب سے نکال کر مصائب کو غنیمت تصور کرو اور اللہ تعالیٰ جل شانہ پر اعتماد کر کے پانی

Marfat.com

کے اوپر روانہ ہو جاؤ یہ کہہ کر خود پانی کے اوپر چلتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا پہنچے یہ کیفیت دیکھ کر حضرت حسن بصریؒ پر غشی طاری ہوگئی اور ہوش آنے کے بعد جب لوگوں نے غشی کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ حضرت حبیب عجمیؒ کو علم میں نے سکھایا لیکن اس وقت وہ مجھ کو نصیحت کر کے خود پانی کے اوپر روانہ ہو گئے اور اس دہشت سے مجھ پر غشی طاری ہو گئی کہ جب روز محشر پل صراط پر چلنے کا حکم دیا جائے گا اور اگر میں اس وقت بھی محروم رہ گیا تو کیا کیفیت ہوگی پھر آپؒ نے دوسری ملاقات میں حیرت سے حبیبؒ سے پوچھا کہ تمہیں یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا فرمایا کہ میں قلب کی سیاہی دھوتا ہوں اور آپ کاغذ سیاہ کرتے رہتے ہیں۔ یہ سن کر آپؒ نے فرمایا کہ صد حیف دوسروں نے تو میرے علم سے فائدہ اٹھایا لیکن مجھ کو کچھ نہ مل سکا۔

حضرت عطارؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو یہ شک ہو کہ حضرت حبیب عجمیؒ کا مقام حضرت حسن بصریؒ سے بلند تھا تو یہ اس کی غلطی ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے علم کو ہر شے پر فضیلت عطا فرمائی ہے اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ "قل رب زدنی علما" اے نبی! آپ کہیں کہ اے میرے رب میرے علم میں زیادتی عطا کر اور جیسا کہ مشائخ کا قول ہے کہ طریقت میں چودھواں درجہ کرامت کا ہے اور اٹھارہواں اسرار و رموز کا عقل و فکر سے جیسا کہ حضرت سلیمانؑ کی حکومت ہر شے پر تھی لیکن اتباع حضرت موسیٰؑ کی کرتے تھے اور خود صاحب کتاب نبی نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ انہی کی کتاب پر عمل پیرا رہے۔

ایک کنیز بیس سال تک آپؒ کے یہاں رہی لیکن کبھی آپؒ نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا اور ایک دن اس کنیز سے فرمایا ذرا میری کنیز کو آواز دے دو اس نے عرض کیا کہ حضور میں ہی تو آپؒ کی کنیز ہوں فرمایا تیس برس میں میرا خیال سوائے اللہ تعالیٰ جل شانہ کے کسی اور طرف نہیں گیا یہی وجہ ہے کہ میں تم کو شناخت نہ کر سکا جس وقت آپؒ کے سامنے قرآن کی تلاوت ہوتی تو مضطرب ہو کر گریہ وزاری کرنے لگتے ایک دن کسی نے سوال کیا

Marfat.com

کہ آپؒ قرآن کا مفہوم کس طرح سمجھ لیتے ہیں جبکہ یہ عربی زبان میں ہے اور آپ عجمی ہیں فرمایا کہ میری زبان گو عجمی ہے لیکن قلب عربی ہے۔

ایک خونی کو تختہ دار پر چڑھایا گیا تو اسی شب لوگوں نے خواب میں اُسے عمدہ لباس زیب تن کئے جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا اور جب اس سے پوچھا کہ تم نے تو قتل کا ارتکاب کیا تھا پھر اس مرتبہ تک کیسے پہنچ گئے اس نے کہا کہ سولی دیتے وقت حضرت حبیب عجمیؒ ادھر آ نکلے اور میری جانب متوجہ ہو کر دعائے مغفرت فرمائی یہ اسی دعا کی برکت کا نتیجہ ہے۔

وصال صد ملال

آپؒ کی وفات حسرت آیات ایک سو چھپن (۱۵۶) ھجری میں ہوئی۔

مزار پرانوار

آپؒ کا مزار مبارک بصرہ شریف (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

خلفائے کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپؒ کے خلفائے کرام میں حضرت شیخ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ زیادہ مشہور ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

حبیب عجم صاحب و محتشم
خدا کی عنایت ہے اس کا کرم
محمد ﷺ کی امت کو بخشے گئے
بہ شکلِ ولی یہ حبیبِ عجم

☆☆☆

Marfat.com

حضرت شیخ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۶۵ھ ہجری)

بیعت:

آپ حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمیؒ کے مرید وخلیفہ ہیں۔

آپ نے اپنی ریاست کو خیر باد کہہ کر فقیری کو اختیار کیا تھا آپ علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے آپ کے مناقب بے شمار اور فضائل لاتعداد ہیں ایک روز آپ روٹی کھا رہے تھے کہ ایک آتش پرست آیا آپ نے روٹی کا ایک ٹکڑا اس کو دیا اس کی برکت سے اس کی بیوی حاملہ ہوگئی اور اس سے حضرت شیخ معروف کرخی پیدا ہوئے۔

آپ کے پاس بیس دینار تھے انہی کو آپ بیس سال تک کھاتے رہے آپ فرماتے کہ میں ان پر اس لئے نگاہ رکھتا ہوں کہ یہ میری فراغت کا سبب ہیں تا کہ مرنے تک اس رقم سے ضروری سامان مہیا کروں آپ روٹی چبا کر نہ کھاتے اس لئے کہ کھانے میں وقت کیوں ضائع کروں۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دیکھا کہ پانی کا ایک کوزہ دھوپ میں رکھا ہوا ہے اس نے کہا اسے سایہ میں کیوں نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جب اس جگہ رکھا تو اس وقت سایہ تھا اب مجھے اللہ جل شانہ سے شرم آتی ہے کہ نفس کی خاطر اسے ہٹا دوں۔

آپ کا مکان بہت بڑا تھا اس کا ایک حصہ خراب ہوگیا تو آپ دوسرے حصہ میں جا بیٹھے لوگوں نے کہا آپ مکان کیوں نہیں بنواتے آپ نے فرمایا میں نے اللہ جل شانہ کے ساتھ عہد کر رکھا ہے کہ اب دنیاوی عیش و راحت کے لئے کوئی عمارت نہ بنواؤں گا۔ دوسرے دن مکان کا وہ حصہ بھی گر گیا صرف دہلیز باقی رہ گئی تھی جس رات آپ نے وفات پائی اس رات وہ دہلیز بھی گر گئی۔

خلیفہ ہارون الرشید نے ایک روز امام ابو یوسف سے کہا کہ مجھے حضرت داؤد طائی کی

Marfat.com

زیارت کے لئے لے چلو خلیفہ اور امام ابو یوسف دونوں جب آپ کے دروازہ پر پہنچے اور اندر آنے کے لئے اجازت چاہی تو آپ نے انکار کر دیا پھر خلیفہ نے آپ کی والدہ سے عرض کی کہ ہماری باریابی کے لئے سفارش فرما دیجئے انہوں نے بھی سفارش کی لیکن آپ نے اپنی والدہ کی سفارش کو قبول نہیں کیا۔ فرمایا مجھے ظالموں اور دنیا داروں سے کیا غرض میں ہرگز ظالم کو نہ دیکھوں گا اس پر آپ کی والدہ نے کہا کیا یہی تیرا حکم ہے کہ ماں کے حقوق کو نگاہ میں نہ رکھا جائے اور میری رضا مندی اس میں ہے کہ خلیفہ کو اندر آنے دیا جائے ورنہ مجھے بھی ایسے لوگوں سے کچھ غرض نہیں جو اپنی ماں کی رضا کے طالب نہیں آپ نے اپنی والدہ کے یہ کلمات سنے تو خلیفہ کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ خلیفہ کچھ دیر آپ کی خدمت میں بیٹھا رہا جب واپس جانے لگا تو ایک اشرفی نذر گزاری اور عرض کی یہ حلال ہے قبول فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے اٹھا لیجئے مجھے اس کی ضرورت نہیں میرے پاس جتنے روپے تھے انہیں خرچ کر رہا ہوں میں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا کی ہے جب یہ روپے ختم ہو جائیں تو مجھے موت دے تاکہ میں مخلوق کا محتاج نہ رہوں مجھے امید ہے کہ اللہ جل شانہ نے میری دعا قبول فرمائی ہوگی امام ابو یوسف نے پوچھا کہ اب آپ کا نفقہ کس قدر باقی رہ گیا ہے فرمایا درہم چاندی کے رہ گئے ہیں اور ایک درہم روزانہ خرچ کرتا ہوں پھر یہ دونوں واپس ہو گئے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ امام ابو یوسف محراب میں پیٹھ لگائے بیٹھے تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آج داؤد طائی نے وفات پائی ہے جب دریافت کیا تو درست نکلا لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے کس طرح جانا امام ابو یوسف نے جواب دیا کہ میں نے آپ کے نفقہ کی مقدار سے حساب کیا کہ اب باقی نہیں رہا اور یہ کہ آپ کی دعا ضرور قبول ہوگی۔

آپ فقراء بے نوا سے بہت محبت کرتے تھے آپ کے نزدیک تمام دنیا اور دنیا داروں کی ذرہ بھی وقعت نہیں تھی۔

Marfat.com

وصال صد ملال

آپؒ کا وصال ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) ھجری میں ہوا۔

مزار پرانوار

آپ کا مزار شہر بغداد شریف میں مرجع خلائق ہے۔

خلفائے کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپؒ کے خلفائے کرام میں حضرت شیخ معروف کرخیؒ زیادہ مشہور ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

منزل حق کے جو ہیں راہی
شیخ معظم داؤد طائی
جن پہ نگاہ سرور عالم
جن کی زبان پہ ذکر الٰہی

Marfat.com

حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۲۰۰ ھجری)

اسم گرامی

آپؒ کی کنیت معروف بن علی الکرخی ہے۔

بیعت

آپؒ نے حضرت شیخ داؤد طائی کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی اور کافی عرصہ ان کی خدمت میں رہ کر فیوض باطنی سے سیراب ہوتے رہے۔

تعارف

آپؒ طریقت و حقیقت کے مقتداو پیشوا تھے لیکن آپؒ کے والد نصرانی تھے اور جب آپ کو داخل مکتب کیا گیا تو معلم نے یہ درس دینا چاہا کہ ثالث ثلاثہ یعنی خدا تین ہیں آپؒ نے کہا کہ "ھو اللہ احد" وہ اللہ تو ایک ہے اور زدوکوب ہونے کے باوجود بھی آپؒ نے اللہ کو تین نہ کہا اور وہاں سے فرار ہو کر حضرت علی بن موسی رضاؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے لیکن فرار ہونے کے بعد والدین کو خیال آیا کہ وہ کسی مذہب پر بھی رہتا لیکن کاش ہمارے پاس رہتا پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ گھر لوٹے تو آپؒ کے احوال سے متاثر ہو کر والدین بھی مسلمان ہو گئے۔

حضرت محمد بن طوسیؒ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے ایک نشان دیکھ کر پوچھا کہ کل تک تو یہ نشان آپ کو نہیں تھا پھر آج کیسے ہو گیا فرمایا کہ رات کو حالت نماز میں مجھے مکہ مکرمہ پہنچنے کا تصور آ گیا اور وہاں پہنچ کر طواف کعبہ کے بعد جب چاہ زمزم پر پہنچا تو میرا پاؤں پھسل گیا اور یہ اسی کا نشان ہے۔

حالات

ایک مرتبہ قرآن و مصلی مسجد میں چھوڑ کر آپؒ دریا پر پاکیزگی کی نیت سے تشریف لے

Marfat.com

گئے دریں اثناء ایک بڑھیا آپ کا قرآن و مصلیٰ مسجد سے اٹھا کر چلتی بنی اور جب راستہ میں آپؒ سے ملاقات ہوئی تو آپؒ نے گردن جھکائے ہوئے بڑھیا سے فرمایا کہ کیا تمہارا کوئی بچہ قرآن پڑھتا ہے بڑھیا نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا کہ میرا قرآن تو واپس کر والبتہ مصلیٰ میں نے تمہیں ہبہ کر دیا چنانچہ وہ بڑھیا آپؒ کے علم سے اس درجہ متاثر ہوئی کہ دونوں چیزیں آپؒ کو واپس کر دیں۔

آپؒ کچھ لوگوں کے ہمراہ جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک مجمع رقص و سرور و مے نوشی میں مصروف مل گیا اور جب آپؒ کے ہمراہیوں نے ان کے حق میں بد عا کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ اے اللہ جل شانہ جس طرح آج تو نے ان کو بہتر عیش دے رکھا ہے آئندہ اس سے بھی بہتر عیش ان کو عطا کرتا رہ۔ اس دعا کے ساتھ ہی وہ مجمع شراب و رباب پھینک کر آپؒ کے سامنے آیا اور بیعت حاصل کر کے برے افعال سے تائب ہو گیا اس کے بعد آپؒ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو شیرینی سے مر سکتا ہو اس کو زہر دینے سے کیا حاصل۔

حضرت سری سقطیؒ سے روایت ہے کہ عید کے دن بھی آپؒ کو کھجوریں چنتے دیکھ کر وجہ پوچھی تو فرمایا کہ یہ سامنے والا یتیم بچہ اس لئے اداس ہے کہ تمام بچے نئے لباس میں ملبوس ہیں اور اس کے پاس کپڑے تک نہیں اسی لئے میں کھجوریں فروخت کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے لئے کپڑے فراہم کرسکوں لیکن میں نے عرض کیا کہ یہ کام تو میں بھی انجام دے سکتا ہوں۔ آپؒ کیوں زحمت فرماتے ہیں چنانچہ میں بچے کو ہمراہ لے کر آیا اور اس کو نیا لباس پہنا دیا اور اس کے صلہ میں جو نور اللہ جل شانہ نے عطا کیا اس سے میری حالت بدل گئی۔

قبلہ کا صحیح رخ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے آپؒ کے ایک مہمان نے غلط سمت کی جانب منہ کر کے نماز ادا کر لی اور نماز کے بعد جب اس کو صحیح سمت معلوم ہوئی تو اس نے آپؒ سے عرض کیا کہ جب میں نے نیت باندھی تھی اس وقت آپؒ نے آگاہ کیوں نہیں کیا فرمایا کہ فقراء کو دوسروں کے امور میں اس وقت مداخلت کی حاجت ہوتی ہے جب انہیں اپنے امور سے مہلت مل جائے۔

Marfat.com

آپؒ کے ماموں کو توال شہر تھے انہوں نے آپؒ کو جنگل میں اس حالت میں دیکھا کہ ایک کتا آپؒ کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور ایک لقمہ خود کھاتے ہیں اور ایک اس کو کھلاتے ہیں یہ کیفیت دیکھ کر ماموں نے کہا تم کو حیا نہیں آتی کہ کتے کو کھانا کھلا رہے ہو۔ آپؒ نے کہا کہ حیا کی وجہ سے ہی تو میں اس کو کھلا رہا ہوں اور یہ کہہ کہ جب آپؒ نے آسمان کی جانب دیکھا تو ایک پرندہ اپنی آنکھ اور چہرے کو پروں سے ڈھانپے ہوئے آپؒ کے دست مبارک پر آبیٹھا اور آپؒ نے ماموں سے فرمایا کہ اللہ جل شانہ سے حیا کرنے والے سے ہر شے حیا کرتی ہے۔

وصال

آپؒ کی وفات دو (۲) محرم دوسو (۲۰۰) ہجری میں ہوئی۔

واقعہ جنازہ

وفات کے بعد ہر مذہب کے لوگ اپنے مسلک کے مطابق آپؒ کی میت اٹھانے پر آمادہ پیکار تھے۔ یہ دیکھ کر آپؒ کے ایک خادم نے بتایا کہ آپؒ کی یہ وصیت تھی کہ جس مذہب کے لوگ زمین سے میرا جنازہ اٹھالیں وہی دفن بھی کریں چنانچہ مسلمانوں کے علاوہ کسی سے بھی آپؒ کا جنازہ نہ اٹھ سکا اور اسلامی احکام کے مطابق آپؒ کی تجہیز و تکفین کی گئی۔

ارشادات

فرمایا کہ اتباع خدا جل شانہ کی گرفت ہے اور جو خدا جل شانہ کو یاد کرتا ہے وہ اس کا محبوب ہے اور وہ جس کو محبوب بنالے اس پر خیر کے دروازے کھول کر شر کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ لغو باتیں گمراہی کی دلیل ہیں اور غافل نہ ہونا حقیقت وفا کی نشانی ہے فرمایا کہ اعمال صالح کے بغیر جنت کی طلب اور اتباع سنت کے بغیر شفاعت کی امید اور نافرمانی کے بعد رحمت کی تمنا حماقت ہے اور حقائق کو معتبر تصور کرتے ہوئے دقیق مسئلہ بیان کرنا اور مخلوق سے امید وابستہ نہ کرنا خالص ہے لہذا مخلوق سے آس توڑ کر خدا جل شانہ سے طلب کرنا چاہیے فرمایا کہ شر کو نظر

Marfat.com

انداز کر کے کسی کی برائی یا بھلائی نہ کرو فرمایا کہ دنیا سے کنارہ کش رہنے والا حب الٰہی کے ذائقہ سے لذت حاصل کرتا ہے لیکن یہ محبت بھی اس کے کرم سے نصیب ہوتی ہے فرمایا کہ عارفین خود سراپا دولت ہیں انہیں کسی دولت کی حاجت نہیں۔

آپؒ ایک مرتبہ بڑی خوش دلی کے ساتھ کوئی چیز تناول فرما رہے تھے تو لوگوں نے پوچھا کہ ایسی کیا شے ہے جو آپؒ اس مسرت کے ساتھ کھا رہے ہیں فرمایا کہ میری مسرت کی یہ وجہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ جل شانہ کا مہمان ہوں اور جو وہ عطا کرتا ہے کھا لیتا ہوں۔ اور اکثر نفس سے فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو چھوڑ دے تا کہ تجھے بھی چھٹکارا مل جائے فرمایا کہ خدا جل شانہ پر توکل کرنے والا مخلوق کے ضرر سے محفوظ رہتا ہے فرمایا کہ اس چیز سے ڈرتے رہو کہ اللہ جل شانہ کی نظریں تم پر ہیں۔

مزار پر انوار

آپؒ کا مزار مبارک بغداد شریف (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

خلفائے کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپؒ کے خلفائے کرام میں حصرت شیخ عبداللہ سری سقطیؒ زیادہ مشہور ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

شیخ معروف پیر والئی کرخ!!
گشت چوں از جہاں دنیا طاق
زبدہ اصفیاء است تارنجش
۲۰۰ھ
شد عیاں نیر زبدۂ آفاق
صاحب عادل است و اہل یقیں
۲۰۶ھ
باز تاریخ آں شہ مشتاق

Marfat.com

حضرت شیخ عبداللہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۲۵۰ھ ہجری)

اسم گرامی

آپؒ کی کنیت ابوالحسن اور آپؒ کے والد ماجد کا نام مفلس تھا۔

بیعت

آپؒ نے حضرت شیخ معروف کرخیؒ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔

تعارف

آپؒ سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کے ماموں اور طریقت میں پیرومرشد تھے۔ ابتدائی دور میں آپؒ ایک دکان میں سکونت پذیر رہے اور اسی میں ایک پردہ ڈال کر ایک ہزار نوافل روزانہ پڑھا کرتے تھے۔ اسی دوران ایک شخص حاضر ہوا اور پردہ اٹھا کر سلام کے بعد عرض کیا کہ کوہ لگام کے فلاں بزرگ نے آپؒ کو سلام کہا ہے آپؒ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ مخلوق سے منقطع ہو کر عبادت کرنا مُردوں کا کام ہے اور زندہ وہ ہے جو مخلوق سے وابستہ رہ کر یاد الٰہی کرتے ہیں۔

آپؒ تجارت میں دس دینار پر صرف نصف دینار نفع لیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ساٹھ دینار کے بادام خریدے لیکن اس کے بعد قیمتیں بڑھ گئیں اور دلال نے نوے دینار لگا دیئے۔ لیکن آپؒ نے فرمایا کہ میں اپنے عہد کے خلاف فروخت نہیں کر سکتا ابتداء میں آپؒ سقط فروشی کرتے تھے اور سقط فروش اسے کہتے ہیں جو گرے پڑے پھل فروخت کرتا ہے اسی دوران بغداد کے بازار میں آگ لگی لیکن آپؒ کی دکان محفوظ رہ گئی اور آپ نے بطور شکرانے کے دکان کا تمام مال صدقہ کر دیا ایک مرتبہ لوگوں نے سوال کیا کہ آپؒ کو یہ مراتب کیسے حاصل ہوئے

Marfat.com

فرمایا کہ ایک مرتبہ حبیب راعیؒ میری دکان پر تشریف لائے اور ایک یتیم بچہ بھی ان کے ہمراہ تھا انہوں نے فرمایا کہ اس بچے کو کپڑے دلوا دو اور جب میں نے تعمیل کر دی تو آپؒ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ تمہیں وہ مراتب عطا کرے کہ تم دنیا کو اپنا غنیم تصور کرنے لگو چنانچہ اس دن سے اللہ جل شانہ نے مجھے عظیم مراتب سے نوازا۔

ارشادات

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال سے میرے نفس کو شہد کی خواہش ہے لیکن آج تک میں نے اس کی خواہش پوری نہیں کی پھر فرمایا کہ میں ہر یوم اس لئے آئینہ دیکھتا ہوں کہ شاید معصیت کی وجہ سے میرا چہرہ سیاہ نہ ہو گیا ہو فرمایا کہ کاش پورے عالم کے آلام مجھے مل جاتے تا کہ تمام لوگوں کو غموں سے رہائی حاصل ہو جاتی فرمایا کہ جب کسی مسلمان کے سامنے داڑھی میں خلال کرتا ہوں تو یہ ڈرتا ہوں کہ کہیں منافقین میں میرا شمار نہ ہو جائے۔

کسی خدا رسیدہ سے آپؒ نے ان کا نام پوچھا تو فرمایا ''ھو'' پھر سوال کیا کہ کھاتے پیتے کیا ہیں۔ انہوں نے پھر جواب میں ''ھو'' کہا غرض کہ جب ہر سوال کے جواب میں وہ یہی کہتے رہے تو آپ نے پوچھا کہ ''ھو'' سے مراد ''اللہ'' ہے یہ سنتے ہی وہ بزرگ چیخ مار کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت شیخ جنید بغدادیؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت شیخ سری سقطیؒ نے مجھ سے محبت کا مفہوم دریافت کیا تو میں نے کہا کہ بعض حضرات موافقت کو اور بعض اشارات کو محبت سے تعبیر کرتے ہیں یہ سن کر آپؒ نے اپنے ہاتھ کی کھال کھینچ کر اوپر اٹھانا چاہی تو وہ جگہ چمٹی رہی اس وقت آپؒ نے فرمایا کہ اگر میں یہ دعویٰ کروں کہ صرف محبت ہی کی وجہ سے میری کھال خشک ہو گئی تو میں اپنے دعویٰ میں حق بجانب ہوں گا۔ اور یہ فرماتے ہی بے ہوش ہو گئے۔ لیکن آپؒ کا روئے مبارک مہر درخشاں کی طرح دمک رہا تھا ایک مرتبہ فرمایا کہ محبت بندہ کو ایسا کر دیتی ہے کہ شمشیر و سناں کی اذیت بھی اس کو محسوس نہیں ہوتی اور اس سے پہلے میں بھی محبت کی حقیقت سے نا آشنا

Marfat.com

تھا۔لیکن اللہ جل شانہ نے جب آگاہ فرمادیا تب مجھے محبت کا صحیح مفہوم معلوم ہوا ہے۔ جب آپؒ کو یہ علم ہو جاتا کہ لوگ میرے پاس حصول تعلیم کی غرض سے آ رہے ہیں تو آپؒ دعا کرتے کہ اللہ جل شانہ ان کو وہ تعلیم عطا کر دے جس میں میری احتیاج ہی باقی نہ رہے اور مجھے یہی لوگ تیری عبادت سے غافل نہ کر سکیں ایک شخص مکمل تیس سال سے عبادات ومجاہدات میں سرگرم عمل تھا۔اور لوگوں نے جب اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ درجہ کیسے ملا تو جواب دیا کہ میں نے ایک روز حضرت شیخ سری سقطیؒ کے دروازے پر جب انہیں آواز دی تو پوچھا کہ کون ہے میں غرض کیا کہ آپؒ کا ایک شناسا یہ سن کر آپؒ نے یہ دعا دی کہ اے اللہ جل شانہ اس کو ایسا بنا دے کہ تیرے سوا کسی سے شناسائی نہ رہے چنانچہ اسی دن سے مجھے مراتب حاصل ہونے شروع ہو گئے اور آج اس درجہ تک پہنچ گیا۔

ایک مرتبہ دوران وعظ مصاحب کا نائب احمد بن یزید بڑے تزک واحتشام کے ساتھ مجلس وعظ میں آ پہنچا اور اس وقت آپؒ کے وعظ کا یہ موضوع تھا کہ مخلوقات میں کوئی بھی مخلوق انسان سے کمزور نہیں لیکن اس کے باوجود بھی انسان بڑے بڑے گناہ کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔ اس تقریر کا احمد بن یزید پر ایسا اثر ہوا کہ گھر پہنچ کر بلا کھائے پئے پوری رات عبادت میں مشغول رہا اور صبح کو مضطربانہ طور پر فقیرانہ لباس میں آپؒ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپؒ کے بیان سے کل جو میرے اوپر تاثر قائم ہوا ہے وہ بیان سے باہر ہے اور حب دنیا سے نجات حاصل کر کے گوشہ نشینی کا رجحان ہو گیا ہے لہذا آپؒ راہ طریقت کی تعلیم سے آراستہ فرمائیں آپؒ نے فرمایا کہ عام تعلیم تو یہ ہے کہ پنجگانہ نماز ادا کرتے ہوئے احکام شرعیہ کی پابندی کرو اور سلوک کی خاص تعلیم یہ ہے کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر اس طرح مصروف عبادت ہو جاؤ کہ اللہ جل شانہ کے سوا کسی سے کچھ طلب نہ کرو اور اگر کوئی شے دینا بھی چاہے جب بھی مت لو یہ سن کر احمد بن یزید نحیف ونزار نامعلوم سمت کی طرف روانہ ہو گئے اور کچھ عرصہ کے بعد ان کی والدہ روتی پیٹتی آپؒ کے پاس

Marfat.com

پہنچیں اور عرض کیا کہ میرا تو ایک یہ بچہ تھا اور وہ بھی آپؒ کی صحبت میں دیوانہ ہو کر نہ جانے کہاں چلا گیا آپؒ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ آ جائے گا میں تمہیں مطلع کر دوں گا۔

ایک دن احمد بن یزید نحیف و نزار حالت میں آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپؒ نے خواب غفلت سے بیدار کر کے جو کرم مجھ پر فرمایا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ آپؒ کو اس کی جزائے خیر دے دریں اثناء احمد بن یزید کی والدہ اور بیوی بچے بھی آ گئے اور ان کی زبوں حالی دیکھ کے لپٹ کر رونے لگے اور ان کے ساتھ ساتھ اہل مجلس پر بھی گریہ طاری ہو گیا پھر والدہ اور بیوی نے جب گھر چلنے پر اصرار کیا تو انکار کر دیا جس پر بیوی نے کہا اپنے بچے کو بھی ہمراہ رکھو چنانچہ آپؒ نے اس کا لباس اتار کر کمبل اوڑھا یا اور ہاتھ میں زنبیل دے کر ساتھ لے چلنے لگے تو ماں سے بچے کا یہ حال نہیں دیکھا گیا اور اس کو ساتھ نہیں جانے دیا پھر برسوں کے بعد حضرت شیخ سری سقطی سے کسی نے آ کر عرض کیا کہ مجھ کو احمد بن یزید نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ میری موت قریب ہے اگر آپؒ قدم رنجا فرمائیں تو بہتر ہوگا اور جب آپؒ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ قبرستان میں مٹی کے ڈھیر پر پڑے آہستہ آہستہ یہ کہہ رہے ہیں۔ ''لمثل ھذا فلیعمل العاملون'' چنانچہ جس وقت ان کا سر آپ نے اپنی آغوش میں رکھا تو انہوں نے آنکھ کھول کر کہا کہ آپ بالکل خاتمہ کے وقت پہنچے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ کی آغوش ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے اور جب آپ ان کی تجہیز و تکفین کے سامان کی خاطر شہر کی جانب روانہ ہوئے تو راستہ میں جم غفیر ملا اور لوگوں نے کہا کہ ہم نے یہ ندائے آسمانی سنی ہے کہ جو ہمارے مخصوص ولی کی نماز ادا کرنا چاہے وہ شونیزیہ کے قبرستان میں پہنچ جائے چنانچہ ہم سب وہیں جا رہے ہیں۔

ارشادات

اپنی جوانی کے دور میں فرمایا کرتے تھے کہ عبادت تو عہد شباب ہی میں کرنی چاہیے پھر فرمایا کہ مالدار ہمسایہ بازاری قاری اور امیر علماء سے دور ہی رہنا چاہیے پھر فرمایا کہ سلامتی دین اور سکون جسم و جان صرف گوشہ نشینی ہی میں ہے۔ فرمایا کہ پانچ چیزیں چھوڑ کر تمام عالم بے سد ہے، اول کھانا لیکن بقائے زندگی کی حد تک، دوم پانی صرف رفع تشنگی کے لئے، سوم لباس صرف ستر پوشی کی حد تک، چہارم مکان صرف سکونت کے لئے، پنجم علم عمل کی حد تک۔ فرمایا کہ خواہشات

Marfat.com

کی حدتک گناہ قابل معافی ہے لیکن کبر ونخوت کی بنیاد پر گناہ نا قابل معافی ہے کیونکہ حضرت آدمؑ کی لغزش خواہش کی بنیاد پر تھی اور ابلیس کی خواہش کبر ونخوت کی وجہ سے تھی فرمایا کہ جو خود اپنے نفس کو آراستہ نہ کر سکے وہ دوسرے نفس کو کیسے سنوار سکتا ہے فرمایا کہ ایسے افراد بہت قلیل ہیں جن کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو اور جو نعمت کی قدر نہیں کرتا نعمت اس سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔

فرمایا کہ جو اللہ جل شانہ کا اطاعت گزار ہوتا ہے پورا عالم اس کے زیرِ نگیں رہتا ہے فرمایا کہ زبان و رخ سے قلبی کیفیات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے لیکن قلب کی بھی تین قسمیں ہیں اول وہ قلب جو کوہ گراں کی طرح اپنی جگہ اٹل رہے، دوم وہ قلب جو مستحکم درخت کی طرح ہو باد تند کے جھونکے کبھی اس کو ہلا بھی دیتے ہوں، سوم وہ قلب جو پرندوں کی مانند ہوا میں پرواز کرتا ہو فرمایا کہ انس و حیاء قلب کے دروازے پر پہنچتے ہیں لیکن اگر قلب میں زہد و ورع کا وجود ہوتا تو مقیم ہو جاتے ہیں ورنہ وہیں سے لوٹ آتے ہیں فرمایا کہ جس قلب میں کوئی اور شے مقیم ہوتی ہے وہاں یہ پانچ چیزیں داخل نہیں ہوتیں خوف، رجا، حیا، انس، محبت اور ہر مقرب بارگاہ کو اس کے قرب سے ندا دی جائے گی لیکن اولیائے کرام کو خدا کی جانب سے پکارا جائے گا فرمایا کہ عارفین کا بلند مقام شوق ہے اور عارف وہ ہے جو کم کھائے کم سوئے اور کم آرام کرے اور عارف مہرتاباں کی مانند سب کو منور کر دیتا ہے اور زمین کی طرح ہر شے کا بار سنبھالے رکھتا ہے آگ کی طرح سب کو راستہ دکھاتا ہے اور پانی کی طرح قلوب کو حیات تازہ دے کر سیراب کرتا رہتا ہے فرمایا کہ مخلوق سے کچھ نہ طلب کرتے ہوئے دنیا سے متنفر رہنے کا نام زہد ہے فرمایا کہ خود کو فنا کر دینے کے بعد عارف کو سکون ملتا ہے۔ فرمایا کہ میں نے زہد کے تمام وسائل اختیار کئے لیکن حقیقی زہد سے محروم رہا فرمایا کہ ریاکاری سے ملنا اللہ جل شانہ سے دور کر دیتا ہے اور کثرت سے میل ملاپ رکھنے والے کو صدق حاصل نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ اخلاق یہ ہے کہ لوگوں کو اذیت دینے کی بجائے ان کی اذیت رسانی پر صبر سے کام لے اور غصہ پر قابو پانا بھی داخل اخلاق ہے فرمایا کہ گناہ سے احتراز کرنا صرف تین وجوہ سے ہوتا ہے اول خواہش بہشت، دوم خوف جہنم، سوم خدا جل شانہ کی شرم سے۔ فرمایا کہ عبادات کو خواہشات پر ترجیح دینے سے بندہ عروج کمال تک پہنچ جاتا ہے۔

حضرت شیخ جنید بغدادی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپؒ نے فرمایا کہ میں مرنے کو

Marfat.com

اس لئے ناپسندیدہ سمجھتا ہوں کہ یہاں کی زمین مجھ کو قبول نہیں کرے گی اور مجھ سے حسن ظن رکھنے والے بدظنی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کہتے ہیں کہ جب میں عبادت کے لئے حاضر ہوا تو گرمی کی وجہ سے میں نے آپؒ کو پنکھا جھلنا شروع کر دیا مگر آپؒ نے روکتے ہوئے فرمایا کہ آگ اور بھڑکنے لگتی ہے اور میری مزاج پرسی پر فرمایا کہ بندہ تو مملوک ہے اور اس کو کسی شے پر قدرت حاصل نہیں پھر جب میں نے نصیحت کرنے کی درخواست کی تو فرمایا کہ مخلوق میں رہتے ہوئے خالق سے غافل نہ ہونا یہ کہہ کر آپؒ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

وصال صد ملال

آپ کی وفات بروز منگل تین (۳) رمضان المبارک دوسو پچاس (۲۵۰) ہجری کو ہوئی۔

مزار مبارک

آپؒ کا مزار مبارک بغداد شریف (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

خلفائے کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپؒ کے خلفائے کرام میں سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ زیادہ مشہور ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

شیخ سری امین سرِ خدا محرم
راز واقف تقدیر
سال وصلش بجوز قطب الحق
۲۵۰
باز خواں سن ارتحالش میر
۲۵۰

☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
(المتوفی ۲۹۷ھ ہجری)

اسم گرامی

آپؒ کی کنیت ابوالقاسم، لقب سید الطائفہ اور طاؤس العلماء ہے۔

تعارف

آپؒ کا وطن مالوف نہاوند اور جائے پیدائش بغداد ہے آپؒ کے والد محمد بن الجنید آبگینہ فروش تھے۔ آپؒ حضرت عبداللہ سرِ سقطیؒ کے بھانجے اور مرید ہیں اور حضرت محاسبیؒ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ آپؒ بحرِ شریعت وطریقت کے شناور انوارِ الٰہی کا مخزن ومنبع اور مکمل علوم پر دسترس رکھتے تھے اسی وجہ سے اہل زمانہ نے آپؒ کو شیخ الشیوخ، زاہد کامل اور علم وعمل کا سرچشمہ تسلیم کرلیا تھا۔

حالات

کسی شخص نے حضرت سرِ سقطیؒ سے سوال کیا کہ کبھی مرید کا درجہ مرشد سے بھی بلند ہو جاتا ہے؟ فرمایا بے شک جس طرح جنیدؒ میرا مرید ہے، لیکن مراتب میں مجھ سے زیادہ ہے۔

بچپن ہی سے آپ کو بلند مدارج حاصل ہوتے رہے ایک مرتبہ مکتب سے واپسی پر دیکھا کہ آپؒ کے والد برسرِ راہ رو رہے ہیں آپؒ نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ آج میں نے تمہارے ماموںؒ کو مال زکوٰۃ میں سے کچھ درہم بھیجے تھے لیکن انہوںؒ نے لینے سے انکار کردیا اور آج مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ میں نے اپنی زندگی ایسے مال کے حصول میں صرف کردی جس کو اللہ جل شانہ کے دوست بھی پسند نہیں کرتے چنانچہ حضرت جنیدؒ نے اپنے والدؒ سے درہم لیے، اپنے ماموںؒ کے یہاں پہنچ کر آواز دی اور جب اندر سے پوچھا گیا کہ کون ہے؟ تو آپؒ نے عرض کیا کہ جنیدؒ آپؒ کے لئے زکوٰۃ کی رقم لے کر آیا ہے لیکن انہوںؒ نے پھر انکار کردیا جس پر حضرت جنیدؒ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؒ کے اوپر فضل اور میرے والدؒ کے ساتھ عدل کیا اب آپؒ کو اختیار ہے کہ یہ رقم لیں یا نہ لیں، کیونکہ میرے والد کے لئے جو حکم تھا حق دار کو زکوٰۃ پیش کر دو وہ انہوں نے

Marfat.com

پورا کر دیا یہ بات سن کر حضرت سری سقطیؒ نے دروازہ کھول کر فرمایا کہ رقم سے پہلے میں تجھے قبول کرتا ہوں چنانچہ اسی دن سے آپؒ ان کی خدمت میں رہنے لگے اور سات برس کی عمر میں انہیںؒ کے ہمراہ مکہ معظمہ پہنچے وہاں چار صوفیائے کرام میں شکر کے مسئلہ پر بحث چھڑی ہوئی تھی اور جب سب شکر کی تعریف بیان کر چکے تو آپؒ کے ماموںؒ نے آپؒ کو شکر کی تعریف بیان کرنے کا حکم دیا چنانچہ آپؒ نے کچھ دیر سر جھکائے رکھنے کے بعد فرمایا کہ شکر کی تعریف یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ جل شانہ نعمت عطا کرے تو اس نعمت کی وجہ سے پھر منعم نافرمانی کبھی نہ کرے یہ سن کر سب لوگوں نے کہا کہ واقعی شکر اسی کا نام ہے۔ پھر آپؒ نے بغداد واپس آ کر آئینہ سازی کی دکان قائم کر لی اور ایک پردہ ڈال کر چار سو رکعت نماز یومیہ اسی دکان میں ادا کرتے رہے اور کچھ عرصہ کے بعد دکان کو خیر باد کہہ کر حضرت سری سقطیؒ کے مکان کے حجرے میں گوشہ نشین ہو گئے اور تیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے اور رات بھر عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ چالیس برس کے بعد یہ خیال ہو گیا کہ اب میں معراج کمال تک پہنچ گیا ہوں چنانچہ غیب سے ندا آئی کہ اے جنیدؒ اب وہ وقت آ پہنچا ہے کہ تیرے گلے میں زنار ڈال دی جائے۔ آپؒ نے عرض کیا کے اے باری تعالیٰ جل شانہ مجھ سے کیا قصور سرزد ہوا ہے؟ جواب ملا کہ تیرا وجود ابھی تک باقی ہے یہ سن کر آپؒ نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا جو بندہ وصال کا اہل ثابت نہ ہو سکا اس کی تمام نیکیاں داخل معصیت ہو گئیں اسکے بعد آپؒ کو فتنہ پردازوں نے سخت سست بھی کہا اور خلیفہ سے بھی آپؒ کی شکایتیں کیں لیکن خلیفہ نے کہا کہ جب تک ان کیخلاف جرم ثابت نہ ہو جائے کہ ان کی وجہ سے لوگ فتنہ و فساد میں مبتلا ہوتے ہیں سزا دینا صحیح نہیں پھر ایک مرتبہ خلیفہ نے بغرض امتحان ایک حسین و جمیل کنیز کو لباس و زیوارات سے مرصع کر کے یہ ہدایت کر دی کہ ان کے سامنے پہنچ کر نقاب الٹ کر یہ کہنا کہ میں ایک امیر زادی ہوں اگر آپؒ میرے ساتھ ہم بستر ہو جائیں تو میں آپؒ کو دولت سے نواز دوں گی اور واقعہ کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے اس کنیز کے ہمراہ ایک غلام بھیج دیا جب اس کنیز نے خلیفہ کی ہدایت کے مطابق آپؒ کے سامنے اظہار مدعا کیا تو آپؒ نے سر جھکا کر ایسی سرد آہ کھینچی کہ اس کنیز نے وہیں دم توڑ دیا اور جب غلام نے واپس آ کر خلیفہ سے واقعہ بیان کیا تو خلیفہ کو بہت صدمہ ہوا کیونکہ وہ خود

Marfat.com

اس سے بہت محبت کرتا تھا اور اس نے کہا جو فعل میں نے انؒ کے ساتھ کیا تھا وہ نہ کرنا چاہیے تھا جس کی وجہ سے مجھے یہ روز بد دیکھنا نصیب ہوا' پھر آپؒ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ یہ بات آپؒ نے کیسے گوارا کی کہ ایسی محبوب ہستی کو دنیا سے رخصت کر دیا؟ آپؒ نے جواب دیا کہ امیر المؤمنین کی حیثیت سے تمہارا فرض تو مؤمنین کے ساتھ مہربانی کرنا ہے لیکن مہربانی کے بجائے تم نے میری چالیس سالہ عبادت کو ملیا میٹ کرنا کیسے گوارا کرلیا؟

منقول ہے کہ جب آپؒ کے مراتب میں اضافہ ہوتا گیا تو آپؒ نے وعظ و تبلیغ کو اپنا شیوہ بنالیا اور ایک مجمع میں فرمایا کہ وعظ گوئی میں نے اپنے اختیار سے شروع نہیں کی بلکہ تیس (۳۰) ابدالین کے بے حد اصرار پر یہ سلسلہ شروع کیا اور میں نے تقریباً دو سو (۲۰۰) بزرگوں کے جوتے سیدے کئے ہیں۔

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میرا قلب کہیں کھو گیا اور جب میں نے مل جانے کی دعا کی تو حکم ہوا کہ ہم نے تمہارا قلب اسلئے لیا ہے کہ تم ہماری معیت میں رہو اور تم قلب کی واپسی دوسرے کی جانب راغب ہونے کے لئے چاہتے ہو۔

کسی نے آپؒ کے سامنے حضرت شبلیؒ کا یہ قول نقل کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھ کو فردوس و جہنم کا اختیار دے دے تو میں جہنم کو اس لئے اختیار کروں کہ جنت تو میری پسندیدہ شے ہے اور جہنم اللہ جل شانہ کی' لہذا دوست کی پسندیدہ شے کو نہ پسند کرنے والا دوست نہیں' لیکن آپؒ نے فرمایا کہ میں تو بندہ ہونے کی حیثیت سے صاحب اختیار ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا اس لئے وہ مجھے جہاں بھی بھیج دے گا شکر بجالاؤں گا۔

کسی نے سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت جنیدؒ کو بھی خواب میں دیکھا اور ایک شخص نے کوئی فتویٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا تو آپؐ نے حضرت جنیدؒ کی طرف اشارہ کر دیا' اس نے کہا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف فرما ہیں تو دوسرے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبیؑ کو اپنی امت پر فخر ہے لیکن مجھے اپنی امت میں جنیدؒ پر اس سے بھی زیادہ فخر ہے۔

ایک مرتبہ آپؒ آشوب چشم میں مبتلا ہوئے تو ایک آتش پرست طبیب نے آنکھوں پر پانی نہ لگنے کی ہدایت کی لیکن آپؒ نے فرمایا کہ وضو کرنا تو میرے لئے ضروری

Marfat.com

ہے اور طبیب کے جانے کے بعد وضو کر کے نماز عشاء ادا فرما کر سو گئے اور صبح بیدار ہوئے تو درد چشم ختم ہو چکا تھا اور یہ ندا آئی کہ چونکہ تم نے ہماری عبادت کی وجہ سے آنکھوں کی پرواہ نہیں کی اس لئے ہم نے تمہاری تکلیف ختم کر دی اور طبیب نے جب سوال کیا کہ ایک ہی شب میں آپؒ کی آنکھیں کس طرح اچھی ہو گئیں تو فرمایا کہ وضو کرنے سے' یہ سن کر اس نے کہا کہ در حقیقت میں مریض تھا اور آپؒ طبیب' یہ کہہ کر مسلمان ہو گیا۔

آپؒ کی ملاقات مسجد کے دروازے پر ایک معمر شخص کی صورت میں ابلیس سے ہوگئی تو آپؒ نے سوال کیا کہ آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کی کیا وجہ تھی؟ اس نے جواب دیا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کب روا ہے اس جواب سے آپؒ حیرت زدہ ہوئے تو غیبی آواز آئی کہ اس سے کہہ دو کہ تو کاذب ہے' کیونکہ بندے کو مالک کے حکم سے انحراف کی اجازت نہیں چنانچہ ابلیس آپؒ کے غیبی الہام کو بھانپ کر فوراً فو چکر ہو گیا۔

کسی نے آپؒ سے عرض کیا کہ موجودہ دور میں دینی بھائیوں کی قلت ہے آپؒ نے فرمایا کہ اگر تمہارے خیال میں دینی بھائی صرف وہ ہیں جو تمہاری مشکلات کو حل کر سکیں تب تو یقیناً وہ نایاب ہیں اور اگر تم حقیقی دینی بھائیوں کا فقدان تصور کرتے ہو تو تم کاذب ہو اس لئے کہ برادر دینی کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ جن کی دشواریوں کا حل تمہارے پاس ہو اور ان کے تمام امور میں تمہاری اعانت شامل ہو اور ایسے برادر دینی کا فقدان نہیں۔

ابن شریح سے لوگوں نے سوال کیا کہ جنید بغدادیؒ کا کلام ان کے علم کے مطابق ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو میں نہیں جانتا' البتہ ان کی گفتگو ایسی ضرور ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ جل شانہ ان کی زبان سے کلام کر رہا ہو اور میرے قول کی یہ دلیل ہے کہ جب جنیدؒ توحید کو بیان کرتے ہیں تو ایسا جدید مضمون ہوتا ہے کہ ہر شخص اس کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

ایک مرتبہ کسی نے عرض کیا کہ آپؒ کا وعظ میری فہم سے بالاتر ہے' آپؒ نے فرمایا کہ ستر برس کی عبادت قدموں کے نیچے رکھ کر سرنگوں ہو جا' اس کے بعد اگر تیری سمجھ میں نہ آئے تو یقیناً میرا قصور ہوگا' ایک مرتبہ کسی نے دوران وعظ آپؒ کی تعریف کر دی تو فرمایا کہ حقیقت میں اللہ جل شانہ کی تعریف کر رہا ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ قلب کو مسرت کس وقت حاصل ہوتی ہے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ جل شانہ قلب میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

کسی نے پانچ سو دینار آپؒ کی خدمت میں پیش کیے تو پوچھا کہ تمہارے پاس اور رقم بھی ہے اس نے جب اثبات میں جواب دیا تو پوچھا کہ مزید مال کی بھی حاجت ہے اس نے کہا کہ ہاں آپؒ نے فرمایا کہ پانچ سو دینار واپس لے جا' کیونکہ تو اس کے لئے مجھ سے زیادہ حاجت مند ہے اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے لیکن مجھے حاجت نہیں اور تیرے پاس مزید رقم موجود ہے' پھر بھی تو محتاج ہے۔

اخلاص

آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ اخلاص کی تعلیم میں نے حجام سے حاصل کی ہے اور واقعہ اس طرح پیش آیا کہ مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ایک حجام کسی دولت مند کی حجامت بنا رہا تھا تو میں نے اس سے کہا کہ اللہ جل شانہ کے لئے میری حجامت بنا دے' اس نے فوراً اس دولت مند کی حجامت چھوڑ کر میرے بال کاٹنے شروع کر دیئے اور حجامت بنانے کے بعد ایک کاغذ کی پڑیا میرے ہاتھ میں دے دی جس میں کچھ ریز گاری لپٹی ہوئی تھی اور مجھ سے کہا کہ آپؒ اس کو اپنے خرچ میں لائیں وہ پڑیا لے کر میں نے نیت کر لی کہ اب پہلے مجھے جو کچھ بھی دستیاب ہوگا وہ حجام کی نذر کروں گا چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص نے بصرہ میں اشرفیوں سے لبریز تھیلی مجھ کو پیش کی وہ لے کر جب میں حجام کے پاس پہنچا تو اس نے کہا کہ میں نے تو تمہاری خدمت صرف اللہ جل شانہ کے لئے کی تھی اور تم بے حیا بن کر مجھے تھیلی پیش کرنے آئے ہو کیا تمہیں اس کا علم نہیں کہ اللہ جل شانہ کے واسطے کام کرنے والا کسی سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔

ایک مرتبہ حضرت سہل نے آپؒ کو تحریر کیا کہ خواب غفلت سے بچو کیونکہ سونے والا اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتا جیسا کہ باری تعالیٰ جل شانہ نے سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کو بذریعہ وحی آگاہ فرمایا کہ جو ہماری محبت کا دعویدار ہو کر رات میں سوتا ہے وہ کاذب ہے آپؒ نے جواب میں تحریر کیا کہ اللہ جل شانہ کی راہ میں بیدار رہنا ہمارا ذاتی فعل ہے لیکن ہمارے سونے کا تعلق اللہ جل شانہ کے فعل سے ہے جو ہمارے فعل سے بدرجہا بہتر ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا گیا "النوم موهبة من الله على المحبين" یعنی نیند ایک بخشش ہے اللہ جل شانہ کی جانب سے اپنے دوستوں پر۔

Marfat.com

مستجاب الدعوات

کسی عورت نے اپنے گمشدہ لڑکے کے مل جانے کی دعا کے لئے آپؒ سے عرض کیا تو فرمایا کہ صبر سے کام لو یہ سن کر وہ چلی گئی اور کچھ روز صبر کرنے کے بعد پھر خدمت میں حاضر ہوئی لیکن پھر آپؒ نے صبر کی تلقین فرمائی، وہ عورت پھر واپس چلی گئی اور جب طاقت صبر بالکل نہ رہی تو پھر حاضر ہو کر عرض کیا کہ اب تاب صبر بھی نہیں ہے آپؒ نے فرمایا کہ اگر تیرا قول صحیح ہے تو جا تیرا بیٹا تجھے مل گیا چنانچہ جب وہ گھر پہنچی تو بیٹا موجود تھا۔

ایک مرید بصرے میں گوشہ نشینی اختیار کئے ہوئے تھا اور اسی دوران اس کو اپنے کسی گناہ کا خیال آ گیا جس کی وجہ سے تین یوم تک اس کا چہرہ سیاہ رہا اور تین یوم کے بعد جب وہ سیاہی دور ہوگئی تو حضرت جنیدؒ کا مکتوب پہنچا کہ بارگاہ الٰہی میں مؤدبانہ قدم رکھنا چاہیے کیونکہ تیرے چہرے کی سیاہی دھونے میں مجھے تین یوم تک دھوبی کا کام کرنا پڑا ہے۔

ایک مرید سے مؤدب ہونے کی وجہ سے آپؒ کو بہت انس تھا جس کی وجہ سے دوسرے مریدین کو رشک پیدا ہو گیا چنانچہ آپؒ نے چند مریدین کو ایک مرغ اور ایک چاقو دے کر یہ حکم دیا کہ ان کو ایسی جگہ جا کر ذبح کرو کہ کوئی نہ دیکھ سکے کچھ وقفہ کے بعد تمام مریدین تو ذبح شدہ مرغ لیے حاضر ہو گئے لیکن وہ مرید زندہ مرغ لئے ہوئے آیا اور عرض کیا کہ مجھے کوئی جگہ ایسی نہیں ملی جہاں اللہ جل شانہ موجود نہ ہو یہ کیفیت دیکھ کر تمام مریدین اپنے رشک سے تائب ہو گئے۔

وصال صد ملال: آپؒ کی وفات روز شنبہ دو سو ستانوے (۲۹۷) ہجری کو ہوئی۔

دم مرگ میں آپؒ نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھ کو وضو کرواؤ، چنانچہ دوران وضو انگلیوں میں خلال کرنا بھول گئے تو آپؒ کی یاد دہانی پر خلال کر دیا گیا اس کے بعد آپؒ نے سجدے میں گر کر گریہ وزاری شروع کر دی اور جب لوگوں نے سوال کیا کہ آپؒ اس قدر عابد ہو کر روتے کیوں ہیں؟ فرمایا کہ اس وقت سے زیادہ میں کبھی محتاج نہیں ہوا، پھر تلاوت قرآن میں مشغول ہو کر فرمایا کہ اس وقت قرآن سے زیادہ میرا کوئی مونس و ہمدم نہیں اور

Marfat.com

اس وقت میں اپنی عمر بھر کی عبادت کو اس طرح ہوا میں معلق دیکھ رہا ہوں کہ جس کو تیز وتند ہوا کے جھونکے ہلا رہے ہیں اور مجھے یہ علم نہیں کہ یہ ہوا فراق کی ہے یا وصال کی اور دوسری طرف فرشتہ اجل اور پل صراط ہے اور میں عادل قاضی پر نظریں لگائے ہوئے اس کا منتظر ہوں کہ نہ جانے مجھ کو کدھر جانے کا حکم دیا جائے۔ اس طرح آپ نے سورۃ بقرہ کی ستر آیات تلاوت فرمائیں اور عالم سکرات میں جب لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ اللہ کیجئے تو فرمایا کہ میں اس طرف سے غافل نہیں ہوں پھر انگلیوں پر وظیفہ خوانی شروع کر دی اور جب داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت پر پہنچے تو انگلی اوپر اٹھا کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور آنکھیں بند کرتے ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور غسل دیتے وقت جب لوگوں نے آنکھ میں پانی پہنچانا چاہا تو غیب سے آواز آئی کہ ہمارے محبوب کی آنکھوں سے پانی دور رکھو کیونکہ اس کی آنکھیں ہمارے ذکر کی لذت میں بند ہیں۔

مزار پرانوار: آپؒ کا مزار پرانوار بغداد شریف (عراق) میں ہے۔

خلفائے کرام: سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپ کے خلفائے کرام میں حضرت شیخ ابو بکر شبلیؒ بہت مشہور ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

سید الطائفہ ولی زماں!
یعنی حضرت جنیدؒ عالیشاں
رفت چوں از جہاں بباغِ جناں!
نامور گشت سالِ رحلت آں

۲۹۷ھ

✿✿✿✿

حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۳۳۴ھ ہجری)

اسم گرامی

آپؒ کا نام نامی جعفر، کنیت ابوبکر ہے۔

بیعت

آپؒ نے سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔

تعارف

آپؒ کا تعلق موضع شبلہ یا شبیلہ سے ہے آپؒ مذہب مالکی کے پیرو تھے۔

راہ تصوف

حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ ابتداء میں خلیفہ بغداد کی طرف سے امیر نہاوند تھے جب آپؒ کو اس راہ (تصوف) کا شوق پیدا ہوا تو آپؒ نے امارت کو خیر باد کہا اور خیر النساجؒ (جو اس وقت کے کبار مشائخؒ سے تھے) کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوئے خیرا لنساجؒ نے ان کو جنیدؒ کے پاس بھیجا صاحب کشف المحجوب لکھتے ہیں کہ بھیجنا اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ شبلی کی تربیت سے عاجز تھے بلکہ انہوں نے حضرت جنید کے ادب کو ملحوظ خاطر رکھا آپ حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ لوگوں نے گوہر کا نشان آپؒ کے پاس دیا ہے آپؒ یا تو مجھے بخشیں یا فروخت کریں حضرت جنیدؒ نے فرمایا اگر میں فروخت کرتا ہوں تو تو خرید نہ سکے گا کیونکہ تیرے پاس اس قدر پونجی نہیں ہے اور اگر بخش دوں تو تو مفت سمجھ کر اس کی قدر نہ کرے گا اور ضائع کردے گا لیکن ہاں مردوں کی طرح سر سے قدم بنا اور اپنے آپ کو اس دریا میں ڈال تاکہ صبر و انتظار کے بعد وہ گوہر تیرے ہاتھ آوے چنانچہ

Marfat.com

آپؒ نے ایسا ہی کیا پس ایک مدت تک غلبہ عشق سے بالکل دیوانہ وازخودرفتہ رہے زنجیروں سے باندھے گئے اور پھر آپؒ کو شفاخانہ میں لے جا کر ایک مدت تک ایک کوٹھڑی میں بند رکھا گیا ایک بار لڑکوں نے آپؒ کو پتھر مارے آپ کا پاؤں زخمی ہو گیا جو خون کا قطرہ زمین پر ٹپکتا تھا اس میں نقش اللہ جل شانہ نمودار ہو جاتا تھا آپؒ سے حضرت جنیدؒ نے سات سال مجاہدہ کرایا اور فرمایا کہ اس کے ان مظالم کا جو زمانہ حکومت میں ان سے صادر ہو چکے ہیں بخشش ہو پھر سات سال طہارت خانہ کی خدمت آپؒ سے لی چودہ سال بعد طریقت میں داخل کیا اور ریاضت کا حکم دیا۔

مجاہدات

آپؒ صاحب اشارات لطیفہ تھے چنانچہ متاخرین میں سے ایک صاحب کا قول ہے کہ ''ثلاثہ من عجائب الدنیا اشارات الشبلی و نکات المرتعش و حکایات الجعفر ''یعنی تین چیزیں دنیا کے عجائبات میں سے ہیں شبلیؒ کے اشارات مرتعشؒ کے نکات، جعفرؒ کی حکایات۔ آپؒ اہل تصوف کے امام اپنے وقت کے یکتا اور حال وعلم میں بے ہمتا تھے جو جو مشائخ آپؒ کے زمانے میں تھے آپؒ نے بالعموم ان کو دیکھا اور انؒ کی صحبت میں رہے آپؒ نے علوم طریقت بدرجہ کمال حاصل کئے اور احادیث میں بدرجہ غایت دسترس حاصل کی آپؒ نے فرمایا کہ میں تیس برس تک علم حدیث اور فقہ حاصل کرتا رہا منقول ہے کہ آپؒ نے جہال اور عوام الناس سے بہت تکلیفیں اٹھائیں حضرت شیخؒ فرمایا کرتے کہ ہر قوم کا ایک تاج ہوتا ہے اور اس قوم کا تاج حضرت شبلیؒ ہے۔

مرتبہ

محمد بن عمرؒ کا قول ہے کہ میں احمد بن موسیٰؒ کے پاس تھا اتنے میں حضرت شبلیؒ آئے احمد بن موسیٰؒ کھڑے ہو کر حضرت شبلیؒ سے بغلگیر ہوئے حضرت شبلیؒ کے دونوں ابروؤں میں بوسہ دیا میں نے کہا کہ میرے سردارؒ! لوگ تو حضرت شبلیؒ کو دیوانہ کہتے ہیں اور آپؒ ان سے یہ معاملہ کرتے ہیں کہنے لگے کہ میں نے انؒ سے وہ معاملہ کیا جو سیدنا حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کو کرتے دیکھا پھر فرمایا کہ میں نے واقعہ میں دیکھا کہ آپ ﷺ تشریف فرما ہیں حضرت شبلیؒ آئے آپ ﷺ کھڑے ہو کر بغلگیر ہوئے اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے عرض کیا آپ ﷺ حضرت شبلیؒ سے یہ معاملہ کیسے فرمار ہے ہیں فرمایا وہ ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے "لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم با المومنین روف رحیم فان تولو فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت و هو رب العرش العظیم" اس کے بعد آپ ﷺ پر درود پڑھتا ہے۔

وصال صدملال

آپؒ کی وفات حسرت آیات شب جمعہ ستائیس (۲۷) ذی الحجہ تین سو چونتیس (۳۳۴) ہجری میں ہوئی۔

مزار پُرانوار

آپؒ کا مزار مبارک بغداد (عراق) میں ہے جس پر "جعفر ابن یونس" تحریر ہے۔

خلفاء کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپ کے خلفاء کرام میں حضرت شیخ عبدالواحد تمیمیؒ بہت مشہور ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

شیخ دین شبلی است پیر بے نظیر
یافت چوں از دہر در جنت مقام
سید دوراں ست سالِ وصلِ او
۳۳۵
هم "محب اصفیا ہادئی امام"
۳۳۴ھ

* * * *

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۴۲۵ھ ھجری)

اسم گرامی

آپؒ کا اسم شریف عبدالواحد' کنیت ابوالفضل ہے۔ آپؒ حضرت شیخ عبدالعزیز تمیمیؒ کے فرزند دلبند اور حنفی المذہب تھے۔

بیعت

آپؒ اپنے والد گرامی کے مرید و خلیفہ تھے انؒ کی رحلت کے بعد انؒ کے پیرومرشد حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ کی طرف رجوع کیا اور انؒ سے بیعت فرمائی۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ کے وصال کے بعد مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور خلق کثیر کو ہدایت ظاہری و باطنی کو پہنچایا۔

آپؒ خادم شریعت' سالک طریقت' واقف حقیقت اور اہل سنت والجماعت کے امام تھے۔

وصال صد ملال

آپ کی وفات جمادی الاخر چار سو پچیس (۴۲۵) ھجری کو ہوئی۔

مزار پرانوار

آپؒ کا مزار شریف شہر بغداد میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے مقبرہ میں ہے۔

خلفاء کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپ کے خلفاء کرام میں سیدنا حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ کا نام بہت مشہور ہے۔

Marfat.com

قطعہ تاریخ وصال

جنابِ عبد واحد شیخ اکبر
بر اوج شرع عزا مہر انور
بہ شکل ماہ چوں اندر جناں شد
بوصلش ''نور حقانی'' عیاں شد
۴۲۵ھ

☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت شیخ ابوالفراح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۴۴۷ ہجری)

بیعت

آپؒ نے حضرت شیخ عبدالواحد تمیمیؒ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔

تعارف

آپؒ کا اصل وطن طرطوس ہے آپؒ کے والد ماجد کا نام شیخ عبداللہ طرطوسیؒ تھا آپؒ قدوۃ اولیائے زمان اور صاحب مقامات بلند وکرامت ارجمند تھے صبر وتوکل میں محکم قدم رکھتے تھے اور تجرید وتضرید میں یگانہ وقت تھے۔

وصال صد ملال

آپؒ تین (۳) شعبان چارسوسینتالیس (۴۴۷ھ) کو اس جہان فانی سے جہان باقی کی طرف کوچ فرما گئے۔

مزار پُرانوار

حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ کا مزار مبارک طرطوس میں ہے۔

خلفاء کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپ کے خلفاء کرام میں حضرت شیخ ابوالحسن ھنکاریؒ بہت مشہور ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

حضرت	ابوالفرح	طرطوسی	ولی
شیخ	والا مرشدِ	پیر	و جواں
شد	چو	از دنیا	بفردوسِ بریں
بود	"پیر	بے ریا"	سالش عیاں

۴۴۷ھ

حضرت شیخ ابوالحسن ھنکاری رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۴۸۶ھجری)

اسم گرامی

آپؒ کا نام نامی علی بن محمد بن یوسف بن جعفر القریشی الھنکاریؒ ہے۔

تعارف

آپؒ کی کنیت ابوالحسن اور لقب شیخ الاسلام تھا آپؒ قوم قریش سے تھے اور ھنکار کے رہنے والے تھے۔

بیعت

آپؒ نے حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔

مجاہدات

آپؒ بڑے صاحب کرامت وخوارق عادات اور صائم الدہر اور قائم الیل تھے منقول ہے کہ آپؒ نماز عشاء اور تہجد کے درمیان دو قرآن ختم کرتے تھے۔

وصال صدملال

آپؒ کی وفات حسرت آیات ماہ محرم چار سو چھیاسی (۴۸۶) ھجری میں ہوئی۔

خلفاء کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپ کے خلفاء کرام میں حضرت شیخ ابوسعید مبارک المخزومی کا نام بہت مشہور ہے۔

قطعہ تاریخ وصال

بوالحسن آں رہبرِ دینِ رسول ﷺ
چوں ز دنیا گشت راہی در جناں
سالِ وصلِ آں شہِ والا مکاں
آفتاب آمدِ گر تاجِ عطا
۴۸۶ھ ۴۸۴ھ

Marfat.com

حضرت شیخ ابو سعید مبارک المخزومی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۵۱۳ھ ہجری)

اسم گرامی

آپؒ کا نام نامی مبارک بن علی بن حسین المخزومیؒ ہے۔

تعارف

آپ سلطان الاولیاء، برہان الاتقیاء، قدوۃ عارفان، قبلہ گاہ سالکان، پیر طریقت، واقف اسرار حقیقت، جامع علوم ظاہری و باطنی اور سیدنا حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام سے صحبت رکھتے تھے۔ آپؒ حنبلی المذہب تھے۔

بیعت

آپؒ نے حضرت شیخ ابوالحسن ھنکاریؒ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔

مرتبہ

سیدنا حضرت غوث الاعظمؒ سے منقول ہے کہ ابتدائے حال میں حق تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ جب تک نہ کھلائیں نہ کھاؤں گا اور نہ پلائیں نہ پیوں گا جب چالیس دن گزر گئے ایک شخص آیا اپنے ساتھ کچھ طعام لایا میرے سامنے رکھ کر چھوڑ دیا قریب تھا کہ شدت گرسنگی سے نفس طعام کھانا شروع کر دے میں نے کہا واللہ جو عہد حق تعالیٰ جل شانہ سے کر چکا ہوں اس سے نہ پھروں گا ناگاہ باطن سے آواز آئی جیسے کوئی بلند آواز سے کہہ رہا ہو الجوع الجوع۔ حضرت شیخ ابو سعیدؒ کا مجھ پر گزر ہوا انہوں نے وہ آواز سنی پوچھا عبدالقادرؒ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ نفس کا اضطراب ہے لیکن روح برقرار ہے حق تعالیٰ جل شانہ کے مشاہدہ میں۔ انہوں نے کہا کہ میرے گھر آؤ میں نے کہا کہ باہر نہ جاؤں گا اتنے میں ابوالعباس سیدنا حضرت خضر علیہ السلام آئے اور کہا اٹھو اور حضرت شیخ ابو سعیدؒ کے پاس جاؤ میں گیا

Marfat.com

دیکھا کہ آپؒ میرے انتظار میں کھڑے ہیں انہوں نے کہا اے عبدالقادرؒ میں نے آپؒ سے جو کہا کیا وہ کافی نہ تھا کہ خضر علیہ السلام کو کہنا پڑا پس مجھے آپؒ گھر لے گئے اور طعام مہیا تھا ایک ایک لقمہ میرے منہ میں ڈالتے رہے یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اس کے بعد مجھے خرقہ پہنایا مابعد ان کی صحبت لازمی طور پر اختیار کی۔

مدرسہ باب الدرج جو سیدنا حضرت غوث الاعظمؒ کی طرف منسوب ہے آپؒ ہی نے تعمیر فرمائی اپنی حیات ہی میں سیدنا حضرت غوث الاعظمؒ کے حوالہ کی۔

وصال صد ملال

آپؒ کی وفات ماہ محرم پانچ سو تیرہ (۵۱۳) ہجری میں ہوئی۔

مزار پرانوار

آپؒ کا مزار اقدس بغداد شریف (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

خلفاء کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپؒ کے خلفاء کرام میں سیدنا حضرت غوث الاعظم دستگیرؒ بہت مشہور ہیں۔

قطعہ تاریخ

بوسعید آں اسعدِ دورِ زمن !
جلوہ گر شد درجناں چو ماہِ عید
شمسِ حق گو باز قطبِ عارفاں
۵۰۸ھ ۵۱۳ھ
سالِ وصلش طرفہ بے گفت و شنید

****

Marfat.com

محبوب سبحانی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۵۶۱ھ ہجری)

انا الحسنیی و المخدع مقامیی و اقدامیی علیٰ عنق الرجال

(میں سید حسنی ہوں اور میرا مقام عالم باطن "مخدع" ہے اور میرا قدم مردان خدا کی گردنوں پر ہے)

ومن فیی رجال اللہ نال مکانتی وجدی رسول اللہ جی الاصل ربانی

(اور میری والدہ جناب زہرا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کے والد تمام خلق کے رسول ہیں اور ان کی وجہ سے میری شان عزیز ہے)۔

اسم گرامی

آپؒ کا نام نامی عبدالقادر، کنیت ابومحمد، لقب محی الدین، محبوب سبحانی اور غوث الثقلین ہیں۔

ولادت باسعادت

آپؒ کی ولادت یکم رمضان المبارک چارسوستر (۴۷۰) ہجری اور ایک قول کے مطابق چارسو اکہتر (۴۷۱) ہجری ہے آپؒ سید السادات وحسنی الحسینی ہیں آپؒ کی پدری نسبت سیدنا حضرت امام حسنؓ اور مادری نسبت سید الشہدا حضرت امام حسینؓ سے ملتی ہے۔

جائے ولادت

آپؒ کی ولادت "نیق" میں ہوئی۔ نیق بلاد جیلان میں ایک قصبہ کا نام ہے جو طبرستان سے قریب ایک چھوٹے سے حصہ جو چند شہروں اور بستیوں پر مشتمل ہے اس کو عربی میں جیل اور بکاف فارسی میں گیل کہتے ہیں اس نسبت سے آپؒ کو جیلانی یا گیلانی کہتے ہیں۔

Marfat.com

بیعت

آپؒ نے حضرت شیخ ابو سعید مبارک المخزومیؒ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔

تعارف:

آپؒ کو محی الدین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ حضرتؒ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن بعض سیاحات سے بغداد آ رہا تھا اچانک ایک نحیف البدن بیمار پر گزر ہوا اس نے مجھے السلام علیک یا عبدالقادر کہا میں نے جواب دیا اور نزدیک گیا مجھ سے اس نے کہا مجھے بٹھا دو میں نے اسے بٹھایا اس کا بدن تازہ ہو گیا صورت اچھی ہوئی اور رنگ صاف ہوا میں نے اس سے حال دریافت کیا اس نے مجھ سے کہا کہ مجھے نہیں پہچانتے میں نے کہا نہیں اس نے کہا میں آپؒ کے دادا کا دین ہوں ضعیف تھا جسے آپؒ نے دیکھا خداوند تعالیٰ جل شانہ نے آپؒ کے ہاتھوں مجھے زندہ کیا "انت محی الدین " اسے چھوڑ کر میں جامع مسجد گیا ایک شخص نے میرے سامنے جوتیاں رکھیں اور کہا شیخ محی الدین جب میں نے نماز ادا کی دیکھا کہ ہر طرف سے خلقت نے ہجوم کیا اور میرے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دینے لگے اور کہنے لگے یا محی الدین۔ آسمان میں آپؒ کا لقب باز الشہب ہے جیسے کہ آپ فرماتے ہیںؒ

انا البازی اشهب کل شخ و من ذافی الرجال اعطو مثالی

آپؒ کو غوث الثقلین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپؒ کا تصرف جن وانس پر ہے چنانچہ آپؒ کی مجلس میں لوگ اسلام لاتے تائب ہوتے فائدہ حاصل کرتے اسی طرح جنات بھی صف در صف حاضر مجلس ہوتے اور اسلام لاتے اور فائدہ حاصل کرتے۔ آپؒ فرماتے ہیں انسانوں کے مشائخ ہیں اور جنات کے مشائخ اور ملائکہ کے الگ مشائخ ہیں اور میں سب کا شیخ ہوں جاننا چاہیے کہ آپؒ کی روحانی تربیت بلا واسطہ سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ حنفیؒ مذہب تھے اور فتویٰ امام شافعیؒ اور امام احمد بن

Marfat.com

حنبلؒ کے مذہب پر دیتے تھے۔

آپؒ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب میرے فرزند عبدالقادرؒ پیدا ہوئے ہرگز رمضان کے دن میں دودھ نہ پیتے ایک مرتبہ ابر کی وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہ آیا لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا آج میرے فرزندؒ نے دودھ نہیں پیا ہے آخر معلوم ہوا کہ وہ رمضان کا دن تھا۔

مجاہدات وریاضات

آپؒ فرماتے ہیں کہ اوائل شباب میں جب نیند کا غلبہ ہو جاتا تو میں آواز سنتا کہ اے عبدالقادر تجھ کو نیند کے لئے پیدا نہیں کیا آپ نے اپنی عمر کے تینتیس سال پڑھانے اور فتویٰ دینے، چالیس سال مخلوق خدا کو سیدھا راستہ دکھانے اور نصیحت میں صرف کئے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نمازیں ادا کیں پندرہ سال تک عشاء کی نماز کے بعد ایک قرآن ختم کیا تین دن تک ایسا بہت سا زمانہ گزرا کہ کھانے پینے اور سونے سے علیحدہ رہے اور گیارہ سال تک برج بغداد کے اندر عبادت الٰہی میں مشغول رہے اس طویل اقامت کی وجہ سے لوگ اسے برج عجمی بھی کہتے ہیں۔

تبلیغ دین

آپؒ کی مجلس وعظ میں چار سو اشخاص قلم دوات لئے آپ کی نصیحتیں قلم بند کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ ابتدائی زمانہ میں سیدنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میں نے خواب میں دیکھا جنہوں نے مجھے کلام کرنے کا حکم دیا اور میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ٹپکایا اور مجھ پر ابواب سخن کھول دیئے بعض اوقات آپ کی نصیحت سننے والوں کی تعداد ستر ہزار تک ہو جاتی تھی یہودی وعیسائی وغیرہ جو آپ کے دست مبارک پر اسلام لائے تھے اور قزاق، لٹیرے، ڈاکو، بدعتی فسادی مذہب و

Marfat.com

اعتقاد کے کچے جو آپ کے سامنے اپنی بداعمالیوں سے توبہ کر چکے تھے وہ سب آپؒ کی مجلس میں حاضر رہا کرتے پانچ ہزار سے زیادہ یہودی وعیسائی اور ایک لاکھ سے زیادہ دوسرے مشرب وگروہ کے لوگ آپؒ کے دست مبارک پر توبہ کر کے بدکرداریوں سے باز آئے اس کے علاوہ عام مخلوق کی تعداد بے حساب ہے۔

فیضان

آپؒ سے طریقت کا جو سلسلہ آگے چلا وہ آپ ہی کے نام پر سلسلہ قادریہ سے مُوسوم ہوا آپؒ کی بزرگی اور علمی فضیلت وشخصی کمال کے اعتراف کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی کہ طریقت کے تمام سلسلوں میں آپؒ کا فیض جاری ہے اور بلا استثناء طریقت کے تمام سلسلے کے بزرگوں نے آپؒ کو اولیاء کبار کی فہرست میں سب سے افضل تسلیم کیا ہے۔

اعلیٰ مرتبہ

[1] آپؒ نے ایک دن اثناء وعظ میں فرمایا" **قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله**" (یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے) حضرت شیخ علی بن الھیتیؒ جو کبار مشائخ سے ہیں آگے ہوئے اور آپؒ کا قدم پکڑا اور گردن پر رکھا اور زیر دامن ہوئے اور تمام اولیاء نے اپنی گردنیں پست کر کے پیش کیں شیخ ابوسعید قیلویؒ سے منقول ہے کہ جب

---

[1] ارباب علم وبصیرت سے مخفی نہیں کہ حضور غوث الاعظمؒ سیدنا الشیخ محی الدین ابی محمد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے فضائل وکمالات، حسب ونسب، تصرفات وکرامت مشہور ومتواتر ہیں آپؒ کا ارشاد گرامی "میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے" آپؒ کے معاصرین سے لے کر ہر زمانہ کے مشائخ عظام اور ان کے متوسلین علماء کرام وعوام اہل اسلام کے نزدیک ایک مسلم حقیقت ہے اور آج تک کسی سلسلہ کے بزرگان دین سے اس کا انکار ثابت نہیں۔ جیسا کہ ختم المفسرین حضرت السید علامہ محمود آلوسی بغدادیؒ مصنف "روح المعانی" نے اپنی کتاب "فتح المبین" میں تفصیل فرمائی ہے آپؒ کی سیرت پر مستند کتاب "بہجۃ الاسرار" میں سند متصل کے ساتھ ان مشائخ کرام کے اقوال منقول ہیں جنہوں نے اس ارشاد گرامی سے

Marfat.com

آپؒ نے یہ کلمہ فرمایا اس وقت اللہ جل شانہ نے آپؒ کے دل پر تجلی کی اور سیدنا حضور نبی کریم ﷺ نے ہاتھ پر اور ملائکہ مقربین کی ایک جماعت نے اولیاء متقدمین و متاخرین جو حاضر تھے احیاء نے اپنے اجسام اور اموات نے ارواح سے آپؒ کو خلعت پہنائی اور ملائکہ اور رجال الغیب نے آپؒ کی مجلس کو گھیر لیا اور صف درصف ہوا میں استادہ تھے روئے زمین پر تمام اولیاءؒ نے اپنی گردنیں پست کر دیں کہتے ہیں عجم میں سے ایک شخص نے تواضع نہ کی اس کا حال سلب ہوا اس عصر کا کوئی ولی اس مقام کو نہ پہنچا۔

ذالک فضل اللہ یوتیه من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم.

تصرف

حضرت علامہ عبد الرحمٰن جامیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز ابو المعالیؒ نامی درویش آپؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے مجلس کے دوران ان کو پاخانہ کی حاجت ہوئی جس نے اس قدر شدت اختیار کر لی کہ یہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کر سکتے تھے یہ بالکل بے طاقت ہو گئے انہوںؒ نے شیخ کی طرف استغاثہ کے طور پر دیکھا حضرت غوث الاعظمؒ منبر سے ایک زینہ نیچے اتر آئے اس وقت پہلے زینہ پر آدمی کے سر کی طرح ایک سر ظاہر ہوا جب دوسری سیڑھی پر حضرتؒ اترے تو اس سر کے دوسرے اعضاء کندھا اور سینہ ظاہر ہوئے اس طرح

پہلے پیشین گوئی فرمائی تھی کہ آپ بحکم الٰہی یہ ارشاد فرمائیں گے اس کے علاوہ مجلس میں حاضر مشائخ اور دیگر بہت سے معاصرین اولیائے کرام کے اقوال بھی درج ہیں جنہوں نے اپنے مقام پر کشف والہام کے ذریعے اس ارشاد گرامی سے مطلع ہو کر گردنیں جھکا دیں کتاب مذکور کے مصنف امام نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف (متوفی ۷۱۳ھ) جامعہ ازہر کے شیخ القراء تھے مشہور محدث اور نقاد مؤرخ امام ذہبی جو مصنف کے ہم عصر تھے اور اسی طرح محدث مشہور امام جزریؒ اور امام جلال الدین سیوطیؒ امام عبد اللہ یافعیؒ اور شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ سب نے مصنف کے علمی فضل و کمال کی تعریف کی ہے جیسا کہ ”الدولۃ المکیۃ“ مصنفہ مولانا احمد رضا خان بریلوی میں بہ تفصیل مذکور ہے اس کتاب کے علاوہ ہر دور کے علماء و مشائخ کی بے شمار تصانیف میں حضرتؒ کی اس ارشاد گرامی کے متعلق تفصیل موجود ہے)

Marfat.com

حضرت زینہ بہ زینہ اترتے تھے اور شکل انسانی مکمل ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ وہ حضرتؒ کی شکل میں متشکل ہوگئی اور آواز بھی بالکل حضرتؒ جیسی اس شکل سے آتی تھی کلام بھی بالکل حضرتؒ کے کلام کی طرح تھا اس شکل کو سوائے اس حاجت مند کے اور کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا اس وقت حضرتؒ اس شخص کے قریب آکر کھڑے ہوگئے اور اپنی آستین اس شخص کے سر پر ڈال دی آستین کا پڑنا تھا کہ ابوالمعالیؒ نے اپنے کو ایک لق ودق میدان میں پایا جہاں ایک نہر جاری تھی اور نہر کے کنارے ایک گھنا درخت تھا ابوالمعالیؒ نے اپنی چابیوں کا گچھا اس درخت کی شاخ سے لٹکا دیا اور قضائے حاجت میں مشغول ہوگئے فراغت کے بعد نہر سے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی سلام پھیرنے کے بعد حضرت سیدنا غوث الاعظمؒ نے وہ آستین اس کے سر سے اٹھائی تو انہوںؒ نے اپنے آپؒ کو پھر اسی مجلس میں موجود پایا ابوالمعالیؒ کے اعضائے وضو ابھی تک پانی سے تر تھے اور پاخانہ کی حاجت رفع ہوچکی تھی اور حضرتؒ اسی طرح منبر پر وعظ میں مصروف تھے گویا نیچے تشریف ہی نہیں لائے تھے ابوالمعالیؒ بھی خاموش بیٹھے رہے اور کسی سے کچھ نہ کہا لیکن جب کنجیوں کا گچھا اپنے پاس موجود نہ پایا تو سخت پریشان ہوئے۔

ایک مدت دراز کے بعد ابوالمعالیؒ کو سفر کرنے کا اتفاق ہوا بغداد شریف سے چودہ دن کا راستہ تھا اثنائے سفر ایک میدان سے گزرے جہاں نہر جاری تھی ابوالمعالیؒ وضو کرنے کے لئے نہر پر گئے تو یہ وہی نہر تھی جہاں قضائے حاجت کے بعد اس روز وضو کیا تھا وہاں انہوںؒ نے اس درخت کو بھی پہچان لیا ان کی کنجیوں کا گچھا اسی طرح درخت کی شاخ سے لٹکا ہوا تھا ابوالمعالیؒ کہتے ہیں کہ جب میں بغداد شریف واپس آیا تو حضرت سیدنا غوث الاعظمؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ قصہ بیان کیا شیخؒ نے میرا کان پکڑ کر فرمایا اے ابوالمعالیؒ جب تک ہم زندہ ہیں یہ بات کسی سے نہ کہنا۔

سیدنا حضرت غوث الاعظمؒ کی عجیب وغریب کرامات وتجلیات جو خرق عادات کے طور پر اکثر ظاہر ہوا کرتی تھیں بے شمار ہیں جن کیلئے دفتر کے دفتر بھی ناکافی ہیں لیکن کرامت کے نہ ماننے والوں کے لئے یہاں یہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

کرامت

حضرت علامہ شطنوفیؒ محدثانہ اسانید کے ساتھ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک عورت

Marfat.com

سیدنا حضرت غوث الاعظمؒ کی خدمت میں اپنا ایک لڑکا لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرے اس بچے کو آپ سے قلبی لگاؤ ہے اس لئے میں اس کے حق سے دست بردار ہو کر اس کو اللہ کی اور پھر آپ کی سپردگی میں دیتی ہوں آپ نے اس کی عرض قبول کی اور اس بچے کو بزرگوں کے طریقے پر مجاہدات اور ریاضات کرنے کا حکم فرمایا کچھ دنوں بعد اس کی ماں اپنے بچے سے ملنے کے لئے آئی دیکھا کہ اس کا بچہ بہت لاغر اور زرد ہو گیا ہے اور دیکھا کہ جو کی روٹی کا ٹکڑا کھا رہا ہے پھر جب وہ آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ آپؒ کے سامنے برتن میں پوری مرغی کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں جس کو آپؒ تناول فرما چکے ہیں اس نے کہا اے میرے سردارؒ! آپؒ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو جو کی روٹی کھلاتے ہیں اس وقت آپؒ نے ان ہڈیوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا" قومی باذن اللّٰہ الذی یحی العظام وھی رمیم" یعنی اس اللہ کے حکم سے کھڑی ہو جا جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرمائے گا آپؒ کے اس حکم پر فوراً وہ مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور چلائی پھر آپؒ نے اس عورت سے مخاطب ہو کر فرمایا "اذا صار ابنک ھکذا فلیا کل مھماشاء" یعنی جب تیرا بیٹا اس درجہ کو پہنچ جائے گا تو پھر جی چاہے کھائے گا۔

وصال صد ملال

سیدنا حضرت غوث الاعظمؒ کی وفات ۹۱ برس کی عمر مبارک میں پانچ سو اکسٹھ (۵۶۱) ہجری کو ہوئی۔

مزار پُر انوار

آپؒ کا مزار مبارک بغداد شریف (عراق) میں مرجع خلائق ہے جہاں ہر سال گیارہ جمادی الثانی کو آپؒ کا عرس مبارک بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔

صاحبزادگان

آپؒ کے دس فرزند تھے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت شیخ ابو عبداللہ سیف الدین عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ: آپؒ بڑے صاحبزادے ہیں، والد گرامیؒ کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ (وصال: ۲۵ شوال

Marfat.com

۵۹۳ھ=۱۱۹۷ء)

(۲) حضرت سید ابوعبدالرحمٰن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ (وصال: ۲۷ صفر ۵۸۷ھ=۱۱۹۱ء)

(۳) حضرت سید ابواسحاق ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ (وصال: ۲۵ ذوالقعد ۵۹۲ھ=۱۱۹۶ء)

(۴) حضرت سید ابوالفرح سراج الدین عبدالجبار رحمتہ اللہ علیہ (وصال: ۱۹ ذی الحج ۵۷۵ھ=۱۱۸۰ء)

(۵) حضرت سید ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ (وصال: ۶ شوال ۶۰۳ھ = ۱۲۰۷ء)

(۶) حضرت سید ابوبکر شمس الدین عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ (وصال: ۲۸ ربیع الاول ۶۰۲ھ=۱۲۰۵ء)

(۷) حضرت سید ابونصر ضیأ الدین موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ (وصال: جمادی الآخر ۶۱۸ھ=۱۲۱۱ء)

(۸) حضرت سید عبدالرحمٰن شرف الدین عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ وصال: ۱۲ رمضان ۵۷۳ھ=۱۱۷۸ء)

(۹) حضرت سید ابوالفضل رحمتہ اللہ علیہ (وصال: ۲۵ ذوالقعد ۶۰۰ھ = ۱۲۰۴ء)

(۱۰) حضرت سید ابوزکریا یحییٰ رحمتہ اللہ علیہ (وصال: ۱۵ شعبان ۶۰۰ھ = ۱۲۰۴ء)

حضرت غوث بہاؤ الحق والدین ملتانی نے جناب غوث الاعظمؓ کی شان میں کیا خوب عرض کیا ہے

گوئیم زِکمالِ توچہ غوث الثقلینا　　محبوب خدا' ابن حسنؓ آل حسیناؓ

سَر در قدَمت جملہ نہادندو بِگفتند　　تا للہ لقد آثرک اللہ علینا

ماعا جزو حیران بما ندیم بگرداب　　لا مخلص الا بک باللہ لدینا

ماتشنہ چو ماھی ھمہ در دست فتا دیم

اے ابر کرم بار توبشتاب الینا

****

Marfat.com

سیدنا حضرت شیخ کبیر الدین کبیر الاولیاء شاہ دولہ دریائی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۰۸۳ھ ہجری)

حضرت شاہ دولہؒ کے بارے میں تاریخ نے بڑے مغالطے دیئے ہیں آپ کو دوہری شخصیت بنا دیا ایک دولہ دریائی گجراتی پنجاب کے شہر گجرات میں آسودہ خاک ہیں اور اسی نام سے مشہور ہیں لیکن ان کو شاہ سید امست نقشبندی کا مرید بتایا گیا ہے (کرامت نامہ چراغ قادری)

کتاب مقامات محمود مصنف نواب معشوق یار جنگ صفحہ ۲۶۸ پر درج ہے کہ ''آپؒ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے عم زاد تھے آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور ایک طویل عمر پائی گجرات میں بڑے پیر کے حکم سے آئے آپکا ایک مزار احمد آباد گجرات میں بھی ہے اور ایک مزار شہر گجرات پنجاب میں ہے'' مقامات محمود صفحہ (۳۶۹) پر یہ بھی درج ہے کہ ''آپؒ بغداد سے تشریف لائے اور بڑے پیر صاحب غوث الاعظمؓ کے مرید اور وضو کرانے والے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت شاہ دولہ نے وضو کراتے وقت جناب بڑے پیر سے پوچھا کہ آب حیات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے ایک چلو پانی میں پانچ سو سال کی عمر ہے آپؒ نے لپک کر وہ پانی پی لیا اور تقریباً چھ سو سال عمر پائی''

اس روایت کی خامی یہ ہے کہ یہ تو حضرت سید منور علی الہ آبادیؒ کا واقعہ ہے جو پیران پیر کے حقیقی بھانجے اور وضو کرانے کی خدمت پر مامور تھے اور آپ نے چھ سو سال سے زیادہ عمر پائی الہ آباد میں مزار ہے آپ کو عمر دراز بھی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

شاہ دولہ دریائی گجراتی کی شخصیت پر ہر مصنف نے اپنے زاویہ فکر کو اہمیت دی اور عجیب وغریب معجون مرکب تیار کر دی بلکہ شخصیت ہی بدل کر رکھ دی۔ کتاب خلاصۃ التواریخ مصنفہ سبحان رائے کا یہ حصہ دیکھئے۔

''چونت کے دوآبے میں گجرات کا پرانا قصبہ ہے اکبر کے عہد میں سیالکوٹ کے کچھ دیہات الگ کر کے یہ پرگنہ قائم کیا گیا تھا۔۔۔ جب زبدۃ الاولیاء شاہ دولہ نے یہاں بود و باش اختیار کر کے مسجدیں کنوئیں اور تالاب بنوائے بلکہ دریائے چناب پر جوگاہ

Marfat.com

بگاہ اس قصبے کو نقصان پہنچاتا تھا مضبوط پل بنوادیا تو اس کی رونق و آبادی بڑھ گئی۔۔۔۔۔
شاہ دولہ پہلے کیا بدھا کے غلام تھے فقرا بالخصوص حضرت میاں سید باہ کی رحلت کا وقت آیا
تو شاہ دولہ پر نظر کیمیا اثر ڈالی۔۔۔۔آپ سیالکوٹ سے چل کر گجرات میں آٹھرے سترہ
سن جلوس عالمگیری میں راہئی ملک بقا ہوئے''

لیکن یہ بیان بھی آپ کی شخصیت کی نفی کرتا ہے کیونکہ اس میں آپ کو مسجدیں پل
اورتالاب بنوانے والا عوام دوست مخیر" شخص بتایا گیا دیگر یہ کہ سید باہ نامی بزرگ کی عطا سے
روحانی ارتقا بتایا گیا تیسرے یہ کہ عہد عالمگیری میں واصل بحق ہونا بتایا گیا یعنی ۱۶۷۶ء یہ
تمام معاملات حضرت شاہ دولہ گجراتی کے نہیں ہیں کیونکہ کرامت نامہ چراغ قادری سے
معلوم ہوتا ہے کہ'' آپ نے دوشنبہ کے دن پندرہ ربیع الاول ۱۰۸۶ھ میں جرعہ جام بقا
نوش فرمایا'' یہ بھی خلاف واقعہ ہے۔

اسی طرح اور کتابوں میں شاہ دولہ دریائی گجراتی کا جو خاندان یا نسب بتایا گیا ہے
وہ بھی نہ جانے کہاں سے لاکر ادھر ملا دیا گیا مثلاً خزینۃ الاصفیاء جلد دوم میں آپ کا شجرہ
نسب بہلول لودھی سے جا ملایا اور شجرہ طریقت سہروردی کر گیا جو یوں دیا ہے کہ شاہ دولہ
مرید و خلیفہ شاہ سید اسرمتؒ کے وہ مرید شاہ مونگاؒ کے وہ مرید شاہ کبیر کے وہ مرید شیخ شہر اللہ
کے وہ مرید شیخ لطف اللہ کے وہ مرید پیر برہان کے وہ مرید شیخ صدرالدین کے وہ مرید شیخ
بدرالدینؒ کے وہ مرید شیخ اسماعیل قریشی کے وہ مرید صدرالدینؒ کے وہ مرید شیخ رکن الدینؒ
کے وہ مرید شیخ صدرالدین عارفؒ کے اور وہ مرید شیخ غوث بہاءالدین ذکریا ملتانی کے''

خاندانی نسب بھی متضاد اور شجرہ طریقت بھی بالکل مختلف نہ جانے کس دولہ دریائی
گجراتی کو پیش کیا جا رہا ہے ایک اور شاہکار اے۔سی۔ایلیٹ کے مضمون ''شاہ دولہ کی
داستان'' کا یہ اقتباس بھی ملاحظہ ہو'' آپکی پیدائش عہد اکبری (۱۵۸۱ء) میں ہوئی باپ کا
نام عبدالرحیم خان لودھی ہے جو سلطان ابراھیم لودھی کے اخلاف میں سے تھا اور بہلول
لودھی کا پوتا تھا بہلول شاہ کی وفات ۸۹۴ھ (۱۴۸۸ء) میں ہوئی اسطرح شاہ دولہ کا تعلق
پٹھان قبیلے سے بنتا ہے لیکن گجرات کے گوجروں کا کہنا ہے کہ وہ ان کے قبیلے سے تعلق رکھتے

Marfat.com

ہیں والدہ کا نام نعمت خاتون تھا جو سلطان سارنگ گکھڑ کی پوتی تھیں''

ان حوالوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ تمام تفصیلات کسی اور شاہ دولہ کے بارے میں ہیں جو عہد اکبری میں پیدا ہوئے جہانگیر' شاہجہان اور پھر اورنگ زیب عالمگیر کے سترھویں سال جلوس میں وفات پائی نسباً پٹھان اور ماں کی طرف سے گوجر' طریقت میں سہروردی۔

مقامات محمود میں نواب معشوق یار جنگ نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کو قادری نسب اویسی طریق پر حاصل ہوئی گجرات میں بڑے پیر کے حکم پر آئے آپکا ایک مزار احمد آباد گجرات (بھارت) میں ہے اور ایک شہر گجرات پنجاب (پاکستان) میں ہے اور اس کی ایسی ہی حقیقت ہے جیسے کہ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ کا ایک مزار پانی پت میں ہے اور دوسرا کرنال میں یا جیسے کہ حضرت علی مرتضٰی حیدر کرار کا ایک مزار مشہد (نجف) میں ہے اور دوسرا افغانستان میں ہے''

''احوال العارفین'' میں ہے کہ ''آپکو شیخ المشائخ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بہت زیادہ عقیدت تھی جس کی وجہ سے روحانی طور پر اویسی نسبت نصیب ہوئی اور سلسلہ قادریہ میں ذکر اذکار کی تلقین کا حکم ہوا اور یہی آپکے سلسلہ میں رائج ہے''

یہ وہ داستانیں ہیں جو تحقیق کے راستے کا پتھر ہیں لیکن بحرحال مختلف کتب کے حوالے سے جو مطالعہ کا نچوڑ حاصل ہوا وہ ریاض مفتی صاحب کے مضمون کی صورت سامنے آرہا ہے لیکن اس میں بھی بعض مقامات پر ریاض مفتی صاحب کے قدم لڑکھڑا گئے جس پر وہیں گرفت بھی کردی گئی یہ مضمون کالج میگزین میں شائع ہوا تھا وہ بتاتے ہیں۔

شاہ دولہ گجراتی (کاٹھیاواڑی) کا نام سید کبیر الدین کبیر الاولیاء ابن سید موسیٰ حنبلی بغدادی ہے جائے پیدائش بغداد اور سن پیدائش ۵۰۰ھ ہے ان کے والد سید موسیٰ پیر بغدادی شیخ محی الدین ابومحمد عبدالقادر جیلانیؒ کے خاص دوست تھے شاہ دولہ کو بھی شیخ جیلانی سے ارادت تھی'' شیخ اپنی کتاب کرتبہ الوحدت میں لکھتے ہیں۔

میں نے بتاریخ انیسویں ماہ رجب ۵۲۱ھ بروز پنج شنبہ بعد نماز مغرب سید کبیر

Marfat.com

الدین شاہ دولہ بن حضرت سید سعید موسی الحنبلی دوست عمومی حقیقی اپنے کو بیعت توبہ سے مشرف کر کے تعلیمات کیفیات باطن سے بہرہ مند کیا اور ترقی کیفیات باطن میں متوجہ کیا''

اس واقعہ کی تصدیق شاہ دولہؒ نے اپنی تصنیف تحفۃ الارواح میں فرمائی میں بائیس سال کی عمر میں بتاریخ انتیس ماہ رجب ۵۲۱ھ بروز پنجشنبہ بعد نماز مغرب بیعت توبہ سے حضرت قطب ربانی غوث صمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبد القادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین الحسنی والحسینیؒ کے ہاتھ پر مشرف ہوا اور تعلیمات کیفیات باطن سے بہرہ مند ہو کر ترقی باطن کی طرف مصروف ہو گیا''

اس کے بعد کرتبہ الوحدت میں اسطرح ہے نو ماہ ذی القعدہ ۵۴۸ھ بروز دوشنبہ بعد عصر محفلِ عام میں سامنے بٹھلا کر بیعت امامت وارشاد سے مشرف کیا کلاہ جو اپنے شیخ حضرت ابو سعید مبارک بن علی مخزومیؒ سے ملی تھی اور آپ تک سلسلہ بہ سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پہنچی تھی اپنے ہاتھ سے شاہ دولہ کے سر پر اڑھائی اور عمامہ اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور خطاب قطب الاسرار حبیب کے ساتھ سند خلافت دی''

اس واقعہ کی تصدیق تحفۃ الارواح اسرار غوث اکبر من تصنیف سید کبیر الدین شاہ دولہ سے بھی ہوتی ہے اسی کتاب میں یہ بھی مذکور ہے شیخ نے سند خلافت کے ساتھ دو غلام عبد الغفور ابدال اور شاہ منور علی عطا فرمائے۔

''حقیقت گلزار صابری'' میں ہے کہ ''حضرت شاہ دولہ حسب الحکم سید عبد القادر جیلانیؒ بغداد میں حضرت سیف الدین عبد الوہابؒ صاحبزادہ کلاں کو صاحب سجادہ کر کے بلدہ گجرات تشریف لے آئے کہ واقع سرحد ولایت افاغنہ میں ہے''

جناب ریاض مفتی صاحب نے یہاں لکھا ہے کہ الفاظ بلدہ گجرات سے دھوکہ ہوا اور مفتی احمد یار خان صاحب غلط فہمی کا شکار ہو گئے انہوں نے گجرات کو پنجاب کا گجرات سمجھ لیا اور شاہ دولہ گجراتی (پنجاب) کو کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی (بغدادی/کاٹھیاواڑی) جانا اسی لیے انہیں غوث الاعظمؒ کا خلیفہ اعظم کہا حالانکہ وہ صاحب تحفۃ الارواح تھے جو سیدنا غوث الاعظم کے

Marfat.com

وصال کے بعد گجرات (کاٹھیاواڑ) جوان دنوں پٹھانوں کی سرحد پر واقع تھا تشریف لے گئے۔

میں یہاں یہ بات سمجھنے سے قاصر ہوں کہ آخر پنجاب کے تمام تذکرہ نویس اور سیرت نگار اس بات پر کیوں مصر ہیں کہ شاہ دولہ دریائی گجراتی کو کاٹھیاواڑی ثابت کرنا چاہتے ہیں اور گجرات پنجاب میں واقع مزار پر سید کبیر الدین کبیرالاولیاء شاہ دولہ دریائی گجراتی کا نام لکھا ہونے کے باوصف انہیں کبھی لودھی پٹھان قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو کبھی گکھڑوں کو انکی ننھیال بتایا جاتا ہے اور کبھی شجرہ طریقت ہی بدل کر سہروردی قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔

خود ریاض مفتی صاحب بھی یہاں پٹڑی سے اتر رہے ہیں کہ بلدۂ گجرات پنجاب (پاکستان) نہیں بلکہ اس سے مراد گجرات کاٹھیاواڑ (بھارت) مراد ہے۔ نہایت سادہ سی بات ہے کہ بلوہ کا لفظ شہر کے معنوں میں مستعمل ہے نہ کہ صوبہ کیلئے؟ یقیناً یہ لفظ شہر کیلئے استعمال کیا جاتا ہے تو بلدہ گجرات سے شہر گجرات مراد لیں گے یا بھارت کا صوبہ گجرات؟ پھر ریاض مفتی صاحب کی جغرافیہ کے بارے میں بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ گجرات سرحد افاغنہ پر واقعہ ہونا بتایا گیا جسے اٹھا کر آپ نے بھارتی صوبہ گجرات قرار دے دیا جو کہ تاریخ اور جغرافیائی دونوں حوالوں سے غلط ہے۔ بھارتی گجرات کے شمال میں راجپوتانہ ' جنوب اور جنوب مغرب میں بحیرہ عرب / بحر ہند مغرب میں صوبہ سندھ رہا ہے۔ افاغنہ کی سرحدیں پنجاب (پاکستان) سے ہمیشہ ملتی رہی ہیں۔ لہذا یہاں گجرات پنجاب ہی مراد لیا جائے گا۔ اور شاہ دولہ دریائی کو پنجاب بدر کرنا سخت تاریخی جھوٹ ہے۔

ایک بات اور وہ یہ کہ دولہ دریائیؒ کا مزار احمد آباد گجرات (بھارت) میں بتایا جا رہا ہے جبکہ یہ بھی تاریخی طور پر غلط ہے کیونکہ شاہ دولہ دریائیؒ نے ۱۰۷۳ھ میں وصال فرمایا جبکہ شہر احمد آباد کا اس وقت وجود بھی نہ تھا۔

''خلاصۃ التواریخ'' کے مطابق سلطان احمد بن سلطان محمد بن سلطان مظفر نے ۸۱۳ھ میں سریر آرائے سلطنت گجرات ہو کر دریائے سابرمتی کے کنارے مضبوط قلعہ تعمیر

Marfat.com

کیا اور عمدہ عمارتوں سے ایک وسیع شہر کی بنیاد ڈالی اور اس شہر کا نام احمد آباد رکھا۔

گویا تعمیر شہر سے دوسو دس سال قبل ہی احمد آباد کو آپکا مسکن قرار دیا جانا زبردست تاریخی مغالطہ ہے ایک اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ ابتدأ جو تذکرے آپؒ کے بارے میں کرامت ناموں یا کسی اور حوالے سے لکھے گئے وہ آپ کی حیات ظاہری کے حیرت انگیز واقعات کا نثری یا منظوم مجموعہ نہیں۔ ان میں مشتاق رام کا کرامت نامہ آپ کی وفات کے پینتالیس سال بعد لکھا گیا ایک اور کرامت نامہ شرافت نوشاہی کا مملوکہ بتایا جاتا ہے جو ہو بہو مشتاق رام کے کرامت نامے کی نقل ہے تیسرا نسخہ خواجہ ثناء اللہ ساکن جلال پور جٹاں گجرات کی تالیف ہے سرورق پر سال تصنیف ۱۲۷۹ھ دیا ہوا ہے۔ یہ کرامت نامہ شاہدولہ کے وصال کے دوسو سال بعد لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ سب جس شاہدولہ کو پیش کرتے ہیں وہ کوئی اور شاہدولہؒ ہیں کیونکہ خلاصۃ التواریخ میں آپکا وصال ۱۰۸۵ھ یعنی عہد عالمگیری میں بتایا گیا ہے کرامت نامہ چراغ قادری میں ۱۰۸۶ھ عہد شاہ عالم میں لکھی گئی کتاب فرحت الناظرین (کرامت نامہ مشتاق رام کی ہم عصر) میں تئیسویں جلوس ۲۳س ج عالمگیری میں وفات پانا درج ہے اور مزار پر ۱۰۸۵ھ لکھا گیا ہے۔

اصولاً تاریخ وصال کتبہ مزار پر درج ہوتی ہے لیکن جب پہلی بار آپکے مرید بھاون نے آپکا مزار بنوایا تو کسی کتبے کے موجود ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا پھر جب ۱۸۶۷ء میں اسے قدرے بلند کر کے بنایا گیا کیونکہ رفتار زمانہ کے ساتھ اطراف کی سطح زمین بلند ہوتے ہوتے مزار کے برابر پہنچ چکی تھی اور سیلاب کے دنوں میں قریبی دریائے چناب کے بپھرے ہوئے پانی سے بچانا بھی مقصود تھا لیکن اس دوسری تعمیر کے وقت بھی کسی کتبے کے وجود کا پتہ نہیں چلتا پھر موجودہ گنبد نما عمارت ۱۸۹۸ء میں تعمیر ہوئی اور اب پہلی بار آپ کے نام کی تختی لگائی گئی۔

یہ تمام تفصیل اس بات کی غماز ہے کہ اس مزار کو درحقیقت کوئی شناخت نہ کر سکا اور آپکو قریبی دور کا ولی اللہ قرار دینے اور انکے مسلک و مشرب اور حسب و نسب کو اپنے اپنے

Marfat.com

زاویۂ نظر کے مطابق ڈھالنے کی سعی کی جاتی رہی۔

پروفیسر صوفی عابد سلطانی کے مرشد سرکار حضرت سلطان الصوفیاء شاہ محمد سلطان میاں شہر سبحانی الجیلانی چھٹے جانشین جانشینان مسند غوث اعظمیہ بسلسلۃ الذہب قدس اللہ سرہ اپنے مریدوں کے ساتھ ایک مرتبہ گجرات تشریف لے گئے اور مزار شاہ دولہ پر بھی حاضری دی تو وہاں وہ درود قادریہ لکھا ہوا دیکھا جو مرشد سرکار تعلیم فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک مرید نے مرشد سرکار سے دریافت کیا کہ یہ تو ہمارے سلسلہ کا درود شریف ہے۔ آپؒ نے فرمایا یہ بھی تو ہمارے پیران شجرہ میں شامل ہیں پھر فرمایا کہ شاہ دولہ پیران پیر کے حکم پر یہاں تشریف لائے اور تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا نیز سلسلہ قادریہ کو بھی فروغ بخشا۔ آپ کے بعد پیران پیر کے بھانجے اور مرید حضرت شاہ منور علی بھی یہاں تشریف لائے تو آپ نے تبرکات غوثیہ از راہ عقیدت واحترام شہزادہ غوث اعظم کی خدمت میں پیش فرمادیئے۔

اس واقعہ سے یہ تصدیق ہوتی ہے کہ آپکے اخلاف میں سے ایک صاحب نظر ہستی نے یہ تصدیق فرمادی کہ شاہ دولہ کا مزار یہی ہے اور یہی غوث الاعظم کے خلیفہ ہیں اور انہی کے حکم پر گجرات تشریف لائے دوسرا ثبوت آپکے حق میں یہ ہے کہ آپکے ارشادات و تعلیمات پر مشتمل ایک قلمی نسخہ ''سیر السلوک الی ملک الملوک'' کے نام سے دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری میں ہے جو عربی میں ہے اس کے مندرجات اس ابواب پر مشتمل ہیں اس کتاب سے بھی صاحب کتاب کے تبحر علمی اور فیض صحبت کی طرف اشارے ملتے ہیں۔ جبکہ مقامی تذکروں میں شاہ دولہؒ کو یتیم' بے سہارا اور حصول علم سے بے بہرہ بتاتے ہوئے ایک مست الست درویش کا مرید وخلیفہ بتایا گیا لہذا پھر کہنا پڑے گا کہ یہ کوئی اور بزرگ ہونگے جبکہ موجودہ مزار شاہ دولہؒ بغدادی ہی کا ہے اس میں اب کوئی شبہ نہیں رہا۔

آخر میں ایک بات اور جو دنیا کے کسی بزرگ کے یہاں نہیں دیکھی گئی سوائے شاہ دولہ کے اور وہ یہ کہ والدین کا منت پوری کرنے کیلئے پہلا بچہ شاہ دولہ کے مزار پر چھوڑ جانا اور یہ بچہ چھوٹے سر والا گونگا اور بہرہ ہوتا ہے نیز کمزور بھی اس بارے میں کوئی وضاحت کسی تذکرے یا کرامت نامے میں ملتی ہے نہ ہمعصر وقائع نگاروں کے یہاں اس کا کوئی

Marfat.com

ذکر آتا ہے عہد جہانگیری میں ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے محیر العقول واقعات ملتے ہیں۔ شاہ دولہ کے چوہوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

سینہ بہ سینہ چلنے والی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اولاد سے محروم والدین آپکی بارگاہ میں رب سے سفارش کرنے کیلئے آئے تو آپ ان سے وعدہ لیتے کہ پہلا بچہ ہمیں دو گے اور جب پہلا بچہ پیدا ہوتا تو وہ چھوٹے سر والا گونگا بہرہ اور مسلوب الحواس کمزور وناتواں اور ایک قسم کا بوجھ۔ ایسے بچوں کو گھر میں رکھنا بھی والدین کے لئے بڑا صبر آزما ہوتا۔ لہذا شاہ دولہ کے دامن رحمت کے سوا ان بچوں کا اور کوئی ملجا و ماویٰ نہ تھا۔

لیکن اس منت اور وعدے کی کوئی سند کہیں سے نہیں ملتی پھر اس سے بڑھ کر یہ کہ اس شکل وصورت اور حالت کے بچے کی ولادت کیونکر ممکن ہے؟ کیا ماں نے اس قسم کی کوئی تصویر اپنے خیال میں بٹھا رکھی تھی؟ کہ قدرت نے ویسا ہی بچہ دیا یا شاہ دولہ کا کوئی روحانی تصرف تھا کہ جس کے نتیجہ میں دعا کرانے والی خواتین کے یہاں ایسے بچے پیدا ہوں اور پھر وہ مجبوراً ان بچوں کو دربار شاہ دولہ میں ڈال جاتے ہوں۔

حقیقت جو کچھ بھی ہو اللہ بہتر جاننے والا ہے لیکن معاملات کی تحقیق و جستجو کی دعوت تو خود اللہ نے قرآن پاک میں جا بجا دی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے عجیب الخلقت بچے صرف گجرات' پنجاب یا پاکستان ہی میں نہیں بلکہ پورے یورپ اور امریکہ میں بھی پیدا ہوتے ہیں ان ترقی یافتہ ممالک میں ایسا کیوں ہے؟ اہل مغرب نے اس بارے میں تحقیق کا بیڑہ اٹھایا اور میڈیکل سائنس نے ان پر حیرت انگیز انکشافات کئے پروفیسر شریف کنجاہی نے نیشنل بک فاونڈیشن کی مطبوعہ کتاب Cell Biology میں Micro Cephalogy کے بارے میں بیان کردہ کو بڑی وضاحت سے پیش کیا ہے جس سے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

تولید و توارث

1 - تولید و توارث سے تعلق رکھنے والے ان جسموں کو انگریزی میں Cromosomes (جو جوڑا جوڑا ہوتے ہیں) کہتے ہیں۔ جب اس میں ایک تیسرا شامل ہوتا ہے تو اسے سہ زوجی (Trisomy) کہتے ہیں اسکے نتیجہ میں مرکزی نظام

Marfat.com

عصبی متاثر ہو کر دماغی نقص کا باعث ہوتا ہے۔ اس طرح مرکزی نظام عصبی کی ناقص نمو کے نتیجہ میں بچہ کا سر چھوٹا ہو جاتا ہے۔ اس طرح بچہ شکم مادر میں ہی خورد سر ہو جاتا ہے۔ نیز علم الارحام سے متعلق بیشتر کتابوں میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ بعض وائرس کی وجہ سے شکم مادر میں ہی بچہ خورد سر ہو جاتا ہے۔ نیز ماں کا دوران حمل مرگی کے دوروں کا مریض ہونے پر بھی نومولود اسی طرح متاثر ہو جاتے ہیں۔

بہر حال یہ ایک طبی مسئلہ ہے اس پر گفتگو کی تفصیل میں جانا ہمارا موضوع نہیں ہے اس لئے اس گفتگو کو یہیں پر ختم کرتے ہیں۔

وصال صد ملال

سید کبیر الدین کبیر الاولیاء شاہ دولہ گجراتی نے ۲۲ شعبان ۱۰۷۵ھ میں وصال صد ملال فرمایا۔

مزار شریف

آپکا مزار مبارک شہر گجرات پاکستان میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

خلفائے کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں حضرت سید منور علی شاہ الہ آبادیؒ آپ کے خلیفہ ہیں۔

چوں شاہ دولہ باعزت و جاہ
زدنیا رفت در فردوس شاداں
بسرو شداند تاریخ و صالش
کہ شاہنشاہ دولہ قطب دوراں
ایضاً ولی اللہ دولہ کہ ازا دست بود
بزکرش شب و روز ہما دست بود
خرد خواست از وصالش خبر
سردشش بگفتہ خدادوست بود

Marfat.com

سیدنا حضرت شیخ شاہ منور علی قادری بغدادی الہ آبادی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۱۹۱ھ ہجری)

ولادت باسعادت

حضرت شاہ منور علی الہ آبادیؒ کی ولادت ۱۱ رمضان المبارک ۴۹۱ھ میں کہنہ بغداد میں ہوئی۔

شجرہ نسب

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے شاہ منور علی بن سید عبداللہ بن سید عبدالرحمٰن بن سید عثمان بن القاسم جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ حضرت شاہ منور علی نے اپنی کتاب فخر العفیف میں لکھا ہے۔

''اٹھائیس برس کی عمر میں بتاریخ اکیس ماہ ذوالحجہ ۵۱۹ھ بروز یکشنبہ بعد نماز مغرب سید عبدالقادر جیلانیؒ کے ہاتھ پر بیعت توبہ سے مشرف ہوا بائیس برس وضو کرانے کی خدمت پر مامور رہا بتاریخ ۲۷ ماہ شوال ۵۴۱ھ بروز چہار شنبہ وقت ظہر حضرت ممدوحؒ کو وضو کرا رہا تھا میں نے عرض کی یا حضرت! آب حیات کی کیا کیفیت ہے حضرت ممدوح نے ایک جرعہ آب سیدھے ہاتھ میں لے کر فرمایا اس وقت فقیر کے ہاتھ میں ساڑھے چھ سو برس کی عمر کا آب حیات ہے تو نوش کر لے میں نے اُسی وقت نوش کر لیا۔ اس وقت میری عمر پچاس سال تھی بتاریخ نویں ماہ ذیقعدہ ۵۴۸ھ بروز دوشنبہ وقت عصر سے حسب حکم جناب ممدوحؒ جناب کبیر الدین شاہ دولہ گجراتیؒ نے مجھے سترہویں ماہ ربیع الاوّل ۵۸۷ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر بیعت خلافت وارشاد سے مشرف کیا۔ یہ واقعہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے وصال کے سولہ سال بعد کا ہے۔

اس کے بعد شاہ دولہ نے مجھے اپنی کلاہ مبارک اور ایک دعائے حرز یمانی کی

Marfat.com

عنایت فرما کر الہ آباد بھیج دیا اور خود حسب الحکم سید عبدالقادر جیلانیؒ کے بغداد شریف میں حضرت سیف الدین عبدالوہابؒ صاحبزادہ کلاں کو صاحب سجادہ کر کے بلدہ گجرات تشریف لے آئے کہ واقع سرحد ولایت افاغنہ پر ہے'' (حقیقت گلزار صابری)

حضرت شاہ منور کے پاس بھی دو سجادے تھے ایک خاندانی اور دوسرا مرشد کا عطا کردہ آپؒ نے الہ آباد میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا اور تقریباً چھ سو برس یہاں بسر فرمائے۔ جب پیرانہ سالی کے سبب نقاہت جسمانی بڑھتی گئی تو ایک گھوارے کو مستقل مسکن بنالیا۔

آپ کے مریدین کا حلقہ بہت وسیع ہے جن میں حضرت شیخ شاہ محمد صاحبؒ اور شیخ شاہ عالم دہلویؒ آپ کے ان قابل خلفاء میں سے ہیں جن کی بدولت یہ سلسلہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔

مزار

آپ کا مزار الہ آباد (بھارت) میں مرجع خلائق ہے۔

خلفاء کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپکے خلفاء کرام میں حضرت شیخ شاہ عالم دہلویؒ زیادہ مشہور ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال:

شاہ منور نور حق کے ترجماں
آسمان معرفت پر کہکشاں
اہل حق اہل نظر اور اہل دل
آپ کے در پر پڑے ہیں ہر ماں

☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت شیخ شاہ عالم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ شاہ سید منور علی الہ آبادیؒ کی حمیت میں رہے اوران سے بیعت ہو کر ذکر واذکار اور مراقبہ و چلہ کشی میں مصروف ہو گئے اور مجاہدہ شاقہ کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔

دہلی میں خانقاہ قائم کر کے دعوت وارشاد اور شریعت وطریقت کی تبلیغ میں سرگرم عمل رہے۔

مزار

آپ کا مزار اقدس دہلی (بھارت) میں مرجع خلائق ہے۔

خلفاء کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپ کے خلفاء کرام میں حضرت شیخ احمد ملتانی بہت مشہور رہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

شاہ عالم علم باطن کے امین
عارف باللہ رئیس المتقیں
قادری زنجیر کی ہیں اک کڑی
فقر کی مالا میں ہو جیسے نگیں
مانتیں ہیں آپ کو اہل زمیں

****

Marfat.com

حضرت شیخ احمد ملتانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ طریقت میں حضرت شیخ شاہ عالم دہلویؒ کے مرید وخلیفہ اور داتائے سرحد غوث الزمان جنید ثانی حصرت شیخ جنید پشاوریؒ کے پیرومرشد ہیں آپ ہی وہ عظیم المرتبت ولی اللہ ہیں جن کی ایک نگاہ کیمیا اثر سے داتائے سرحد کوتمام مدارج ومراتب روحانی طے کروادیئے۔آپ کوعلوم ظاہری وباطنی میں یدطولیٰ حاصل تھا۔آپ علم وفضل کے کوہ گراں اورزہدوتقویٰ کے پیکرجمیل تھے۔

مزاراقدس

آپ کا مزار مبارک قاسم باغ (قلعہ کہنہ) ملتان شریف میں مزارات حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی اور شاہ رکن عالم ملتانیؒ کی درمیانی سڑک پرواقع مدرسہ حامدیہ کے احاطے میں ہے۔آپ ملتان شریف میں پیردربرشاہ کے نام سے معروف ہیں۔

قطعہ تاریخ وصال

شیخ احمد رونق ملتان ہیں
شیخ جی ملتان کی پہچان ہیں
قریہء قریہء ہے گواہ اس بات کا
شیخ احمد صاحب فیضان ہیں

٭٭٭٭

Marfat.com

حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ
(المتوفی ۱۱۶۲ ھجری)

حامداً ومصلیاً مخدوم الاولیاء سلطان الاصفیاء حضرت قبلہ عالم امام العارفین حجتہ الکاملین شیخ جنید پشاوری قدس سرہ العزیز اس قدسی گروہ کے سرخیل ہیں جو حضور پرنور شافع یوم النشور رحمت عالم نور مجسم نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال محبت اور اتباع سے ولایت الٰہیہ کے بلند و برتر مقام پر فائز المرام ہو کر نیابت جلیلہ کے عالی منصب پر سایہ فگن اور متمکن ہوئے کائنات کی ہر چیز میں ذات حق شانہ' کا مشاہدہ آپؒ پر غالب تھا جسے تصوف کی اصطلاح میں فنافی اللہ کہا جاتا ہے اور یہ مقام اس وقت تک نہیں ملتا جب تک انسان اپنی صفات کو صفات حق شانہ' میں فنا نہ کر دے۔

اسم شریف

آپؒ کا نام نامی و اسم گرامی جنید ہے' زہد و تقویٰ کی بدولت حضرت شیخ جنید کہلائے' پشاور میں سکونت کی نسبت سے اہل پشاور آپؒ کو از راہ خلوص و عقیدت حضرت شیخ جنید پشاوریؒ کے دل پسند نام سے یاد کرتے ہیں۔

القاب

داتائے سرحد نائب غوث الاعظمؒ غوث الزمان' شیخ المشائخ' جنید ثانی' بحر معانی' سنگ پارس' قبلہ عالم' امام العارفین' حجتہ الکاملین کے ارفع و القاب زبان زد عام ہیں۔

ولادت باسعادت

آپؒ کی ولادت باسعادت ستائیس (۲۷) رجب المرجب بروز شنبہ (ہفتہ) ایک ہزار اُنہتر (۱۰۶۹) ہجری مطابق بائیس (۲۲) اپریل سولہ سو انسٹھ (۱۶۵۹) عیسوی کو ہوئی۔

جائے پیدائش

آپؒ بمقام حیدر آباد (باب الاسلام صوبہ سندھ) میں پیدا ہوئے۔

آپؒ مولداً حیدر آبادی، مسکناً پشاوری' مذہباً حنفی، طریقتاً قادری، استفادتاً اویسی اور مشرباً محمدی تھے۔

Marfat.com

تعلیم

آپؒ نے سب سے پہلے قرآن پاک حفظ کیا' آپؒ نے اپنے وقت کے جیّد علمائے کرام سے تعلیم حاصل کی اور صاحب سلوک وطریقت مشائخ عظام سے مستفیض ہوئے' اسی لئے اس پاک اور صاحب معرفت وطریقت کے نور سے روشن اور منور ماحول میں پرورش پانے والا یہ نوجوان بھی اپنے وقت کا کامل اہل دل اور اہل نظر بنا جس کی پوری زندگی عرفان الٰہی کی خوشبوؤں سے بسی ہوئی تھی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی کہ "ہند سے مجھے خوشبو کی مہک آرہی ہے" کیونکہ داتائے سرحد جیسی ہستیوں نے تاریک دلوں میں نور عرفان کے فانوس روشن کردیئے اور اخلاق وکردار کی شمشیر سے ارواح پر سکہ جمایا۔

طریقیہ اویسیہ

روح سے فیض حاصل کرنے کو اصطلاح صوفیہ میں اویسی طریقہ کہتے ہیں اس سلسلہ کے سردار حضرت خواجہ اویس قرنیؓ (م ۳۷ھ بمطابق ۶۵۷ء) ہیں اور جیسا کہ حضرت اویس قرنیؓ نے باطنی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت سے فیض حاصل کیا تھا اسی طرح اویسی بزرگ بعض انبیاء کرامؑ اور صوفیائے عظامؒ کی روح سے فیض لیتے ہیں۔

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں:

"قومے از اولیاء اللہ باشد کہ ایشاں را مشائخ طریقت وکبرائے حقیقت اویسیاں نامند وایشان را در ظاہر احتیاج بہ پیرے نہ بودز یرا کہ ایشان را حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا روحِ ولی از اولیاء حق در حجر عنایت خود پرورش میدہد بے واسطہ غیرے چنانکہ اویس قرنیؓ راداد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و این مرتبہ عالیہ است" (ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشأء"

اولیاء اللہ میں سے ایک گروہ وہ ہوتا ہے کہ مشائخ طریقت اور کبرائے حقیقت ان کو اویسی نام سے یاد کرتے ہیں اور بظاہر ان کو کسی پیر کی ضرورت نہیں ہوا کرتی اس لئے کہ ان کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اولیائے حق میں سے کسی ولی کی روح بغیر کسی واسطہ کے اپنی آغوش عنایت میں پرورش دیتی ہے جیسا کہ حضرت اویس قرنیؓ کو رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پرورش دی اور یہ

Marfat.com

بہت بلند مرتبہ ہے“
(اللہ جسے چاہے اپنا فضل عطاء فرماتا ہے۔)

اویسی اولیائے کرام ارواحِ مقدسہ سے براہِ راست فیض حاصل کرتے ہیں اور اگر چہ بظاہر ان کو کسی پیر کی ضرورت نہیں ہوتی تاہم نسبت باطنی اور خرقہ خلافت کی سند کو قائم رکھنے کے لئے وہ ظاہری طور پر بھی کسی سلسلہ تصوف کے ساتھ منسوب ہوتے ہیں اور جس طرح علم کے حصول کیلئے استاد کی ضرورت ہوتی ہے اس طرح عرفان کے حصول کیلئے مرد کامل واکمل کی ضرورت ہوتی ہے عرفان کی تبلیغ ہر مسلمان پر فرض ہے لیکن اس کی اہلیت کیلئے خود عارف ہونا ضروری ہے۔

؎ کیے ہیں فاش رموز قلندری میں نے
کہ فکر مدرسہ و خانقاہ ہو آزاد

بیعت

آپؒ نے اس دور کے ایک ولی کامل حضرت شیخ میاں عبدالحئیؒ سندھی نقشبندیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ان کی صحبت میں روحانی فیض حاصل کیا اور ان کے دست حق پرست پر گیارہ سو تین (۱۱۰۳) ہجری میں بیعت فرمائی، اس وقت آپؒ کی عمر شریف چونتیس (۳۴) برس تھی۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار انند — کہ برند از رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را
از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شان — می برد وسوسۂ خلوت و فکر چلہ را
قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن وقصور — حاشاللہ کہ بر آدم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیل چساں بگلد ایں سلسلہ را

آپؒ کو نمود و نمائش سے بچپن ہی سے نفرت تھی اسی طرح آپؒ دنیاوی آرام و راحت سے بھی بیزاری ظاہر کرتے تھے جس طرح بہت سے اور بزرگوں کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ شروع ہی سے اس قسم کے انسان تھے جن پر ”ہونہار بروا کے چکنے چکنے

پات'' کی ضرب المثل صادق آتی ہے اسی طرح آپؒ کے متعلق بھی بتایا جاتا ہے کہ آپ زیادہ تر گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر مراقبہ فرماتے۔

معمولات

آپؒ فرائض واجبات، اور مستحبات کی بڑی پابندی فرماتے تھے، نوافل کا خاص طور سے اہتمام فرماتے تھے، آپؒ کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت، وظائف و اوراد فرماتے تھے، تہجد کی نماز کبھی ناغہ نہ کرتے تھے، رمضان المبارک میں پوری رات عبادت فرماتے تھے، اکثر تہجد کے بعد مراقبہ میں مصروف ہو جاتے یہاں تک کہ فجر کی نماز کیلئے مسجد تشریف لیجاتے، وہاں اشراق تک مراقبہ میں رہتے اور دیگر وظائف پڑھتے گویا ہمہ وقت روحانی حضوری رہتی اور مرشد کامل واکمل کے آرزوئے دیدار میں مضطرب رہتے۔

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کیں دولت از گفتار خیزد

خلافت

آپؒ نے گیارہ (۱۱) برس کی شبانہ روز زہد وتقویٰ اور ریاضات ومجاہدات کے باعث جب منازل تصوف وسلوک طے فرمالیں اور ''فنافی الشیخ'' کی منزل بھی طے کر چکے تو گیارہ سو چودہ (۱۱۱۴) ہجری میں پیرو مرشد نے سلسلہ نقشبندیہ مبارکہ میں خرقۂ خلافت عطا کیا، اس وقت آپؒ کی عمر شریف پینتالیس (۴۵) برس تھی۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

مرشد کامل کا انتقال پرملال

آپؒ کے پیرو مرشد حضرت شیخ میاں عبدالحئی سندھی نقشبندیؒ گیارہ سو سترہ (۱۱۱۷) ہجری میں جہان فانی سے پردہ فرما گئے۔

صورت از بے صورتی آمد بروں
باز شد انا الیہ راجعوں

Marfat.com

سجادہ نشینی

پیرومرشدؒ کی وفات کے بعد آپؒ اُن کے سجادہ نشین مقرر ہوئے اور مخلوق خدا کو شریعت وطریقت کی تعلیم اور رہبری فرمانے لگے' اس وقت آپؒ کی عمر مبارک اڑتالیس (۴۸) برس تھی۔

سندھ کو خیر باد

آپ نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے اور مخلوق خدا کو مشائخ کرام کے طرز پر شریعت وطریقت کی دعوت وتبلیغ دینے کے ارادہ سے سندھ سے ہجرت فرمائی۔

مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں آمد

ملتان شریف کی پاک سرزمین اولیا اللہ کا مسکن ہے اسی لئے اس کو مدینۃ الاولیاء بھی کہتے ہیں سرزمین ملتان وہ سرزمین ہے جہاں غوث، قطب، ابدال شیخ الاسلام' علمائے کرام' فضلاء' اور اولیاء کبار کے مزارات پر انوار اور مدرسے موجود ہیں علم و دانش کے میکدے آباد ہیں' فکرونظر کے آستانے موجود ہیں اور بقول البیرونی ''ملتان مرکز علم و دانش ہے'' ملتان شریف کی فضا اسلامی مزاج میں ڈھلی ہوئی ہے۔اس لئے حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ فرماتے ہیں:

ملتان مابہ جنت اعلیٰ برابر است آہستہ پابنہ کہ ملک سجدہ می کند

اس وقت قطب ربانی حضرت شیخ احمد ملتانیؒ سلسلہ عالیہ قادریہ مبارکہ میں شیخ طریقت تھے' آپ نے ان کے دست حق پرست پر بیعت کی' کچھ عرصہ آپؒ نے مرشد کامل واکمل کی صحبت عالیہ میں بسر کیا جب سلوک کی منازل طے فرمالیں تو مرشد عالی نے خلافت کے عظیم منصب جلیلہ سے سرفراز فرمایا۔

قادری را قرب حق بشد عطا شد مشرف روح با شرف لقاء

قادری مرشد کی قوت تسخیر کے بارے میں حضرت سلطان الفقر سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت سلطان باہوؒ فرماتے ہیں'' قادری مرشد کے ہر دو جہاں جن وانس

Marfat.com

تابع و غلام ہیں'' مزید فرماتے ہیں ''قادری طریقت آفتاب کی طرح ہے اور دوسرے طریقے چراغ کی مانند' پس چراغ کی کیا مجال کہ آفتاب کے سامنے روشن ہو'' آپؒ کے بقول گو سب طریقے اپنے آپ کو محمد ﷺ مشرب بتاتے ہیں کیونکہ سب اسی پاک شجر طوبیٰ کی شاخیں ہیں اور اسی سے نکلتے ہیں لیکن دراصل محمدﷺ مشرب صرف طریقہ قادریہ ہی ہے اور بس باقی سب طریقے اس کے تابع اور فروع ہیں۔ جیسا کہ اس پاک طریقے کے سردار اور عظیم پیشوا سلطان الاولیاء محبوب سبحانی قندیل نورانی ہیکل یزدانی قطب ربانی حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

وکل ولی لہ قدم و انی علی قدم النبی بدر الکمال

''ہر ولی کا ایک خاص قدم ہے لیکن میرا قدم اپنے جد امجد حضور پرنور شافع یوم النشور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پر ہے'' اور جس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الانبیاء ہیں اسی طرح حضرت محبوب سبحانی غوث اعظم سید الاولیاء ہیں۔

جب حضرت شیخ جنید پشاوریؒ قادری مشرب سے سیر ہو گئے تو حضرت شیخ احمد ملتانیؒ نے ملتان سے پشاور جانے کے لئے فرمایا۔ آپؒ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث کی عملی تفسیر تھے [1] ''اشریعۃ اقوالی و الطریقۃ افعالی و الحقیقۃ احوالی و المعرفۃ سری'' یعنی شریعت میرے اقوال کا نام ہے' طریقت میرے اعمال' حقیقت میری باطنی کیفیت اور معرفت میرا راز ہے۔

پشاور میں آپؒ کا تقرر حضرت ابوالبرکات سید حسن بادشاہ قادری گیلانیؒ جن کا وصال گیارہ سو پندرہ (۱۱۱۵) ہجری اور حضرت حافظ عبدالغفور نقشبندیؒ المتوفی گیارہ سو سولہ (۱۱۱۶) ہجری کے بعد ہوا یہ تقرری روحانی طور پر تھی آپؒ نے اس جگہ پر قیام فرمایا تھا جہاں پر اب آپؒ کا مزار پر انوار مرجع خلائق ہے۔ حضرت علامہ اقبالؒ لاہوری فرماتے ہیں:

[1] یہ حدیث مبارکہ علماء دیوبند کے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے شرح مثنوی میں نقل کی ہے۔

Marfat.com

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

عطار ہو' رومی ہو' زاری ہو' غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

جب انسان اس راستے میں گامزن ہو جاتا ہے تو ایک مقام آتا ہے جس کے بارے میں حضرت علامہؒ کہتے ہیں:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

حضرت شیخ جنید پشاوریؒ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق تھا آپؒ حسن واخلاق کے پیکر' بنی نوع انسان کے سچے ہمدرد اور مخلص' خیر خواہ' بڑے متقی' پرہیز گار' متواضع' قناعت پسند' منکسر المزاج' خوش طبع' درویش کامل واکمل' مشفق و مہربان' اپنی ذات میں ایک انجمن' ایک تحریک اور غوث زمانہ تھے۔

آپؒ علوم ظاہری کی تحصیل و تحقیق میں جو وقت صرف کرتے تھے اس کا واحد مقصد اپنی عملی زندگی کو شریعت کے مطابق قائم کرنا تھا آپؒ صرف صداقت عمل کے علمبردار تھے جس مقام یا گوشہ سے حق وصداقت کا نور چمکتا دیکھتے تھے اس سے اپنے سینہ دل اور عمل کو منور کر لینے میں عار نہ سمجھتے تھے آپؒ بیک وقت عامل قرآن و حدیث اور فقہ تھے آپؒ فقہائے اُمت کی پیروی میں دل وجاں سے کوشاں تھے فعل جملہ آپؒ شریعت حقہ کا عملی نمونہ تھے" خذ ما صفا و دع ما کدر" ہر وقت آپؒ کے ملحوظ خاطر تھا۔

اوائل عمر ہی سے آپؒ شریعت و طریقت کے میدانوں کے شہسوار تھے ایک ہاتھ میں اگر عمل بر کتاب وسنت کی ڈوری کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے تو دوسرے ہاتھ میں آداب واشغال طریقت کی ڈور کو' جب سے آپؒ نے میدان طریقت میں قدم رکھا گو آپؒ اس وقت بچے ہی تھے آپؒ نے سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے ہر وقت پاس انفاس ملحوظ تھا جہاں آپؒ میں عبادت وریاضت کا شوق تھا وہاں اپنے شیخ کی پاسداری اور ان کی صحبت انتہا کو پہنچی ہوئی تھی آپؒ کو کلام پاک کی قرأت کا بھی بہت شوق تھا صحت قرأت کو جان ودل سے عزیز رکھتے تھے اور اس کی تحصیل میں ہر ممکن کوشش کرتے۔

Marfat.com

آغاز زندگی سے اختتام زندگی تک آپؒ کی سب سے نمایاں خصوصیت تقویٰ تھی تقویٰ کے لفظی معنی خشیت الٰہی کے ہیں اور اس کا زیادہ تر تعلق قلب سے ہے جوں جوں قلب انوار و خشیت الٰہی سے پر ہوتا جاتا ہے اسی قدر ظاہری اعمال میں احتیاط بڑھتی جاتی ہے اس شعبہ زندگی میں آپؒ اپنے وقت کے جملہ اکابردین سے ممتاز نظر آتے ہیں۔

حسن صورت

آپؒ نہایت حسین و جمیل صورت و شکل کے مالک تھے جو ایک بار اس روحانی صورت کو دیکھ لیتا تھا ہمیشہ کیلیئے اس کا ہو جاتا۔

حسن سیرت

آپؒ کو خیر خواہی کی صفت اللہ جل شانہٗ نے اتنی ودیعت فرمائی تھی کہ ہر ایک کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی سے پیش آتے تھے اسی طرح خواہ کوئی امیر ہو یا غریب، صغیر ہو یا کبیر، اعلیٰ ہو یا ادنیٰ ہر ایک کے لئے آپؒ کا لطف اور کرم عام تھا۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہتے ہیں کہ عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے' آپؒ میں اللہ جل شانہٗ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہ عشق ان کی صورت و سیرت کا نور' ان کے قول و فعل کا مقصود اور ان کی زندگی کا اصل سرمایہ تھا' ان سے یہ روشنی و خوشبو لاکھوں نے پائی۔

شاھنشہ ارض و سماء — بلغ العلےٰ بکمالہ
وُصف رخِ اُو والضحیٰ — کشف الدجےٰ بجمالہ
قرآن با اخلاقش گواہ — حسنت جمیع خصالہ
صد قاً یقیناً راسخاً — صلو علیہ و آلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آپؒ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آپؒ کے سامنے آپؒ کے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آجاتا تو آپؒ کے چہرہ کا رنگ خوشی سے کھل جایا کرتا تھا۔

Marfat.com

عادات وخصائل

آپ عادات وخصائل میں صحابہ رضوان اللہ علیھم کی مثل تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی تصویر تھے۔ جملہ عادات وخصائل میں اسوہ طیبہ آپ کے پیش نظر تھا مصائب ومشکلات پر صبر کامل، ہر قول وفعل میں راستبازی، غصہ ورنج میں تحمل وبردباری، جہاد بالنفس میں نہایت شدت، کذب وافترا اسے مکمل اجتناب، محاسبہ احوال میں سختی، عمل پر استقامت ومداومت، عمل پر عزیمت وشریعت، فیضان میں سخاوت، مزاج میں استقلال، خطاؤں سے درگذر، ضرورتمند کی حاجت روائی، مہمانوں کی خاطر ومدارات، حسن خلق اور سلوک، فہم وفراست میں یکتائی، اعمال وحالات میں اخفاء، نمازوں میں کامل حضوری و خلوص، حضوری دوام، شب بیداری، متابعت سنت میں تیز گامی، بدعات سے سخت پرہیز، کم سخنی، اعمال میں تقویٰ، خوش لباسی وخوش وضعی، شکل وصورت میں وجاہت، کھانے پینے میں نہایت درجہ احتیاط، لہو ولعب سے سخت نفرت، ضرورتوں میں قناعت، طبیعت میں فقر، حد درجہ صفائی جانوروں پر نہایت شفقت، حقوق خلق کی محافظت، آپ کی عادات وخصائل میں سے چند ہیں آپ کے خصائل حمیدہ کی تابندگی سے اہل فقر وتصوف تازگی پاتے تھے۔

خلوت گاہ تبرکات:

آپؒ کی خانقاہ اور ذاتی مکان محلّہ پھمن پٹوئی علاقہ گنج (پشاور شہر) اپنے وقت کی سب سے آباد اور مشہور خانقاہ تھی جہاں پر عوام الناس آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور دعائیں لیکر رخصت ہوتے اسی مکان پر حضرت شیخ محمد صدیقؒ بشونڑی بھی حاضر خدمت ہوئے آپؒ سے بیعت فرمائی اور آپؒ نے کمال مہربانی فرما کر انؒ کو سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں خرقہ خلافت عطا فرمایا (الحمدللہ ان کے وسیلے سے آج حضرت شیخ جنیدؒ پشاوری کے فیض کے چشمے ملک کے طول وعرض اور دوسرے ممالک میں جاری وساری ہیں، اللہ جل شانہٗ ان کی تُربت مبارک کو تا قیامت اپنے نُور سے ماموررکھے' آمین' حضرت شیخ جنید پشاوریؒ کا تکیہ مبارک تین صدیوں سے یہیں پر محفوظ ہے۔

Marfat.com

سرکاری محکمہ مال کے دستاویزات کے مطابق سجادہ نشینان حضرت شیخ جنید پشاوری کا سلسلہ نسب

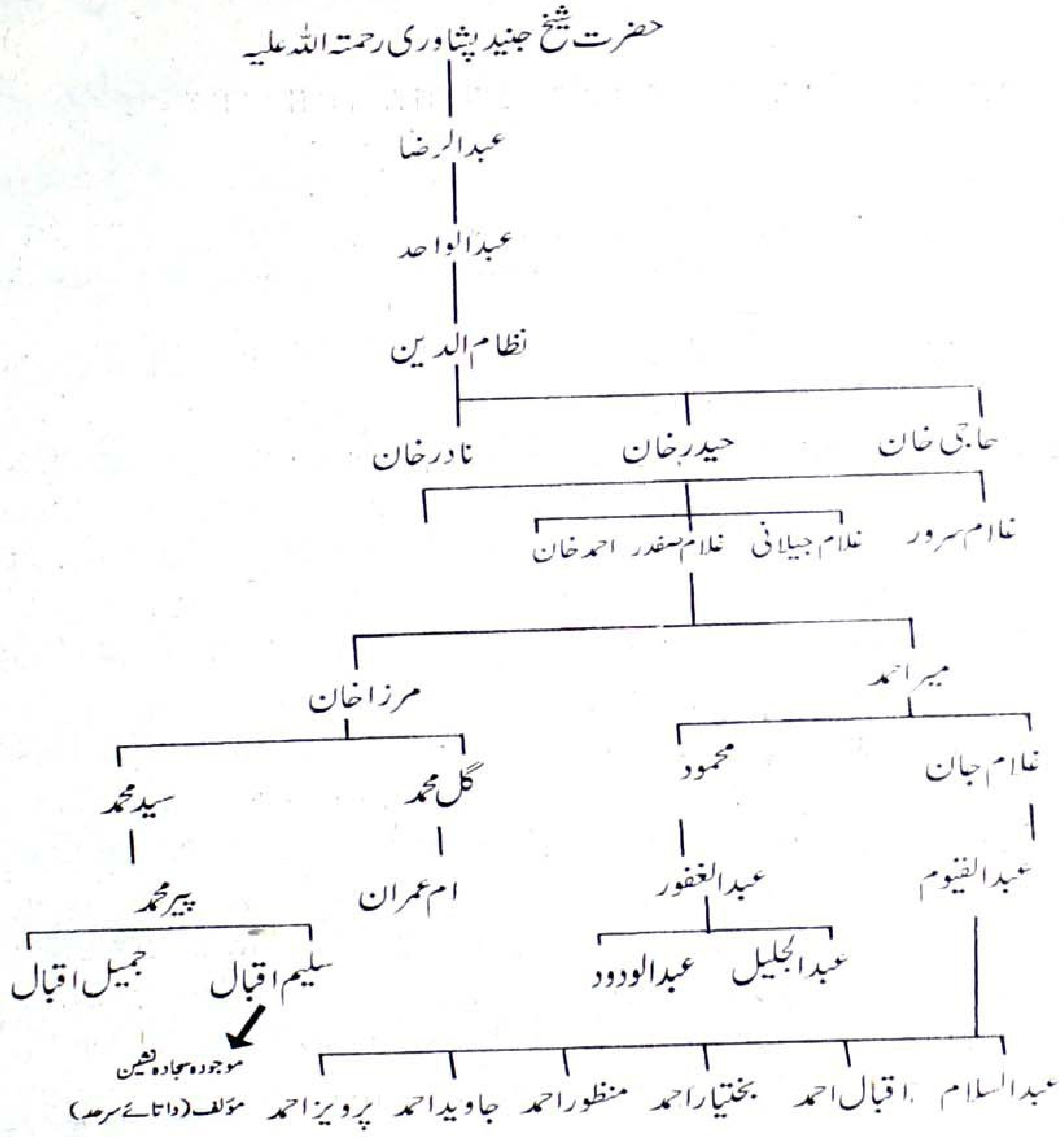

مستجاب الدعوات

آپؒ بڑے مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات تھے آپؒ کی نظر کیمیا اثر تھی کوئی اگر فیض حاصل کرنے کیلئے آپؒ کے پاس آتا تو اس کو ایک ہی آن میں صاحب حال بنا کر فرش سے عرش پر پہنچا دیتے تھے۔ آپؒ کا فیض، فیض عام تھا اور اس عصر کے تمام عارفوں اور اولیاء اللہ نے اس سے حصہ پایا لیکن آپ کا ورثہ بہ تمام وکمال حضرت بشونڑی بابا جیؒ ہی کے سپرد ہوا جس کے صرف وہ ہی اہل اور مستحق تھے داتائے سرحد نے یہ نورانی دولت حضرات مشائخ کی صحبتوں میں رہ کر اور حضرات قدسی کی روحانیتوں کی امداد سے برسوں میں جمع کی تھی لیکن آپ نے یہ تمام نورانی سرمایہ حضرت بشونڑی بابا جیؒ کو ایک قلیل مدت میں منتقل کر دیا اور انہوں نے یہ بار امانت اس طرح اٹھایا کہ کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی۔

Marfat.com

برسوں کی مسافتیں لمحوں اور گھنٹوں میں طے ہوگئیں اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب داتائے سرحد جیسے میدان حقیقت کے شاہسوار رہبری فرمائیں اور ان جیسی قابل و ذی قدر ہستی اس میدان میں قسمت آزمائی کرے۔

کرامات

سید الطائفہ حضرت شیخ جنیدؒ بغدادی سے کسی شخص نے سوال کیا کہ میں ایک مدت تک آپؒ کی خدمت اقدس میں حاضر رہا لیکن اس تمام عرصہ میں میں نے آپؒ سے کسی خرق عادت یا کرامت کا ظہور ہوتے نہیں دیکھا کہ یہی نشانِ کمال ہے حضرت سید الطائفہؒ نے اس سے دریافت کیا کہ اس تمام عرصہ میں تم نے مجھ سے کوئی فعل شریعت حقہ کے خلاف سرزد ہوتے دیکھا اس نے عرض کیا جہاں تک میں قیاس کرتا ہوں آپؒ کے تمام افعال شریعت کے عین مطابق پاتا ہوں حضرت جنیدؒ بغدادی نے فرمایا کہ شریعت حقہ کی پاسداری سے زیادہ کمال اور کیا ہوسکتا ہے جہاں تک حضرت شیخ جنیدؒ پشاوری کی سوانح حیات پر نظر ڈالی جاتی ہے تو آپؒ کی تمام زندگی کا مقصود و ماحصل حضرت شیخ جنید بغدادیؒ کا پرتو معلوم ہوتا ہے۔

آپؒ مصدر کرامات تھے پشاور شہر کا ہر عام و خاص آپؒ کے فیوضات باطنی وظاہری اور کمالات ولایت کا معترف ہے اگر آپؒ کی کرامات کو جمع کیا جائے تو ایک الگ مضمون بنتا ہے اس جگہ آپؒ کی مشہور و مقبول کرامت تحریر کی جاتی ہے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ کرامات اولیاء کرام حق ہیں قرب نوافل کے ذریعے اولیاء اللہ پر کام یعنی سماعت بصارت چھونا چلنا پھرنا عرضیکہ ان کے سب کام مشیت الٰہی کے تابع ہوتے ہیں محکماء حق اہلسنت والجماعت اولیاء کرام سے کرامات کا صدور مستحسن امر سمجھتے ہیں۔

حضرت شیخ جنید پشاوریؒ کے ارفع القاب میں ایک لقب ''سنگ پارس'' ہے اور اس کے متعلق ایک مشہور واقعہ زبان زد عام ہے وہ یہ کہ ایک حجام آپ کی حجامت کی خدمت پر مامور تھا اس نے آپ کی کافی عرصہ خدمت کی ایک دن اُس نے دست بستہ عرض کی کہ سرکار ہم پر بھی نظر کرم فرمائیں اور داتائے سرحد کی ایک نظر عنایت سے (جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آپ کو عنایت تھا) اُس حجام کے وہ تمام اُسترے جو آپ کے بدن

Marfat.com

مبارک سے مَس ہوئے تھے سونا بن گئے اسی حجام نے قصہ خوانی میں ایک مسجد تعمیر کرائی پشاور کے باسی اوراہل تصوف اس مسجد کواب بھی نائی مسجد کہتے ہیں۔

درس وتدریس

آپ نے محلّہ باقر شاہ علاقہ گنج (پشاور شہر) کے ایک مکان کو درس وتدرس کیلئے مخصوص کررکھا تھا مکان کے اس کمرے کو جہاں آپ درس قرآن فرماتے صاحب خانہ کی اولاد نے ابھی تک اُسے محفوظ رکھا ہوا ہے۔

وصال پُر ملال

یہ امر واقع ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کا کام دنیا میں اپنی حد پر پہنچ کر اختتام کی سرحدوں کو چھونے لگتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتہ اجل کو حکم فرماتا ہے کہ جاؤ اور میرے مقرب بندے کی روح نہایت آرام اوراحترام سے قبض کرلو چنانچہ بحکم الٰہی فرشتہ اجل آتا ہے اوراللہ کے بندے کی روح پھول سے خوشبو کی طرح قفس عنصری سے نکال لیتا ہے اوریوں نہایت خاموشی اورسکون کے ساتھ مقرب اللہ اپنے گرد جمع پروانوں کو آہوں اور سسکیوں کے شوروغل میں چھوڑ کر خالق حقیقی کی رحمت وشفقت کے سایوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محو استراحت ہوجاتا ہے ان ہی مردان مومنین کیلئے شاعر نے کیا خوب کہا کہ

آہستہ رکھ قدم کے تہہ خاک لوگ ہیں
بے باک ہو کے سوتے ہیں یہ پاک لوگ ہیں

مردان خدا اپنی تمام زندگی یاد الٰہی میں رہ کر بسر کرتے ہیں اور حقیقت آشنائی کیلئے صائم الدہراور قائم الیل بن کر خالق ومالک حقیقی کے جلوؤں کی رعنائی سے اپنے قلب وروح کو منور کرتے ہیں ان نفوس قدس کے عمل اور کردار کی بدولت طالبان حق وصداقت اپنے قلوب کو سیراب کرتے ہیں ان کی حسین حیات میں ان کے دامن سے وابستہ رہ کر شریعت وطریقت کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور جب یہ لوگ اس دنیا سے پردہ فرماجاتے ہیں تو پھران کی قبور مرجع خلائق بن جاتی ہیں اور پروردگار عالم اپنی قدرت کاملہ سے ایسے مومنین کی قبور سے قربت رکھنے والوں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا ہے اوراس حقیقت کووہ ہی لوگ جانتے ہیں جو چشم بصر رکھتے ہیں۔

Marfat.com

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

چنانچہ حضرت شیخ جنید پشاوریؒ بھی اپنے رب کی بندگی کا حق ادا کرنے کے بعد اختتام حیات کی سرحد پر ۲۸ شوال المکرم ۱۱۶۲ھ کو طالبان حق و صداقت اور متلاشیان معرفت کو خیر باد کہتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ظاہری الفاظ میں حضرت اقدس دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کے جسم اطہر کو زمین کے سپرد کر دیا گیا لیکن کیا وہ زیر زمین دفن ہیں؟ ظاہری آنکھوں کو تو یہی نظر آئے گا لیکن حقیقت میں وہ بقائے دوام حاصل کر چکے ہیں ایسی بزرگ و برتر ہستیاں خلق اللہ کی امداد و اعانت کو عموماً اور اپنے یاروں کی اعانت کو خصوصاً پہنچتی ہیں بلکہ جب تک وہ زندگی کی قید و بند میں گرفتار رہتی ہیں وہ اپنی نقل و حرکت میں اتنی آزاد نہیں ہوتیں لیکن جب وہ واصل بحق ہو جاتی ہیں تو جسم کی پابندیوں سے آزاد ہو جاتی ہیں اور جہاں جس وقت جس صورت میں چاہیں پہنچ سکتی ہیں ہزاروں میلوں کے فاصلے پر سات سمندر پار کہساروں کی چوٹیوں پر لق و دق ریگستانوں میں۔ پہاڑوں کی سر بفلک بلندیوں پر ان کے دامنوں میں۔ تموج خیز سمندروں اور باد و باران کے طوفانوں میں خاکدان ارض کی گہرائیوں میں اور آسمان کے سیاروں میں جنت کے باغوں میں اور اعلیٰ علیین کے مقاموں میں غرضیکہ کسی جگہ کوئی رکاوٹ ان کے راستہ میں حائل نہیں ہو سکتی اور چشم زدن میں جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ اس دعویٰ اور بیان کی تصدیق کی چنداں ضرورت نہیں جو صاحب یقین ہیں وہ ان باتوں پر ایمان کامل رکھتے ہیں اور ان کے لئے ایسے احوال و کرامات کو پیش کرنے کی حاجت نہیں جن سے ان کی تصدیق ہوتی ہو۔

[1] سینہ بہ سینہ روایات کے مطابق حضرت جنید پشاوریؒ کی نماز جنازہ حضرت شیخ میاں محمد عمر چمکنیؒ نے پڑھائی حضرت میاں صاحب داتائے سرحد کے ہمعصر ولی اللہ تھے

---

[1] بعض لوگ اولیاء اللہ کی کرامات اور حیات بعد وفات سے منکر ہیں جو کہ مسلک اہلسنت و الجماعت کے کو عقائد حق کے خلاف ہیں۔

اللہ کے محبوب بندے انبیاء اور اولیاء کا اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا حق ہے اور یہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام علماء و بزرگان دین کا عقیدہ ہے۔

Marfat.com

سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت جی صاحب اٹک سے بیعت تھے بڑے عابد اور زاہد اور صاحب تصرفا تبزرگ تھے۔لیکن ان کو مقام غوثیت داتائے سرحد کے آستانہ عالیہ سے مرحمت ہوئی۔اس سلسلہ مبارکہ کے مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ حضرت میاں صاحب نے جب داتائے سرحد کو قبر میں اُتارا تو ان کو قبر یعنی نئے گھر میں دائمی زندگی پر مبارکباد دی۔

ا۔ حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیائے کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں۔(ابن ماجہ۔مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا یہی عقیدہ ہے کہ انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں دنیاوی زندگی کی حقیقت کے ساتھ زندہ ہیں اور صحابی رسول حضرت ابودرداؓ نے اس حدیث شریف کو روایت کیا تو ان کا بھی یہ عقیدہ ثابت ہوا کہ انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

۲۔ حضرت ملا علی قاریؒ (متوفی ۱۰۱۴ھ) حدیث مذکور کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں ''انبیائے کرام کی دنیوی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے محبوب بندے مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں''۔ (مرقاۃ جلد۲)

حضرت ملا علی قاریؒ کی تحریر سے ان کا عقیدہ کھلم کھلا ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں بلکہ اللہ کے دوسرے محبوب بندے بھی نہیں مرتے صرف دار فانی سے دار بقا کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔

۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ والد ماجد شاہ عبدالرحیمؒ فرمایا کرتے تھے کہ جن دنوں اورنگزیب اکبرآباد میں تھا میں محتسب لشکر مرزا زاہد ہروی سے کچھ اسباق پڑھتا تھا اسی بہانے میں اپنے والد کے ہمراہ اکبرآباد گیا سید عبداللہ بھی سید عبدالرحمٰن کی رفاقت کے سبب وہاں موجود تھے وہاں انہیں ایک عارضہ ہو گیا اور رحمت حق سے واصل ہوئے انہوں نے وصیت کی تھی کہ مجھے مسکینوں کے قبرستان میں دفن کرنا تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا میں بھی اس دن شدید بیمار تھا۔جنازے کے ساتھ جانے کی سکت نہیں تھی۔جب میں تندرست ہوا اور چلنے پھرنے کی طاقت پیدا ہوئی تو ایک ایسے شخص کے ساتھ جو ان کے جنازے و دفن میں موجود تھا زیارت و برکت کیلئے ان کے مزار مبارک کی طرف چل پڑا یہ ان کی آخری وصیت کا کمال تھا کہ میرے ساتھی کافی غور و فکر کے

Marfat.com

جواب میں داتائے سرحد نے جوکہ دنیا فانی سے پردہ فرما چکے تھے حضرت میاں صاحب کو مقام غوثیت کی خوشخبری دی۔

باوجودان کی قبرنہیں پہچان سکے۔ آخراندازے سے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا میں وہاں بیٹھ کر قرآن پڑھنے لگا میری پشت کی طرف سے سید صاحبؒ نے آواز دی کہ فقیر کی قبرادھر ہے لیکن جو کچھ شروع کر چکے ہو اسے وہیں تمام کرلو اور اس کا ثواب اسی قبر والے کو بخشو جلدی مت کرو جو کچھ پڑھ رہے ہو اسے انجام تک پہنچاؤ۔ یہ سنکر میں نے ساتھی سے کہا اچھی طرح غور کرو سید صاحبؒ کی قبر وہی ہے جدھر تم نے اشارہ کیا یا میری پیٹھ کے پیچھے ہے؟ تھوڑی دیر سوچ کر کہنے لگا میں غلطی پر تھا حضرت سید صاحبؒ کی قبر تمہارے پیچھے ہے میں اسی سمت ہو کر بیٹھا اور قرآن پڑھنا شروع کیا اسی اثنا میں دل گرفتہ اور غمگین ہونے کے سبب اکثر مقامات پر قواعد قرأت کی رعایت نہ کر سکا قبر میں سے آواز آئی کہ فلاں فلاں جگہ پر تساہل سے کام لیا ہے قرأت کے معاملے میں جزم واحتیاط کی ضرورت ہے (انفاس العارفین)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے یہ واقعہ کتاب میں لکھ کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ اللہ کے محبوب بندے وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ رہتے ہیں اور وقت ضرورت دنیا والوں سے بات چیت کرتے ہیں۔

بعض لوگ مزارات پر جانے سے مسلمانوں کو منع کرتے ہیں۔ یہ لوگ خود تو گمراہ ہیں دوسرے مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان لوگوں سے بچیں اور صحیح عقائد جان کر اپنے سنی مسلمانوں کو ان گمراہ لوگوں سے بچائیں۔

قبروں کی زیارت کرنا اور ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے اس کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ اور بزرگان دین کا عقیدہ جانیئے۔

۱۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا (اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ) ان کی زیارت کرو (مسلم، مشکوٰۃ)

محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاریؒ اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت سے قرب کے سبب اس اندیشہ سے حضور نے پہلے قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا کہ لوگ ان کے ساتھ پھر کہیں جاہلیت والا رویہ نہ اختیار کرلیں پھر جب اسلام کے قوانین سے لوگ خوب آگاہ ہو گئے تو آپ نے قبروں کی زیارت کیلئے اجازت دیدی۔ (اشعۃ اللمعات)

Marfat.com

انا للہ و انا الیہ راجعون

مطلع دیں کے قمر حضرت شیخ جنیدؒ بحر حکمت کے گہر حضرت شیخ جنیدؒ
اہل دل صاحب نظر حضرت شیخ جنیدؒ راہ ہستی کے خضرِ حضرت شیخ جنیدؒ

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ''جس رات کو رسول اللہ ان کے یہاں قیام فرماتے تو آخر رات میں اٹھ کر مدینہ کے قبرستان میں تشریف لے جاتے۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

۳۔ حضرت محمد بن لقمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''جو اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرے یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کے دن تو اسے بخش دیا جائے گا اور اسے نیکی کرنے والا لکھا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے نزدیک قبروں کی زیارت جائز ہے بلکہ جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرے وہ بخش دیا جائے گا۔

۴۔ حضرت علامہ ابن عابدین شامیؒ (متوفی ۱۲۵۳ھ) تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعیؒ نے فرمایا کہ '' میں امام ابوحنیفہؒ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس آتا ہوں تو جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو حاجت جلد پوری ہو جاتی ہے۔ (ردالمختار)

اس تحریر سے حضرت امام شافعیؒ کا یہ عقیدہ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کی زیارت کیلئے جانا' صاحب مزار سے برکت حاصل کرنا اور ان کے مزارات کے پاس جا کر دعا کرنا اور صاحب مزار کو حاجت روائی کا ذریعہ ٹھہرانا جائز ہے۔

۵۔ حضرت عارف باللہ علامہ صاوی مالکیؒ آیۃ کریمہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں ''اولیاء اللہ کی زیارت کے سبب مسلمانوں کو اس خیال سے کافر کہنا کہ ان کی زیارت عبادت غیر اللہ ہے واضح گمراہی اور کھلی ہوئی ہلاکت ہے (اولیاء اللہ کی زیارت عبادت غیر اللہ) ہرگز نہیں بلکہ یہ الحب فی اللہ میں سے ہے۔ (تفسیر صاوی)

Marfat.com

مزارِ پُر انوار

چہ جائیکہ آپ کو وصال فرمائے ہوئے تین صدیاں گزر چکی ہیں لیکن آج بھی آپؒ کا مزار اقدس تقریباً تین (۳) صدیوں سے مرجع خلائق ہے ملک کے گوشے گوشے سے ہزاروں عقیدت مند آپؒ کے مزار مبارک پر حاضری دیتے ہیں اور نذارنہ عقیدت پیش کرتے ہیں حضرتؒ کے فیضان کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا آپؒ کے مزارِ پُر انوار پر حصول سعادت و فیضان کیلئے سلسلہ عالیہ قادریہ' نقشبندیہ' سہروردیہ اور چشتیہ مبارکہ کے مشائخ عظام' علمائے حق اہلسنت والجماعت' فقیر' درویش قلندر' مست مجذوب' دنیادار' دیندار' جوق در جوق آرہے ہیں۔اور اپنے اپنے دامن مراد سے بھر بھر کر لے جا رہے ہیں۔

عُرس مبارک

ہر سال آپؒ کی تاریخ وصال اٹھائیس (۲۸) شوال کو آپ کا عرس مبارک منعقد کیا جاتا ہے جس میں قرآن خوانی' محفل ذکر' مواعظہ حسنہ' محفل نعت پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود سلام کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

دیگر محافل

☆ ہر جمعرات (شب جمعہ) بعد نماز مغرب ذکر الٰہی و نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' اور درود سلام کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

☆ ہر ماہ چاند کے دوسرے جمعۃ المبارک کو بعد نماز عصر ختم غوثیہ شریف کی محفل منعقد کی جاتی ہے۔

☆ ماہ ربیع الاول میں رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

☆ ماہ جمادی الثانی میں سیدنا محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا عرس پاک

Marfat.com

(گیارھویں شریف) منایا جاتا ہے۔

☆ ماہ رجب المرجب میں جشن شب معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں محفل پاک ہوتی ہے۔

☆ ماہ شعبان المعظم میں شب برات کی محفل پاک منائی جاتی ہے۔

☆ ماہ رمضان المبارک میں تراویح میں سات (۷) ختم القرآن پاک کیے جاتے ہیں ستائیسویں شب (لیلۃ القدر) میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

ان تمام محافل کا اہتمام درگاہ شریف کے سجادہ نشین جو عرف عام میں خلیفہ صاحب کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں اپنے ذوق سلیم کے پیش نظر کرتے ہیں اور جن کی قسمت میں اقبال مندی لکھی ہوتی ہے۔ وہ بصد شوق ان محافل میں شرکت فرماتے ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ جنید پشاوریؒ کا دور اور گرد و پیش کے سیاسی اور مذہبی حالات

سیاسی حالات:

حضرت شیخ جنید پشاوریؒ حدود ۱۰۶۹ھجری بمطابق ۱۶۵۹ عیسوی میں پیدا ہوئے اس وقت سر زمین ہند میں سلطان محمد اورنگ زیب (م ۱۱۱۹ھ بمطابق ۱۷۰۷ء) برسر اقتدار تھےاورنگ زیب کی وفات کے بعدان کے بیٹے حصول اقتدار کی خاطر آپس میں دست و گریبان ہوگئے اس کشمکش میں ان کے بڑے بیٹے شاہ عالم بہادر اول (م ۱۱۲۳ھ بمطابق ۱۱۷اء) کو کامیابی حاصل ہوئی اور سلطنتِ ہند کا فرمانروابن بیٹھا شاہ عالم کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں تخت نشینی کے لئے خانہ جنگی کا آغاز ہوا جس کے نتیجے میں معزالدین جہاندارشاہ تخت نشین ہوا مگر صرف ایک سال برسر اقتدار رہنے کے بعد وہ بھی اپنے بھتیجے فرخ سیر (م ۱۱۳۱ھ بمطابق ۱۷۱۹ء) کے ہاتھوں مارا گیا۔

فرخ سیر اپنے دور میں فقط برائے نام بادشاہ تھا اصل اقتدار سادات بارہہ کے ہاتھوں میں تھا جن کو ہر وقت صرف اپنا اقتدار بچانے کی فکر دامنگیر رہتی تھی فرخ سیر کے بعد رفیع الدرجات (م ۱۱۳۲ھ بمطابق ۱۷۳۸ء) شاہ جہان ثانی (م ۱۱۳۲ھ بمطابق ۱۷۱۹ء) محمد شاہ (م ۱۱۶۲ھ مطابق ۱۷۴۸ء) احمد شاہ (م ۱۱۶۸ھ بمطابق ۱۷۵۴ء) عالمگیر ثانی (م ۱۱۷۴ھ بمطابق ۱۷۶۰ء) اور شاہ عالم ثانی (م ۱۲۱۸ھ بمطابق ۱۸۳۸ء) یکے بعد دیگرے تخت سلطنت پر متمکن ہوئے مگر ان میں سے پورے اختیار و اطمینان کے ساتھ حکومت کرنے کا موقعہ کسی کو بھی میسر نہ ہوااور بیشتر یا تو قید ہوئے یا قتل کر دیئے گئے۔

یہ زمانہ سیاسی اور مذہبی اعتبار سے انحطاط کا زمانہ تھا کیونکہ اس وقت ہند اور ایران کی دونوں عظیم سلطنتوں کا سیاسی ماحول نہایت سرعت کے ساتھ منہدم ہو رہا تھا جس کی وجہ سے گرد و پیش کی سیاسی فضاء انتہائی مکدر تھی دہلی سے لے کر حدود پشاور تک کا علاقہ سلطنت دہلی کے زیر تصرف تھا مگر بادشاہتوں میں آئے دن انقلابات تورانی اور ایرانی امراء

Marfat.com

کی مخاصمت، شیعیت وسنیت کی کشمکش اور مرہٹہ، جاٹ اور سکھ تحریکوں کی وجہ سے سلطنت مغلیہ کا آفتاب لب بام آچکا تھا مرکز کے کمزور ہو جانے کے باعث سارے ملک میں سیاسی نبرد آزمائی بدنظمی اور طوائف الملوکی کا دور دورہ تھا اور جس طرف بھی نگاہ اٹھتی تھی زوال ہی کے آثار نظر آتے تھے ملک کا اقتصادی ڈھانچہ اس حد تک تباہ ہو چکا تھا کہ احمد شاہ (متوفی ۱۱۶۸ھ بمطابق ۱۷۵۴ء) کے زمانہ میں تین سال تک فوجیوں کی تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں مجبوراً سپاہیوں نے ہنگامہ برپا کیا اور امراء کے محلات کے دروازے روک کر کھڑے ہو گئے ایک امیر کا جنازہ چار دن تک پڑا رہا اور سپاہیوں نے اس وجہ سے دفن نہ ہونے دیا کہ اس نے تنخواہیں ادا نہیں کی تھیں اور ایک موقعہ پر تو شاہی محلات کے ساز وسامان کی فہرست بنا کر دوکانداروں کو دی گئی تھی تا کہ اس کو فروخت کر کے فوجیوں کی تنخواہیں ادا کر دی جائیں اس تباہ حالی میں روز بہ روز اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ عالمگیر ثانی (متوفی ۱۱۷۴ھ بمطابق ۱۷۶۰ء) کے زمانہ میں ایک دفعہ حرم کی بیگمات نے بھوک کی شدت سے بیتاب ہو کر محل سے باہر نکل کر شہر میں جانے کا ارادہ کر لیا اور اس حالت اضطراب میں اپنی بے پردگی کا بھی خیال نہ رہا تھا۔ فوجی نظام بھی ناگفتہ بہ حد تک خراب تھا جس کی وجہ سے باغی اور سرکش عناصر سرگرم عمل تھے اور ہر جگہ ظلم وتشدد، لوٹ مار اور قتل وغارت گری کا بازار گرم تھا۔

دوسری طرف سر زمین ایران میں بھی شاہ عباس اعظم (م ۱۰۳۸ھ بمطابق ۱۶۲۸ء) کی وفات کے بعد صفوی حکومت زوال پزیر تھی اندرونی اور بیرونی حالت بد سے بدتر ہو رہی تھی مخالف عناصر مثلاً ازبک، ترک اور روسی، ایرانی حکومت کے خلاف تخریبی اور جارحانہ سرگرمیوں میں مصروف تھے کردوں نے اصفہان کے قرب وجوار میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا اس انتشار و بے چینی سے فائدہ اٹھا کر افغان سردار محمود بن میر ویس خان غلزئی (م ۱۱۳۷ھ بمطابق ۱۷۲۵ء) ایران پر حملہ آور ہوا جس کے حملے کی تاب نہ لا کر سلطان حسین نے ۱۱۳۵ھ بمطابق ۱۷۲۲ء میں بصد حسرت و یاس صفوی حکومت محمود افغان کے سپرد کر دی۔

Marfat.com

۱۱۳۹ھ بمطابق ۱۷۲۷ء میں نادر شاہ افشار سیاست ایران کے افق پر نمودار ہونے لگا اس نے ایک ڈاکو کی حیثیت سے اپنی زندگی کا آغاز کیا مگر بہت جلد ترقی کے بام عروج پر پہنچ کر فرمانروا بن گیا اور ۱۱۵۷ھ بمطابق ۱۷۳۵ء میں ایران کے بادشاہ کی حیثیت سے باقاعدہ اس کی تاجپوشی کی رسم ادا ہوئی۔

نادر شاہ دین و مذہب کی قیود سے آزاد ایک دنیا دار اور دنیا پرست حکمران تھا اور سیاسی اعتبار سے غیر معمولی شخصیت کا مالک تھا اس کا عروج ملک کے ایک نہایت پر آشوب دور میں ہوا مگر اس کے عزم و ہمت اور جنگی اوصاف نے اسے بہت جلد قوم کے ایک محبّ وطن ناجی کے مرتبے پر پہنچا دیا اور حیرت انگیز سرعت کے ساتھ وہ فوجی اور سیاسی کارنامے انجام دیئے جو شاذ و نادر دیکھنے میں آتے ہیں اس نے شکست خوردہ اور شکستہ دل اہل وطن کی ہمتوں کو بلند کیا اور سرزمین ایران کو ترکوں، روسیوں اور افغانوں سے خالی کرا لیا مگر بد قسمتی سے جلد ہی اس کی زندگی میں ایک زبردست انقلاب رونما ہوا اور مخلوق خدا پر ایسے وحشیانہ اور قابل نفرین مظالم ڈھانا شروع کئے جن پر یقین آنا مشکل ہے اور جس ملک کو غیروں سے بچایا اور عظمت و فلاح سے بہرہ مند کیا تھا اسے پھر سے بے پناہ مصائب و آلام میں مبتلا کر دیا اس کے ظلم و ستم اور سنگدلی کی اس سے بدترین مثال اور کیا ہو سکتی ہے کہ اپنے لخت جگر اور ولی عہد سلطنت رضا قلی مرزا کی آنکھیں نکلوا کر ہمیشہ کے لئے بصارت سے محروم کر دیا نادر شاہ کے ان مظالم کا اثر یہ ہوا کہ لوگ سخت خوف و ہراس کی زندگی گزارنے لگے یہاں تک کہ رعایا اس سے بہت بیزار و متنفر ہوئی اور اہل ایران جو اس کو آیت رحمت سمجھتے تھے موجب زحمت سمجھنے لگے نادر شاہ کا درباری منشی مرزا مہدی خان ایران کی اس حالت زار کی تصویر کشی کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ”ایرانی جو اس (نادر شاہ) کو فرشتہ رحمت سمجھے اور اس کی محبت کا نقش اپنی لوح دل پر کندہ کیا اس کی بادشاہی کے پودے کے پنپنے کے لئے دونوں ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے تا کہ امنگیں بر آئیں اور مرادوں کے بر لانے میں اس کی حکومت کے باغ کی آبیاری اپنی آنکھوں سے ابلتے ہوئے چشموں

Marfat.com

سے کی اور اس پاکیزہ باغ کے غنچے کی طرح بہار کے انتظار میں آنکھیں بے نور کر لیں آخر کار امید کے بر نہ آنے سے مایوسی کے عالم میں مصیبت میں پڑ گئے اور ایسی ہلاکت اور تلخ کامی میں گرفتار ہوئے جس سے نجات کی کوئی امید نہ رہی اور یوں جو چاہا تھا وہ نہ ملا اس کی خلافت کا زمانہ وبال جان بن گیا اور اس کی بادشاہت کے دن پریشانی اور خوف و ہراس کے دن تھے اس کے اپنے عروج کا عہد رنج واندوہ کا دور ثابت ہوا اور اس کی آسائش و آرام کے لوازمات ایرانی عوام کے دکھ درد کا سبب بن گئے۔

نادر شاہ نے ۱۱۵۰ھ بمطابق ۱۷۳۷ء میں قندہار پر لشکر کشی کی ۱۱۵۱ھ بمطابق ۱۷۳۸ء میں پشاور کے راستے ہندوستان کا رخ کیا اور اپنے روایتی تاخت و تاراج کے ذریعے دہلی تک اس پورے علاقے کو ایسا تہ و بالا کر دیا کہ سلطنت مغلیہ کی رہی سہی ساکھ بھی ملیا میٹ ہوگئی اور ہند کے مسلمانوں پر عرصہ حیات اتنا تنگ کر دیا کہ اکثر نے مجبور ہو کر ''جوہر'' کے ذریعے خود کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا تھا حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ (م ۱۱۷۶ بمطابق ۱۷۶۳ء) نادر شاہی یلغار کی تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں کہ'' خدا کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ نادر شاہ کی طرح عمل ہو کہ وہ مسلمانوں کو زیر بر کر گیا اور مرہٹہ اور جاٹوں کو سالم و غانم چھوڑ کر چلا گیا نادر شاہ کے بعد سے کفار قوت پکڑ گئے اور افواج اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور سلطنت دہلی بچوں کا کھیل بن گئی خدا کی پناہ! اگر کفار اسی حالت پر رہے اور مسلمان کمزور ہو جائیں تو اسلام کا نام ونشان بھی کہیں باقی نہ رہے گا''۔

مندرجہ بالا تاریخی حقائق سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس وقت اصفہان سے لے کر دہلی تک اس پورے خطۂ ارض میں امن وسکون کے آثار ناپید تھے اور ہر جگہ ظلم وستم کے مہیب سائے مسلمانوں کے سروں پر منڈلا رہے تھے، ۱۱۶۰ھ بمطابق ۱۷۴۷ء میں نادر شاہ کو فتح آباد (ایران) میں قتل کیا گیا۔

اس کے قتل کے بعد احمد شاہ درانی جو اس وقت نادر شاہ کے ہمرکاب تھے اپنا افغانی لشکر لے کر قندہار چلے آئے یہاں پہنچ کر افغان سرداروں کے ایک جرگہ میں ان کو پوری قوم

Marfat.com

کا متفقہ بادشاہ منتخب کیا گیا۔

احمد شاہ درانی کو خداوند تعالیٰ جل شانہٗ نے دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا ذاتی کردار اور دینداری میں ان کا مقام بہت بلند تھا وہ مذہباً سنی شریعت کے پابند اور ایک صوفی منش مسلمان تھے وہ نہ صرف خدا جوئی کا سچا ذوق رکھتے بلکہ اصول جہان بانی سے واقف نہایت بیدار مغز سیاست دان اور تجربہ کار مرد میدان بھی تھے یہی وجہ ہے کہ اپنی مومنانہ فراست اور مجاہدانہ شجاعت و مہارت کے بل بوتے پر بہت جلد تاریخ میں ایک نمایاں مقام حاصل کر لیا اور بقول سید ہاشمی فرید آبادی ''(احمد شاہ) وہ افغان سردار ہے جس کے اقبال کا ستارہ فراست نے چمکایا اور اس کی سپہ سالاری کو فن حرب کی مہارت نے چار چاند لگا دیئے''۔

بحیثیت بادشاہ اور کشور کشا احمد شاہ باباؒ کا ایک قابل افتخار کارنامہ یہ ہے کہ اپنے مدبرانہ قوانین وضوابط اور سیاسی حکمت عملی کے ذریعے یہاں کے مختلف النسل اور مختلف الخیال قبائل میں وحدت پیدا کی ان کی باہمی خانہ جنگیوں کو فرو کیا اور ان کے جنگجوئی کے جوش کو مخالفین اسلام کے خلاف جدوجہد میں لگا دیا اور اس طرح انہوں نے دنیا کے نقشے پر نہ صرف افغانستان کے نام سے مسلمانوں کی ایک آزاد حکومت کا نام ثبت کر دیا بلکہ کفار ہند کے فسادات کو مٹانے کی غرض سے پے در پے نو بار ہندوستان پر حملہ آور ہوئے تا آنکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے اور ۱۱۷۴ھ بمطابق ۱۷۶۱ء میں مرہٹوں اور جاٹوں کی مشترکہ قوت کو پانی پت کے میدان میں نیست و نابود کر کے رکھ دیا اور فتح کے بعد سلطنت مغلیہ کو اس کے اصل ورثاء کے حوالے کر کے خود اپنے دارالسلطنت لوٹ آئے مگر چونکہ مغلیہ سلطنت ہر لحاظ سے کمزور تھی اور زوال اس کا مقدر بن چکا تھا یہی وجہ ہے کہ احمد شاہ درانی کی ان تمام کوششوں کے باوجود بھی مغل فرمانروا اپنی حکومت کو سنبھالا نہ دے سکے اور بالآخر ان کو تخت دہلی سے دستبردار ہونا پڑا۔ ۱۱۸۶ھ بمطابق ۱۷۷۲ء میں احمد شاہ درانی کا وصال ہوا اور ان کی جگہ ان کے فرزند تیمور شاہ درانی (متوفی ۱۲۰۷ھ بمطابق ۱۷۹۳ء) تخت افغانستان پر جلوہ افروز ہوئے۔

Marfat.com

مذہبی حالات

سیاسی حالات کی طرح اس دور کے مذہبی حالات بھی نہایت حوصلہ شکن تھے برصغیر ہندو پاک افغانستان اور ایران کے مسلمان بہت مظلومیت اور بے بسی کی زندگی گزار رہے تھے سرزمین ہند ایران مذہبی اختلافات ومناقشات کی لپیٹ میں تھی اور موجودہ افغانستان اور صوبہ سرحد کے باشندے اس کشمکش سے بری طرح متاثر ہورہے تھے برصغیر میں آمدورفت کے لئے زمانہ قدیم سے صوبہ سرحد کو ایک اہم گزرگاہ کی حیثیت حاصل رہی ہے یہی وجہ ہے کہ مغربی جانب سے اسلام کے اکثر داعی ومبلغ اسی راستے سے ہوکر آئے اور بعد میں جو دوسرے فرقے یعنی معتزلہ' رافضیہ' جبریہ' باطنیہ' حلولیہ اور تناسخیہ وغیرہ پیدا ہوئے تو ان کے علمبردار بھی اسی علاقے سے ہوکر سرزمین ہند میں وارد ہوئے چنانچہ افغان لوگ ابتداء ہی سے اہل السنۃ والجماعۃ کے پیروکار تھے اس لئے دیگر عقائد کے مبلغین نے پہلے پہلے ان علاقوں کو دعوت وتبلیغ کا مرکز بنایا جہاں افغان آباد تھے چنانچہ ان عقائد کے داعی پیری مریدی کا لبادہ اوڑھ کر یہاں کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور اپنے عقائد کی اشاعت و پرچار کا آغاز کیا چونکہ اس دور کے افغان اسلام پسند اور مرد میدان تو تھے مگر ان کے ہاں اصحاب علم کی کمی تھی اس لئے دین کے شوق میں ہرکس وناکس کا اتباع کرکے ضلالت کی راہ پر گامزن ہوجاتے اور اس طرح لوگوں کے عقائد واعمال میں فساد رونما ہوکر بے راہ روی کا ایک سیلاب اُمڈ آتا تھا۔

حضرت شیخ جنید پشاوریؒ گیارہویں صدی ہجری کے وسط میں پیدا ہوئے اور بارہویں صدی ہجری کے آخر تک زندہ رہے گیارہویں صدی ہجری کے مذہبی حالات اس دور کے مشہور عالم اور روحانی پیشوا حضرت اخوند درویزہؒ (م ۱۰۴۸ھ بمطابق ۱۶۳۸ء) نے نہایت شرح وبسط کے ساتھ قلمبند کئے ہیں آپ کے بیانات سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس وقت پختونخوا میں آباد تمام افغان قبائل کی مذہبی حالت بہت کمزور تھی حضرت اس مذہبی زبوں حالی کا بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ" آج اکثر بلکہ تمام

Marfat.com

افغان لوگ دین کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہیں کیونکہ شریر لوگوں کی کثرت اور نیک لوگوں کی قلت کی وجہ سے تذبذب اور بے یقینی کے شکار ہیں (وہ نہیں جانتے) کہ کس کی پیروی اختیار کریں کیونکہ غایت جہل کے باعث حق وباطل میں تمیز نہیں کر سکتے معلوم نہیں کہ مسلمان رہیں گے اور مسلمان مریں گے بھی یا نہیں کیونکہ جہل اسلام میں کوئی قابل قبول عذر اور دلیل نہیں ہے البتہ جنت سے محروم اور دوزخ کے مستحق ہو جائیں گے۔

ان حالات کو سدھارنے کی خاطر حضرت پیر باباؒ (م ۹۹۱ھ بمطابق ۱۵۸۳ء) حضرت اخوند پنجو باباؒ (م ۱۰۴۰ھ بمطابق ۱۶۳۰ء) اور حضرت اخوند درویزہؒ (م ۱۰۴۸ھ بمطابق ۱۶۳۸ء) جیسے نامور حضرات مذاہب باطلہ کی تردید اور عقائد صحیحہ کی پرچار کے لیے دن رات کام کرتے رہے اور جہاں کہیں بھی کسی باطل پرست کی اطلاع ملتی دشت وبیابان اور کوہ صحرا میں جا جا کر اس کے خلاف آواز بلند کرتے اور اس کے عقائد کے برے اثرات سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کی سعی فرماتے اس میں شک نہیں کہ اگر اس وقت حضرت پیر باباؒ اور ان کے ہمکار و پیروکار اہل حق علماء اس ملک میں موجود نہ ہوتے تو بقول حضرت اخوند رویزہؒ:

''شاد فردے از افراد این مردم مسلمان ماندے''

☆☆☆☆

Marfat.com

خلفائے کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپ کے خلفاء کرام میں حضرت شیخ محمد صدیق بشونڑیؒ زیادہ مشہور ہیں اور انہیں سے آپ کا فیض اور سلسلہ اب تک جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیامت جاری رہے گا۔ حضرت بشونڑیؒ کے بارے میں ایک روایت جو سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہے کہ جب آپ بشونڑیؒ شریف سے پشاور کے لئے روانہ ہوئے تو حضرت میاں عمر چمکنیؒ کو باطنی طور سے معلوم ہو چکا تھا اس لئے انہوں نے اپنے خادمین سے فرما دیا کہ ایک صاحب مجھ سے ملاقات کرنے آ رہے ہیں جب وہ یہاں پہنچیں تو مجھے مطلع کر دیں اس کے بعد آپ خلوت میں تشریف لے گئے۔ حضرت بشونڑیؒ جب چمکنی شریف پہنچ گئے تو خادمین سے حضرت میاں صاحب کے متعلق دریافت کیا آپ چونکہ پشونڑی شریف وادی سوات کے دور دراز پہاڑوں سے پا پیادہ یہاں پہنچے تھے اور آپ کی حالت بالکل فقیروں جیسی تھی آپ کی حالت زار کو دیکھ کر خادمین نے کہا کہ حضرت آرام فرما رہے ہیں اس لئے آپ سے نہیں مل سکتے۔ آپ وہاں سے رخصت ہو کر پشاور کیلئے روانہ ہوئے۔ جب حضرت میاں صاحب خلوت سے باہر آئے اور خادمین سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ ایک فقیر منش آپ سے ملاقات کرنے آیا تھا۔ لیکن ہم نے آپ کو اطلاع دینا مناسب نہیں سمجھا۔ حضرت میاں صاحب نے اُن کو ڈانٹا اور فرمایا کہ یہی تو وہ صاحب تھے جس کا میں نے تمہیں کہا تھا اور فرمایا کہ اگر ان سے ملاقات ہو جاتی تو میرا سلسلہ طریقت تا قیامت چلتا رہتا۔ اُس کے بعد حضرت بشونڑیؒ پشاور پہنچ کر سید ھا داتائے سرحد کی خدمت میں پہنچ گئے اور آج داتائے سرحد کا فیضان اُن کے ذریعے پروان چڑھ رہا ہے ان کے خلفاء کی دینی کاوشوں کیوجہ سے لاتعداد غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے' لاکھوں مسلمان تصوف کی راہ پر گامزن ہوئے اور انبیاء کرام' صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین اور اولیاء کرام کے اقوال و افعال' تعلیمات اور عقائد سے باخبر ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے اور ہو رہے ہیں۔

(ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم)

Marfat.com

حضرت شیخ محمد صدیق بشونٹری رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۱۸۹ھ ہجری)

ولادت

آپؒ کی ولادت باسعادت شب دوشنبہ ۷ محرم الحرام ۱۰۹۵ھ بمقام گجرات متصل بخشالی ضلع مردان میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم پشاور اور سوات کے علماء کرام سے حاصل کی آپ کے والدین گجرات سے بشونٹری (وادی سوات) وارد ہوئے۔ قرآن مجید حفظ کیا اور علوم مروجہ میں کمال حاصل کیا۔

بیعت

۱۱۲۹ھ میں ماشوگگر مضافات پشاور میں حضرت شیخ حافظ شاہ محمد مومن رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہو کر عبادت و ریاضت اور ذکر و اذکار مراقبہ و شغل میں مصروف ہو گئے۔ سلسلہ عالیہ چشتیہ میں خلافت و اجازت سے مشرف ہوئے۔

۱۱۵۹ھ میں شیخ المشائخ جنید ثانی داتائے سرحد حضرت شیخ جنید پشاوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔ عبادت و ریاضت، ذکر و اذکار مراقبہ و چلہ کشی میں مصروف ہو گئے پیر و مرشد نے کمال مہربانی سے سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں خلافت و اجازت سے مشرف فرمایا۔

۱۱۷۹ھ میں حضرت شیخ محمد شاہ سدومی رحمتہ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شیخ محمد نعیم کاموی ننگرہاریؒ خلیفہ حضرت شیخ مامون بنگالیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت و خلافت سے مشرف ہوئے۔

الغرض کہ آپؒ مجمع البحار تھے اور بہت سے سلسلوں کی فیض یافتہ ایک کامل و مکمل ہستی تھے اور آپ اپنے وقت میں چاروں سلاسل کے قطب اقطاب اور قطب الارشاد تھے اور صاحب دعوت وارشاد و تلقین اور صاحب اصلاح و تزکیہ تھے۔ آپ نے کتاب و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ

Marfat.com

کے مطابق صحیح تصوف وسلوک طریقت وحقیقت کی اشاعت میں تن من دھن کی بازی لگادی۔

آپ خود بھی شریعت محمدی کے سخت پابند تھے اور مریدین و متعلقین و عام لوگوں کو بھی اسی کی دعوت دیتے تھے۔ پیران طریقت کے ارشادات ذکر اذکار مراقبہ کے سخت پابند تھے۔

وصال

آپؒ نے ماہ شعبان بروز پنجشنبہ بعد نماز عشاء ۱۱۸۹ھ ۹۴ برس کی عمر مبارک میں وصال فرمایا۔

مزار

آپؒ کا مزار اقدس حضرت سید علی ترمذی المعروف پیر باباؒ کے مزار سے آگے تقریباً ۲ میل کے فاصلے پر موضع بشونٹری میں ہے۔

خلفائے کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپ کے خلفاء کرام میں حضرت شیخ حافظ محمد عمرزئی بہت مشہور ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ حافظ محمد عمرزئی رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۲۰۶ھ)

ولادت

آپؒ کی ولادت ۱۱۵۵ھ میں جناب گرامی قدر دوراخان بنی اسرائیلی سڑابنیؒ کے ہاں موضع کلہ ڈھیر متصل عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور میں ہوئی۔ آپ خاندانی طور پر بنی اسرائیلی سڑابنی کی شاخ محمدزئی سے تعلق رکھتے تھے۔

آپؒ نے اپنے والد بزرگوار کے علاوہ دیگر علماء کرام سے حفظ کلام اللہ اور علم تجوید القران کریم کا شرف تلمذ حاصل کیا تھا۔ اس زمانہ کے مشہور ومعروف عالم باعمل اور مجاہد وغازی حضرت مولانا رفیع القدر صاحب المعروف حافظ گل بن حضرت مولانا اخون محمد رفیق سٹربنی قندہاریؒ سے تحصیل علوم تورڈھیر تحصیل صوابی میں کی۔

بیعت

تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد اس زمانہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت شیخ حافظ محمد صدیق بشونڑیؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر علوم ظاھری اور فیوضات باطنی میں بیعت ہوکر اسباق سلسلہ طریقت حاصل کیے۔

آپ ذکرواذکار اور اوظائف عبادت وریاضت ومجاھدہ میں ہمہ وقت بڑی ہمت اور قوت سے مصروف رہنے لگے۔ جب تصوف وسلوک کے منازل طے کر لیے تو حضرت شیخ حافظ محمد صدیق بشونڑیؒ نے تمام سلاسل میں مجاز طریقت فرماکر سلسلہ کی اشاعت وتبلیغ اور اللہ کی یاد کی تعلیم دینے کے لئے حکم فرمایا آپ نے کلہ ڈھیر متصل عمرزئی خانقاہ قائم فرمائی جس میں دعوت وارشاد اور تبلیغ واصلاح اور تصوف وسلوک تزکیہ قلب وروح کا علاج اور دکھی دلوں کو تسکین نصیب ہوتی اور بے قرار قلب کو اطمینان نصیب ہوتا تھا۔ پریشان حال لوگوں کی پریشانیاں دور ہوتی تھیں۔

Marfat.com

غرض کہ آپ وقت کے شیخ طریقت رہنمائے طریقت اور پیشوائے حقیقت تھے عالم و فاضل صاحب تقویٰ وطہارت صاحب کشف وکرامات اور صاحب تصرفات بزرگ تھے۔

آپؒ کے خلیفہ و جانشین حضرت شیخ محمد شعیب تورڈھیریؒ آپ کے فضائل ومناقب اپنی تصنیف منیف ''مرآۃ الاولیاء'' میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں۔ ''اس حقیر فقیر خاکپائے صغیر و کبیر عاصی و جانی نے دست ارادت و بیعت گنج انوار، مخزن اسرار، پیشوائے شریعت، رہنمائے حقیقت، مخزن معرفت، بحر عرفان، حافظ قرآن حضرت حافظ محمد بنی اسرائیلی سٹر بنی قدس اللہ سرہ و برد اللہ مضجعہ کے دست حق پرست کی طرف بڑھایا۔

وصال

آپؒ نے ۵۱ برس کی عمر مبارک میں ۲۶ ربیع الثانی ۱۲۰۶ھ میں وصال فرمایا۔

مزار

آپؒ کا مزار اقدس قبرستان موضع کلہ ڈھیر جو عمرزئی سے شمال کی طرف تنگی کو جانے والی سڑک سے مغرب کی جانب واقع ہے میں مرجع خلائق ہے۔

خلفائے کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپ کے خلفائے کرام میں حضرت شیخ محمد شعیب تورڈھیریؒ زیادہ مشہور رہیں۔

☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت شیخ محمد شعیب تورڈھیری رحمتہ اللہ علیہ

المتوفی ۱۲۳۸ھ ہجری)

حضرت شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کا شمار تاریخ اسلام کے ان گمنام مجاہدوں اور صوفیاء کرام میں ہوتا ہے۔ جنہیں اپنی زندگی میں بہت کم لوگوں نے پہچانا اور خود انہوں نے غالباً حضرت اویس قرنیؒ کی نصیحت پر عمل کیا کہ جب آنحضرت رسالت مآب ﷺ کی رحلت کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے حضرت عمر سے پوچھا ''اے عمر! تم خدا کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے فرمایا'' کیوں نہیں ضرور پہچانتا ہوں'' آپ ﷺ نے فرمایا پھر خدا کے سوا کسی دوسری ہستی کو پہچاننے کی کوشش نہ کرنا۔ پھر دریافت کیا'' کیا خدا تمہیں پہچانتا ہے؟ حضرت عمر فاروقؓ نے جواب دیا'' جی ہاں!'' فرمایا پھر خدا کے علاوہ کوئی دوسرا تمہیں نہ پہچانے۔

شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ نے اپنی زندگی درس و تدریس ارشاد و تلقین اور جہاد فی سبیل اللہ میں گذاردی اور ہر ایک شعبہ میں شاگرد ہی نہیں استاد بھی رہے۔ مرید ہی نہیں مرشد بھی رہے۔ سپاہی ہی نہیں سپہ سالار بھی رہے۔ لیکن بایں ہمہ آج ہمارے سامنے انہیں کی رشحات قلم ''مرآۃ الاولیاء'' کی صورت میں ان کے حالات نہیں بلکہ ان کی تسلیمات موجود ہیں۔ جبکہ ان کے سلسلہ تصوف میں جہاں ایک طرف غوث زمان حافظ عبدالغفور سید و شریف (متوفی ۱۳۳۷ھ ۱۹۱۹ء) کے علاوہ شاہ عبدالقادر رائپوری (متوفی ۱۹۶۲ء) امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (متوفی ۱۳۷۱ھ ۱۹۶۱ء) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی (متوفی ۱۴۰۲ھ) جیسی بزرگ ہستیاں اور دوسری طرف جناب حافظ عبدالغفور کے خلیفہ بطل حریت حضرت مولانا نجم الدین المعروف بہ ہڈے ملا قدس اللہ سرہ (متوفی ۱۳۱۹ھ) اور ان کے خلیفہ مجاہد ملت حاجی فضل واحد ترنگزئی (متوفی ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء) تیسرے خلیفہ حضرت مولانا عبدالوہاب مانکی شریف قدس اللہ سرہ جیسے مردان حر کے مفصل حالات مطبوعہ شکل میں دستیاب ہیں۔ لیکن کتنی ستم ظریفی ہے کہ خود اس شجرہ طوبیٰ کے بیخ و بن اور اس دائرہ رشد و ہدایت کے مرکز شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کی تاریخ ولادت تک کسی تذکرہ میں نہیں ملتی شاید اس میں شیخ موصوف کے مستور الحال رہنے کی اپنی خواہش کو بھی دخل ہے جیسا کہ موضع یعقوبے کے مولانا عبدالعلی قدس اللہ سرہ کا کہنا ہے کہ ''حضرت شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ اپنے آپ کو اس قدر مستور الحال رکھتے تھے کہ اگر ان کے خلیفہ شیخ عبدالغفور نہ ہوتے تو آپ کے نام تک کا کسی کو علم نہ ہوتا یہ تو جناب حافظ عبدالغفور ہی تھے جس نے

Marfat.com

آپ کا تعارف لوگوں میں کرایا۔

شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کی ولادت بچپن اور تعلیم وتربیت

حضرت شیخ محمد شعیب قدس اللہ سرہ کی ولادت باسعادت مولانا رفیع القدر کے ہاں موضع کنڈہ میں ہوئی بچپن ہی سے نیکی کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے۔

بالائے سرش زہوشمندی مے تافت ستارہ بلندی

ایک بار آپ کے والد بزرگوار آپ کو اپنے ساتھ میاں محمد عمر چمکنی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں لے گئے تو حضرت میاں موصوف نے بڑی شفقت ومحبت سے آپ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے فرمایا آئندہ چل کر بہت بڑا (روحانی) آدمی بنے گا اسی طرح ایک بار میاں محمد عمر چمکنی قدس سرہ حافظ رفیع القدر قدس سرہ کے پاس توڑ ڈھیری تشریف لائے اور دریافت فرمایا صاحبزادہ محمد شعیب کہاں ہیں عرض کیا گیا کہ کہیں بچوں میں کھیل رہا ہوگا۔ حضرت میاں صاحب خود بچوں کے پاس تشریف لے گئے جہاں وہ کھیل رہے تھے جا کر دیکھا کہ دوسرے لڑکوں سے الگ آپ چادر بچھائے درود شریف پڑھ رہے ہیں حضرت میاں صاحب بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں اسی زمانے سے درود شریف ان کا معمول ہوگیا اور یہ لگاؤ عشق کے درجہ تک پہنچ گیا۔ روزانہ ہزاروں کی تعداد پوری کر لیتے تھے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت

ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور یہیں حفظ کلام اللہ صرف ونحو اصول فقہ حدیث اور تفسیر پڑھی مزید تعلیم کے لئے والد بزرگوار آپ کو اپنے شاگرد خاص حافظ محمد قادری قدس سرہ کی خدمت میں موضع عمرزئی لے گئے اور یہیں پر آپ نے تمام ظاہری علوم کی تکمیل کی۔

بیعت وخلافت

جب جاذب حقیقی کی طلب نے آپ کو بے قرار کرلیا اور بقول جناب حافظ غلام فرید اسی دوران سرور کونین ﷺ کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی جس میں مزید روحانی استفادہ کے لئے اپنے استاد حافظ محمد قدس سرہ کی خدمت میں رہنے کے لئے اشارہ کیا گیا (واللہ اعلم) چنانچہ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد روحانی تربیت اور باطنی علوم کے حصول کے لئے بھی آپ نے اپنے استاد ہی سے رجوع کیا لیکن حضرت حافظ محمد نے درس وتدریس میں مشغولیت کی وجہ سے کوئی

Marfat.com

خاص توجہ نہیں فرمائی، طبیعت جلالی تھی اور علوم ظاہری کی وجہ سے خودداری کا جذبہ بھی غالب تھا اپنے استاد کے عدم التفات کو دیکھ کر واپسی کا ارادہ فرمایا حضرت حافظ محمد بھی اپنے شاگرد اور مشفق استاد جناب شیخ رفیق القدر قدس سرہ کے نورچشم کی شکستہ دلی کو کب برداشت کر سکتے تھے۔ فوراً مخاطب ہو کر فرمایا "جس نے آپ کو یہاں بھیجا ہے انہوں نے مجھے بھی حکم فرمایا ہے آپ گھبرا کیوں گئے اب کیا دیر تھی کاہ و کہربا آپس میں مل گئے۔ بیعت سے مشرف ہو گئے۔ جذب وانجذاب اور افادہ واستفادہ کا عمل شروع ہو گیا۔ علوم ظاہر و باطن کے اس بحر بیکران نے اپنے سارے موتی نچھاور کئے اور عشق حقیقی کے اس متوالے نے گوہر ہائے مراد سے اپنی جھولی خوب خوب بھر لی سلسلہ قادریہ جنیدیہ اور نقشبندیہ مجددیہ کے اسباق حاصل کئے اور ذکر اذکار، عبادات و ریاضت میں مشغول ہو گئے جب منازل سلوک طے ہو گئے تو حضرت حافظ محمد قدس سرہ نے دونوں سلسلوں میں اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا آپ نے اپنے بیعت وخلافت کا ذکر "مرآۃ الاولیاء" (قلمی۔ مملوکہ سلطان العارفین) کے صفحہ نمبر ۱۰۵ پر ان الفاظ میں کیا ہے۔

"ایں فقیر حقیر خاکپاء کبیر وصغیر، عاصی وجانی عفی اللہ عنہ دست بر دامن گنج انوار ومخزن اسرار پیشوائے شریعت ومقتداء طریقت ورہنمائے حقیقت ومخزن معرفت بحر عرفان حافظ قرآن حضرت حافظ محمد رحمتہ اللہ علیہ بنی اسرائیلی سرہ بنی قدس اللہ تعالی سرہ و برد اللہ مضجعہ زدہ وخدمت کفش مبارک آن صاحب کردہ وباجازت دوسلسلہ یکے عالیہ نقشبندیہ طیفوریہ صدیقہ ودیگر متبرکہ قادریہ جنیدیہ عالیہ مشرف شدہ"

ترجمہ: اس حقیر فقیر صغیر وکبیر کے قدموں کی خاک عاصی وجانی نے دست ارادت و بیعت گنج انوار مخزن اسرار پیشوائے شریعت رہنمائے حقیقت مخزن معرفت بحر عرفان حافظ قرآن حضرت حافظ محمد بنی اسرائیلی سرابی قدس اللہ سرہ و برد اللہ مضجعہ کے دست حق پرست کی طرف بڑھایا اور ان کی کفش برداری کے فیضان سے دو سلسلوں کی اجازت ایک عالیہ نقشبندیہ طیفوریہ صدیقہ اور دوسری متبرکہ عالیہ قادریہ جنیدیہ سے مشرف ہوا۔

تورڈھیر واپسی

عمرزئی میں اپنے استاد و مرشد حضرت حافظ محمد قدس سرہ کی خدمت میں کتنا عرصہ رہے اس کے بارے میں آپ کے سوانح نگار خاموش ہیں اور آپ کی اولاد سے بھی تادم تحریر اس سلسلے میں کوئی معلومات فراہم نہ ہو سکیں بہرحال ظاہری علوم اور باطنی کمالات سے مالا مال ہو کر اپنے مرشد کی

Marfat.com

اجازت سے اپنے آبائی قصبہ توڑ ڈھیر تشریف لائے یہاں پر ایک طرف ذکر اذکار، عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و مراقبہ میں مصروف رہتے تو دوسری طرف طالبان علوم شریعت اور تشنگان راہ حقیقت کے لئے درس و تدریس اور ارشاد و تلقین میں مشغول ہو گئے اپنے مستقل حلقہ تدریس کے علاوہ آس پاس کے دیہات میں ابتدائی مدارج کے مکاتب اور علمی مراکز قائم کرنے میں ترغیب و تشویق اور امداد و معاونت فرماتے تدریسی امور سے فارغ ہو کر عام لوگوں کے فائدہ کے لئے وعظ و نصیحت کی مجلسیں بھی قائم فرماتے۔ جس میں جوق در جوق سامعین و شائقین شریک ہوتے اپنے وعظ میں اتباع شریعت پر خاص طور پر زور دیتے حافظ غلام فرید لکھتے ہیں کہ آپ فتویٰ نویسی کا کام بھی کرتے تھے۔

چینگلئی کو ہجرت

چونکہ شیخ محمد شعیب قدس سرہ کا دور سیاسی اعتبار سے انتہائی غیر اطمینان بخش تھا ہر طرف طوائف الملو کی اور افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ عوام مصائب و آلام میں مبتلا تھے۔ افراتفری اور بد امنی کے ان حالات میں دوسرے کئی اہل اللہ کی طرح شیخ محمد شعیب قدس سرہ کا چین سکون بھی منغص کر دیا مسلمان حکمرانوں کے باہمی اختلاف اور اغیار کی ریشہ دوانیوں پر اندر ہی اندر کڑھتے رہتے تھے۔ لیکن زوال و جمود کے اس ماحول میں چارہ جوئی کی بظاہر کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ بالآخر سکھوں کے روز افزوں مظالم سے تنگ آ کر توڑ ڈھیری کو خیر باد کہا اور صوابی سے دس میل دور خواہ خیل کے پہاڑی علاقے میں واقع موضع چینگلئی کو ہجرت فرمائی وہاں پر ایک مسجد بنائی اور زندگی کے باقی ایام وہیں بسر کرنے کا ارادہ فرمایا چینگلئی میں قیام کے دوران درس و تدریس اور وعظ و نصیحت سے جب فرصت ملتی تو بستی سے مغرب کی جانب تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ایک چوٹی پر تشریف لے جاتے اور وہاں ذکر و مراقبہ میں مشغول رہتے۔

زندگی کے آخری ایام اور شہادت

شیخ محمد شعیب قدس سرہ کی رگوں میں غازی دادا، اور مجاہد باپ کا خون گردش کرتا تھا، حق گوئی اور بیباکی آپ کی گھٹی میں پڑی ہوئے تھی، جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے آپ کا خمیر تیار ہوا تھا آپ حالات کے ساتھ سمجھوتہ کر کے ''زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ ستیز'' کے علمبردار تھے۔ چنانچہ اپنے دار الہجرت چینگلئی میں قیام کے دوران آپ نے جہاں دعوت حق اور اصلاح نفوس کے

Marfat.com

دوسرے امور درس وتدریس اور ارشاد وتلقین کا سلسلہ جاری رکھا وہاں موقع ومحل کی مناسبت سے عملی جہاد کی تیاری کے لئے تبلیغی دورے بھی شروع کر دیئے سکھ کاروائیوں کا آپ بڑی گہری نظر سے مطالعہ کر رہے تھے ان کے خلاف معرکہ آرائی میں آپ کے ایک فرزند دلبند مولانا شیخ سعدالدین المعروف بہ دکنیر بابا قدس سرہ پہلے ہی (۱۲۳۰ھ ۱۸۱۵ء) میں اپنی جان عزیز کا نذرانہ پیش کر چکے تھے۔لہذا طبعی طور پر ان کے خلاف صفت آرا ہونے کے لئے آپ کا خون جوش مار رہا تھا۔

آپ کے خلفاء ومریدین کے تبلیغی دوروں سے سوات، بنیر، آفریدی اور یوسف زئی پختونوں میں جوش جہاد کا ایک نیا ولولہ پیدا ہو گیا اور لوگ جوق در جوق مجاہدوں کی اس جماعت میں شامل ہونے لگے۔ جب آپ نے دیکھا کہ کوہستانی علاقے کی روئیں تن مجاہدوں کا ایک جم غفیر آپ کے گرد جمع ہو گیا ہے جن کے بازوؤں میں فولادی قوت اور جن کے سینوں میں شیروں کے دل ہیں تو آپ نے باقاعدہ جہاد کی تیاری کا اعلان کر دیا جب سرحدی پختونوں کے جہاد کی تیاری کی خبر افغانستان میں، بارکزئی سردار محمد عظیم خان تک پہنچی جو ایسے ہی کسی موقع کی تلاش میں تھا تو وہ بھی اپنی باقاعدہ افغان فوج سمیت پشاور کی طرف چل پڑا میدان جنگ نوشہرہ کے قریب تھا۔

معرکہ نوشہرہ

سکھوں کے ظلم وستم نے حساس افغانوں اور یوسفزئی قبائل کی غیرت ملی اور مذہبی جذبے کو گرما دیا وہ حاکمان وقت یار محمد خان اور دوست محمد خان کی اس بے حمیتی کو دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور سکھوں کے خلاف مسلح جہاد کی از سر نو تیاری شروع کی علاقے کے علماء ومشائخ نے عملی جہاد کے لئے تبلیغی دورے شروع کر دیئے ان مبلغین میں شیخ محمد شعیب اور ان کے خلفاء ومریدین نے ہراول دستے کا کام کیا ادھر بارکزئی خاندان کے جرات مند اور حساس فرد عظیم خان بھی اس موقع کی تلاش میں تھا۔اس نے اپنے بھائی عبدالصمد خان (جسے اللہ بخش یوسفی نے سمند خان لکھا ہے) کو یوسف زئی قبائل میں جہاد کی تیاری کے لئے بھیج دیا۔ جس سے یہاں کے یوسفزئی اور خٹک قبائل کے حوصلے اور بلند ہو گئے سوات بنیر آفریدی اور خٹک علاقے سے ہزاروں مجاہدین نے اپنے علماء ومشائخ کی سرکردگی میں پیر سباق کے قریب دریا جو ''لنڈی سند'' کے نام سے مشہور ہے۔ کے بائیں جانب ڈیرے ڈال دیئے دریا کے بائیں جانب محمد عظیم خان اپنے بھائی دوست محمد خان کے ہمراہ باقاعدہ افغان فوج کے ساتھ موجود تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ

Marfat.com

نے سردار کھڑک سنگھ کو جنرل الارڈ (General Allard) کے ساتھ محمد عظیم خان کو روکنے کے لئے دریا کے اس پار بھیج دیا اور خود رنجیت سنگھ جنرل وینٹورا (General Ventural) کے ہمراہ دریا کے اس جانب یوسفزئی مجاہدین کے مقابلے پر رہا۔

جب لڑائی کا آغاز ہو گیا تو افغان جوش جہاد سے دیوانہ وار سکھ فوج پر ٹوٹ پڑے اور انہیں کافی جانی نقصان پہنچایا ایک ہندو مصنف گلشن لال چوپڑہ کے بقول افغانوں نے کمال بہادری سے لڑتے ہوئے سکھوں کے چھکے چھڑا دیئے یہاں تک کہ سکھوں کے پاؤں اکھڑنے لگے شیخ محمد شعیب بذات خود اس لڑائی میں شریک تھے۔ پھولا سنگھ سے آپ کی دست بدست لڑائی ہوئی جس میں پھولا سنگھ واصل بجہنم ہوا لیکن جب رنجیت سنگھ نے سکھوں کے پسپائی کی آثار دیکھے تو خود علم اٹھائی ہوئے حملہ آور ہوا دن چھپتے ہی سکھوں کا پلڑا بھاری ہو گیا بالآخر افغانوں نے رنجیت سنگھ کی منظّم اور قواعد دان فوج سے شکست کھائی اور (۳۰۰۰) تین ہزار اور ایک روایت کے مطابق (۱۰۰۰۰) دس ہزار مجاہدین مقتول و مجروح ہوئے۔

جیسا کہ معلوم ہو چکا یوسفزئی آفریدی اور خٹک قبائل کے (۲۰۰۰۰) بیس ہزار مجاہدین اپنے علماء و مشائخ جن میں شیخ محمد شعیب قدس سرہ اور پیرزادہ محمد اکبر شاہ ترمذی (جو سید علی ترمذی المعروف بہ پیر بابا قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے) زیادہ مشہور ہیں۔

وصال

شیخ محمد شعیب قدس سرہ اس لڑائی میں شدید زخمی ہوئے آپ کے علاوہ (۳۰۰۰) تین ہزار سے (۱۰۰۰۰) دس ہزار تک افغان مجاہدین مقتول و مجروح ہوئے آپ کو زخمی حالت میں چینگلئی لایا گیا بالآخر زخموں کی تاب نہ لا کر رجب ۱۲۳۸ھ (مطابق مارچ ۱۸۲۳ء) میں جان جہاں آفرین کے سپرد کر دی۔

مزار

آپ کا مزار اقدس تورڈھیری ضلع صوابی میں مرجع خلائق ہے۔

خلفاء کرام

سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں آپکے خلفاء کرام میں حضرت شیخ عبدالغفور صاحب سوات بہت مشہور ہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالغفور صاحب سوات سیدو شریف رحمتہ اللہ علیہ

(المتوفی ۱۲۹۵ھجری)

آپ کا اسم گرامی عبدالغفور صاحب لقب شیخ الاسلام اور اخون صاحب سوات کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ مہمندوں کے قبیلہ صافی سے تعلق رکھتے تھے۔

''اخون'' ''اخوند'' کا مرخم ہے یعنی اخوند کا لفظ زبان پر ثقیل تھا اس لئے اخوند کے آخری حرف کو گرا دیا گیا تو اخوند سے ''اخون'' بن گیا۔ یہ تورانی لفظ ہے اور بہت بڑے متبحر عالم کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ چونکہ آپ بھی عالم اجل اور شیخ الاسلام تھے اس لئے آپ کو عام زبان میں اسی لقب کے ساتھ پکارا گیا۔

آپ کی پیدائش ۱۱۸۴ھ میں ہوئی۔ ابتدائی عمر سے آپ کو دینی تعلیم کا شوق تھا۔ لہٰذا اپنے علاقہ ہی میں مختلف اساتذہ سے ابتدائی تعلیم کر کے مزید تعلیم کے حصول کے لئے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں رہ کر آخر مردان سے پشاور پہنچے۔ پشاور میں آپ گنج والے حافظ جی صاحب کی خدمت میں پہنچے اور تقریباً ۴ برس رہ کر سند فراغت حاصل کی چونکہ حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ صوفی کامل تھے اس لئے اپنے استاد کی صحبت بابرکت نے آپ کو بھی اصلاح نفس کی طرف متوجہ کیا۔ تحصیل علم کے بعد آپ فقراء کی تلاش میں نکلے۔ اس وقت پشاور شہر میں جناب شاہ میاں غلام محمد صاحب المعروف حضرت جی صاحب یکہ توت والے کا بہت شہرہ تھا۔ اور حضرت اخون صاحب خود فرماتے ہیں کہ ''حضرت جی صاحب سے ہزاروں لوگ آ آ کر فیض حاصل کرتے تھے۔ مجھے آٹھ دن کے بعد آپ سے ملاقات کا موقعہ ملا۔ چنانچہ حضرت جی صاحب نے آپ کو فرمایا کہ ''میرے پاس تمہارے لئے فقر نہیں مگر۔ اَستَغفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ پڑھا کرو'' اسی طرح آپ مختلف فقراء اور مشائخ سے ملے۔ آخر آپ وہاں پہنچ گئے جہاں سے آپ کو فقر ملنا تھا۔ بقول ئے۔

آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

یعنی آپ حضرت شیخ المشائخ شاہ محمد شعیب صاحب ساکن تورڈھیری کی خدمت میں پہنچ کر طریقہ عالیہ قادریہ جنیدیہ میں بیعت ہو کر ریاضات و مجاہدات میں مشغول ہو گئے۔ دریائے کابل اور دریائے سوات کے جنگلوں میں کافی عرصہ زہد و عبادت میں گذارا۔ جب سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ کے اسباق طریقت کو مکمل کر کے اپنے پیر و مرشد کے حضور میں پہنچے تو حضرت شاہ مرحوم نے آپ کو ہر

Marfat.com

چہار سلاسل یعنی قادریہ‘ نقشبندیہ چشتیہ اور سہروردیہ میں ماذون اور صاحب مجاز فرمایا۔

صاحب مجاز ہونے کے بعد آپ نے ”امر بالمعروف“ اور ”نہی عن المنکر“ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ گاؤں گاؤں پھر کر لوگوں کو اتباع سنت اور اوامر الٰہی کی مطابعت کی تبلیغ کرتے۔ عقد بیوگان کرواتے۔ لوگوں کو شرعی احکام کے مطابق عمل کرواتے اور ان کے تمام جھگڑے شریعت کیمطابق فیصلہ کرواتے۔ بدعات و رسوم بد سے لوگوں کو باز رکھتے۔ لنگر دیتے جس سے ہزارہا لوگ روٹی کپڑا ازادراہ حاصل کرتے۔ آپ کی للّٰہیت اور خلوص کو دیکھ کر جوق در جوق عوام آپ کی بیعت ہوئے۔ اور آپ پر پروانہ وار قربان ہوتے تھے۔ غرضیکہ آپ نے اس سلسلہ مبارکہ کی بہت اشاعت کی۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ آپ کے نام سے موسوم ہو کر قادریہ چشتیہ نقشبندیہ غفوریہ کا ایک خانوادہ مشہور ہو گیا۔ اب آپ کا سلسلہ صرف صوبہ سرحد ہی نہیں۔ بلکہ کابل‘ ہرات‘ غزنی‘ ہندوستان اور عرب تک پھیل چکا تھا۔ اور ہر جگہ آپ کے خلفاء مصروف تبلیغ تھے۔ اور اشاعت سنت نبوی ﷺ کر رہے تھے۔

آپ نے اس زہد و تقویٰ‘ مشاہدہ و مراقبہ, ذکر و فکر‘ امر بالمعروف نہی عن المنکر اور اشاعت سلسلہ کے ساتھ ساتھ ”جہاد بالسیف“ بھی کیا۔ نہایت ہی شجاعت ہمت اور استقلال کے ساتھ وہ کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو رہتی دنیا تک زندہ رہیں گے اور جن کی یاد ہمیشہ رہے گی۔ جب کبھی کوئی مورخ تاریخ مجاہدین سرحد لکھے گا تو وہ آپ کے جہادوں کو فراموش نہیں کرے گا اور نہ ہی کر سکتا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

محدثین ہندوستان کی جو جماعت حضرت سید احمد صاحب شہید کی زیر قیادت ہندوستان سے روانہ ہو کر اس علاقہ میں سکھوں کے ساتھ لڑنے کے لئے آئی تھی۔ آپ نے ان کے ساتھ مل کر پشاور سے سکھوں کو نکالا اور خوب جہاد کیا اور سکھوں کے مظالم جبر و استبداد سے مسلمانوں کو نجات دلوائی۔ جب پشاور فتح ہو گیا تو محدثین نے اپنے عقائد و اعمال کو عملاً نافذ کرنا شروع کر دیا۔ جہاں تک بدعات‘ رسومات بدٗ اور دیگر برائیوں کا تعلق تھا۔ حضرت اخون صاحب سوات محدثین کے ساتھ ان تمام برائیوں کو ختم کرنے میں پیش پیش تھے۔ مگر جب عقائد کا مسئلہ آیا تو آپ ان سے الگ ہو گئے اور واضح طور پر ان کے عقائد کا رد کیا اور ان سے اختلاف کیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے محدثین کی اس تحریک کے سرگرم رکن جناب حضرت مولانا مولوی سید امیر

Marfat.com

صاحب المعروف ''کوٹہ ملا صاحب'' اور ان کے متبعین پر ''وہابی'' کا حکم صادر کیا۔ مصنف یوسف زئی پٹھان بھی اپنی کتاب ''یوسف زئی پٹھان'' کے صفحہ ۳۸۰ پر لکھتا ہے۔

''آخر میں یہ درج کر دینا بھی معلومات میں اضافہ کا باعث ہوگا کہ جس وقت حضرت اخوند صاحب سوات تحریک مجاہدین کی اس کے مذہبی عقائد کی وجہ سے مخالفت کر رہے تھے۔ اس وقت علاقہ صوابی کے موضع کوٹہ کے مشہور مذہبی رہنما حضرت سید امیر صاحب المعروف کوٹہ ملا صاحب اس تحریک کی حمایت میں تھے''

بلکہ آپ کے خلفاء نے آپ کی ایما پر ان عقائد کے خلاف مبسوط کتابیں لکھیں ان میں حضرت مولانا مولوی مرید محی الدین صاحب نوشہروی اور پشاور شہر کے مشہور و معروف علامہ اجل حضرت مولانا مولوی میاں نصیر احمد صاحب المعروف بہ میاں صاحب قصہ خوانی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ حضرت میاں صاحب قصہ خوانی نے تقویۃ الایمان مصنفہ شاہ اسماعیل صاحب کا رد بنام ''احقاق حق'' عربی میں لکھا جس میں ان تمام عقائد کا رد ہے جو کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد حق کے خلاف ہیں۔

حضرت اخون صاحب پر ان واقعات کا اثر بہت برا پڑا اور آپ سوات کی طرف چلے گئے۔ آپ نے سلسلہ کی اشاعت امر بالمعروف کو جاری رکھا۔ اور اسی طرح رسومات بد اور بدعات کے خلاف عملاً کام کرتے رہے۔ نیز آپ نے اس تمام علاقہ کے قبائیلیوں کو منظم کرنا شروع کر دیا۔ آپ کی مومنانہ فراست نے وہ سب کچھ دیکھ لیا جو پیش آنے والا تھا۔ محدثین کی تحریک کی ناکامی، سکھوں کا اس علاقہ سے نکل جانا ملکوں اور خوانین کی خانہ جنگی یہ سب ایسے اسباب تھے جن کی وجہ سے انگریز نے اپنی شیطانی چالوں سے پشاور پر قبضہ کر لیا تھا۔ آپ جانتے تھے کہ اگر یہاں یعنی سوات میں تنظیم نہ ہوئی اتحاد نہ ہوا۔ کوئی امیر نہ ہوا تو فرنگی کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ آپ کی شبانہ روز مسلسل کوشش وسعی سے سوات کے لوگوں نے اپنا بادشاہ سید اکبر شاہ کو بنا لیا۔ اگرچہ لوگ آپ ہی کے دست حق پرست پر بیعت امارات کرنا چاہتے تھے۔ مگر آپ نے سید موصوف کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور حضرت اخون صاحب سوات کو شیخ الاسلام بنایا گیا۔

تمام مقدمات تنازع اور جھگڑے آپ شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلے فرماتے۔ آپ کی انتھک کوشش سے سوات میں امن قائم ہوگیا اور ہر طرف سنت نبوی کی اشاعت ہونے لگی۔ ''امر بالمعروف'' اور نہی عن المنکر'' عملاً ہونے لگا۔ تقریباً سات برس تک سید اکبر شاہ نے حکومت کی اور ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو وفات پائی۔ سید صاحب کی وفات کے بعد سوات اور بنیر پر خانہ

Marfat.com

جنگی شروع ہوگئی۔ اور وہ وطن جو سات برس تک امن وامان کا گہوارہ تھا۔ جہنم زار بن گیا۔ حضرت اخون صاحب اس تباہی و بربادی اور اختلاف وانتشار کو دیکھ کر بہت پریشان اور مشوش ہوئے۔ ادھر انگریزوں کی سازشیں اور چالیں کہ یہ لوگ اور زیادہ کمزور ہوجائیں آپس میں لڑیں تاکہ ہمارے زیرنگیں اور ماتحت ہوجائیں۔ آپ کے لئے اور زیادہ دکھ کا سبب تھا۔ انگریزوں نے اس افتراق وتشتت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سوات کا رخ کیا۔ آپ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔ اپنے تمام متعلقین، مریدین اور قبائلیوں کو لے کر میدان جہاد میں نکلے۔ اس جہاد کا نام ''امبیلہ'' کا جہاد مشہور ہے۔ انگریزوں نے دیکھا کہ سوات اور بنیر وغیرہ علاقوں کا اتحاد ہے تو ان میں پھوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ حضرت اخون صاحب انگریزوں کی شرارت کو سمجھ گئے انھوں نے بنیر کے لوگوں کو خصوصاً اور تمام لوگوں کو عموماً وعظ ونصیحت کی، سمجھایا۔ اور حملہ کے لئے تیار کیا۔ آپ کے ارشادات کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ لوگوں میں جوش جہاد پیدا ہوا۔ اور شوق شہادت ہر ایک کو میدان جہاد کی طرف کھینچ لایا۔ چنانچہ نہایت ہی بے جگری کے ساتھ مجاہدین اسلام نے انگریزوں پر حملہ کر دیا۔ یہاں تک کہ دست بدست لڑائی کی بھی نوبت آئی۔ مجبوراً فرنگیوں کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ چند دنوں کے بعد حضرت صاحب نے مجاہدین کو لے کر کڑاکڑ کے مورچے پر حملہ کر دیا۔ یہ لڑائی بڑی ہیبتناک تھی۔ مجاہدین انگریزوں کی فوج کی صفوں میں گھس گئے اور دست بدست لڑائی کی اور یہ مورچہ فتح کرلیا۔ اس مقام پر بہت قتل مقاتلہ ہوا۔ اس لئے اس جگہ کا نام ہی ''قتل گڑھ'' پڑ گیا۔ چند دن ٹھہر کر انگریزوں نے پھر لڑنے کا بندوبست کیا۔ اور ایک بہت مدبر انگریز افسر کو کمان دے کر بھاری فوج کو میدان جنگ میں بھیج دیا۔ ادھر حضرت اخون صاحب نے بھی مجاہدین کی صفوں کو ترتیب دیا۔ لڑائی ہوئی مگر کوئی خاطر خواہ نتیجہ مجاہدین کے حق میں نہ نکلا۔ باجوڑ وغیرہ کے لوگ واپس ہونے لگے۔ مجاہدین میں بددلی پیدا ہوئی۔ مگر آپ ایک مقام پر کھڑے ہوگئے اور جو لوگ لڑائی سے واپس جارہے تھے۔ ان کو روکا اور فرمایا کہ آج زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اسلام کی عزت اور بے عزتی کا مسئلہ ہے۔ دشمن کا مقابلہ جوانمردی ہمت اور شجاعت کے ساتھ کرنا چاہیے۔ آپ کی تقریر ہمیشہ کے لئے تاثیر سے بھری ہوئی ہوتی تھی۔ اس دفعہ بھی آپ کی تقریر سے بہت اچھا اثر ہوا۔ اور مجاہدین پھر کمر ہمت باندھ کر میدان جہاد میں کود پڑے۔ انگریزوں نے اپنی سازش اور پالیسی کے مطابق چند خوانین کو خرید کر مجاہدین پر حملہ کر دیا۔ مجاہدین نے نہایت ہی پختہ عزم اور استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا۔ مگر اپنوں کی غداری کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی۔ مجاہدین منتشر ہوگئے۔ اور آپ خود سیدو تشریف چلے گئے۔ امر بالمعروف اور

Marfat.com

سلسلہ کی اشاعت میں مصروف ہو گئے۔قوم وریاست کے تمام جھگڑے خود فیصلہ کرتے یا علماء سے کرواتے۔عرب وعجم میں آپ کے مریدین لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔کابل' علاقہ آزاد قبائل اور صوبہ سرحد تو تمام علاقہ آپ ہی کے سلسلہ میں منسلک ہے۔اور آج جو طور طریقہ اس علاقہ میں اسلام کا نظر آرہا ہے۔ یہ سب آپ ہی کی کوششوں اور مساعی جمیلہ کا مرہون منت ہے۔تقریباً آپ کے ساڑھے چار سو کے قریب خلفاء تھے۔ جو صاحب علم وعمل اور صاحب تلوار بھی تھے۔ آپ کے وہ خلفاء جو آزاد قبائل میں رہتے تھے تمام عمر جہاد کرتے رہے۔

آپ کا لنگر عام تھا۔ ہر ایک کو باقاعدہ روٹی اور سالن ملتا۔کوئی تفریق یا امتیاز نہ تھا۔ طالبان علم کو آپ کپڑا اور نقدی بھی مرحمت فرماتے۔سادات کی بڑی قدر ومنزلت کرتے۔نادار اور یتیم لڑکیوں کی اپنی گرہ سے شادی کرواتے۔غرضیکہ جو بھی آپ کے پاس حاجت مند آتا۔ بامراد لوٹتا۔

آپ کے مکشوفات اور کرامات بے حدو بے حساب ہیں۔ چونکہ آپ مقام غوثیت پر فائز تھے اس لئے آپ سے کرامات کا صدور امر واقعی تھا۔اگر آپ کی کرامات اور مکشوفات کو جمع کیا جائے۔تو اس کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔آپ کی ایک کرامت درج کرتا ہوں ورنہ آپ کی کرامات کا اس جگہ ذکر کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔جبکہ آپ کا وجود مبارک ایک زندہ کرامت تھا۔اور اس وقت بھی سالکان طریقت کے لئے مشعل راہ ہدایت ہے۔

جناب حضرت شیخ دین محمد صاحب المعروف شیخ صاحب شکر پورہ فرماتے تھے کہ مجھے میرے شیخ یعنی حصرت ہڈہ ملا صاحب نے فرمایا تھا کہ ایک بار آپ سے پوچھا گیا۔کہ ''غوث'' کی کیا شناخت ہے۔حضرت اخون صاحب سوات نے فرمایا کہ اس کوٹھے کی چھت میں جو لکڑیاں پڑی ہوئی ہیں اگر غوث کہہ دے کہ یہ ایک لکڑی سونے کی ہے اور ایک لکڑی چاندی کی تو ایسے ہی ہو جاتا ہے۔چنانچہ حضرت ہڈہ ملا صاحب نے فرمایا کہ جب ہم نے چھت کی طرف دیکھا تو ایسے ہی تھا۔یعنی ایک لکڑی سونے کی تھی اور ایک چاندی کی۔مگر فوراً آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ کہہ دے کہ یہ لکڑیاں ہی ہیں تو وہ لکڑیاں ہوتی ہیں۔ہڈہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ جب ہم نے دیکھا تو لکڑیاں ہی تھیں۔ جناب شیخ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ہڈہ ملا صاحب نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ہم سمجھ گئے کہ آنجناب مقام غوثیت پر فائز ہیں۔

حضرت اخون صاحب سوات کے دو فرزند بنام عبدالحنان میاں گل اور عبدالخالق میاں گل تھے۔بادشاہ سوات عبدالخالق میاں گل صاحب کے فرزند ارجمند عالی مرتبت میاں گل

Marfat.com

عبدالودود صاحب تھے۔ آپ نے خود بنفس نفیس اپنی حکومت ۱۲ دسمبر ۱۹۴۹ء میں اپنے بیٹے شہزادہ محمد عبدالحق جہاں زیب خان کو عطا کر دی۔ حکومت پاکستان نے والیء سوات کو میجر جنرل کا اعزاز دیا۔

وصال

حضرت اخون صاحب مجاہد اسلام پیکرِ عزم و استقلال، مجسمہ سنت نبوی، سرشار عشق لم یزلی سرگروہ سلسلہ قادریہ زاہدیہ غوث وقت، حضرت عبدالغفور صاحب ۷ محرم الحرام ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۷۷ء بروز پیر واصل بحق ہوئے۔

مزار

آپ کا مزار اقدس سیدو شریف سوات میں مرجع خلائق ہے۔

خلفاء

آپ کے خلفاء کی تعداد چار پانچ سو سے زائد ہے۔ لیکن بڑی کوششوں کے باوجود مندرجہ ذیل حضرات کے اسماء گرامی ملے ہیں۔

۱۔ حضرت شیخ الحاج شاہ عبدالرحیم صاحب قادری قدس سرہ۔

۲۔ حضرت مولانا کلیم اللہ صاحب بن حضرت مولانا محمد اکرم صاحب رحمتہ اللہ علیہما متوفی ۱۳۰۸ھ مزار گورستان ڈھڈیاں شاہ پور ضلع سرگودھا (پنجاب میں ہے۔)

۳۔ حضرت مولانا نجم الدین صاحب المعروف ہڈے ملاں صاحب قدس سرہ ضلع جلال آباد علاقہ مشرقی افغانستان۔

۴۔ حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب المعروف پیر صاحب مانکی شریف قدس سرہ ضلع نوشہرہ۔

۵۔ حضرت مولانا قاضی سلطان محمود صاحب قادری قدس سرہ آوان شریف ضلع گجرات پنجاب۔

۶۔ حضرت مولانا الحاج ولی اللہ صاحب عرف تیرہ ملاں صاحب قدس سرہ مزار شریف ماموں زئی اورگزئی تیراہ

۷۔ حضرت مولانا میاں فضل الٰہی صاحب المعروف مشر میاں صاحب حضرو قدس سرہ

۸۔ حضرت مولانا شیخ لالہ صاحب قدس سرہ ویسھ کامل پور ساکن دمان پور علاقہ چھچھ

۹۔ حضرت مولانا میاں ولی محمد صاحب پشتون شاعر کامل پور ساکن دمان پور علاقہ چھچھ ضلع اٹک

۱۰۔ حضرت مولانا فیض محمد صاحب المعروف اخونزادہ مٹھی سکنہ لوگرام صاجزادہ صاحب

Marfat.com

قدس سرہ افغانستان

۱۱۔ حضرت مولانا محمد مسعود صاحب قدس سرہ ساکن موضع نرئی اد بہ مالا کنڈا یجنسی

۱۲۔ حضرت مولانا ارباب عبدالرحیم ولد عبدالکریم صاحب قدس سرہ موضع پڑانگ۔

۱۳۔ حضرت مولانا قاضی راز محمد صاحب قدس سرہ موضع جلالہ

۱۴۔ حضرت مولانا رحیم الدین صاحب قدس سرہ موضع نڑہ چینہ یاسرد

۱۵۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب مہمند قدس سرہ موضع بہادر کلی ضلع پشاور

۱۶۔ حضرت مولانا نور محمد صاحب ولد سید نور قدس سرہ موضع تیرادی ضلع پشاور

۱۷۔ حضرت مولانا قاضی نصر اللہ جان قدس سرہ عالم وفاضل شہر پشاور

۱۸۔ حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب قدس سرہ۔ ضلع پشاور

۱۹۔ حضرت مولانا گل بابا صاحب احسن الدین صاحب قدس سرہ بمقام رجڑ چارسدہ

۲۰۔ حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب سکنہ شیخ محمدی قدس سرہ ضلع پشاور

۲۱۔ حضرت مولانا صاحب منگلور قدس سرہ ضلع سوات۔

۲۲۔ حضرت مولانا خلیل الرحمٰن صاحب المعروف شاہ بابا صاحب یا شاور بابا قدس سرہ دیر قریہ ریحانی کوٹ۔

۲۳۔ حضرت مولانا پالام ملاں صاحب قدس سرہ دیر

۲۴۔ حضرت مولانا تیملگرہ ملاں صاحگ قدس سرہ دیر آجکل حضرت صاحبزادہ میاں گل صاحب ہیں۔

۲۵۔ حضرت مولانا چپرے ملاں صاحب قدس سرہ دیر یا سوات بالا

۲۶۔ حضرت مولانا چپرے ملاں صاحب قدس سرہ ضلع صوابی

۲۷۔ حضرت مولانا حمید اللہ صاحب عرف اسوٹا بابا صاحب قدس سرہ صوابی

۲۸۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب کابلی قدس سرہ طورو مزار تو رڈھیر بجوار داداپیر

۲۹۔ حضرت مولانا گل احمد صاحب قدس سرہ۔

۳۰۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب قدس سرہ موضع امان کوٹ ضلع صوابی عالم فاضل

۳۱۔ حضرت مولانا قاضی عبدالرحیم یوسف زئی قدس سرہ موضع قرملی ضلع صوابی عالم عابد وزاہد

۳۲۔ حضرت مولانا اخوند فقیر صاحب قدس سرہ گڑھی عثمانی خیل مالا کنڈا یجنسی

۳۳۔ حضرت مولانا صاحب کندیا عالم منطقی قدس سرہ آپ نے شرح مسلم تحریر فرمائی۔

Marfat.com

۳۴۔ حضرت مولانا فضل احمد صاحب ہنڈی قدس سرہ سکنہ ہنڈ اصوابی ان کے فرزند مولانا لطف اللہ علی گڑھی رحمتہ اللہ علیہ تھے۔

۳۵۔ حضرت مولانا امیر خان ابن محمد خان قدس سرہ موضع دلیسھ علاقہ چچھ

۳۶۔ حضرت مولانا محمد صاحب سندی قدس سرہ کالوخان ضلع صوابی

۳۷۔ حضرت مولانا شیخ جانا صاحب قدس سرہ

۳۸۔ حضرت مولانا عبدالمطلب صاحب قدس سرہ کوٹھا ضلع صوابی

۳۹۔ حضرت مولانا اخوند حبیب اللہ صاحب قدس سرہ موضع صرنخ علاقہ دوآبہ

۴۰۔ حضرت مولانا شاہ فضل اللہ صاحب قدس سرہ الہ آباد مزار دکن میں ہے۔

۴۱۔ حضرت مولانا حاجی محمد ابراہیم صاحب قدس سرہ موضع بیدمنی علاقہ مہمند ایجنسی

۴۲۔ حضرت مولانا ملاں محسود صاحب قدس سرہ جنوبی وزیرستان

۴۳۔ حضرت مولانا ابوبکر صاحب عرف پاسنی ملاں صاحب قدس سرہ

۴۴۔ حضرت مولانا فقیر شاہ صاحب فقہی عالم قدس سرہ دیرلوئی موضع معیار ضلع مردان طوروسیجانب جنوب ۴ میل کے فاصلہ پر۔

۴۵۔ حضرت مولانا اتکڑی ملاں صاحب قدس سرہ تیراہ یا افغانستان

۴۶۔ حضرت مولانا دچیری ملاں صاحب قدس سرہ علاقہ تیراہ

۴۷۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب قادری افغانی قدس سرہ متوفی ۳ ذی قعدہ ۱۳۰۵ھ مزار دہلی

۴۸۔ حضرت مولانا بیک مانے صاحب قدس سرہ

۴۹۔ حضرت مولانا حافظ صاحب قدس سرہ رجوعیہ ضلع ہزارہ

۵۰۔ حضرت مولانا پیر فقیر اللہ صاحب المعروف فقیر بکوٹی قدس سرہ مزار بکوٹ ضلع پونچھ آزاد کشمیر

۵۱۔ حضرت مولانا سعد اللہ خان کوٹھی المعروف سرتور فقیر قدس سرہ (ننگے سر والا) آپ ملاں مستان کے نام سے بھی مشہور تھے۔ والد کا اسم گرامی حمید اللہ تھا۔ موضع ریگا بونیر کے رہنے والے تھے مالاکنڈ ایجنسی کے محاذ جنگ میں انگریزوں سے خوب جہاد کیا اور دیگر محاذوں میں بھی شامل رہے۔

Marfat.com

۵۲۔ حضرت مولانا چیر ملاں صاحب قدس سرہ علاقہ تیراہ
۵۳۔ حضرت مولانا لکڑے ملاں صاحب قدس سرہ علاقہ محسود وزیرستان
۵۴۔ حضرت مولانا فقیر صاحب درہ عبدالمجید قدس سرہ بن میاں گل صاحب ارمڑ میانہ
۵۵۔ حضرت مولانا محمد ایوب صاحب پشاوری رحمتہ اللہ علیہ۔
۵۶۔ حضرت سید حافظ سعد اللہ و حافظ سید حفیظ اللہ مصنف تذکرہ غفوریہ و سید محمد معظم شاہ پسر حضرت مولانا حافظ محمد سعید گیلانی بن سید محمد گیلانی رحمتہ اللہ علیہما جو کہ آپ کے استادزادہ تھے ان سے بڑی محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے شاید خلفاء میں تھے۔

اور سید محمد اکبر ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا حمید گل رحمتہ اللہ علیہ تونکڑی علاقہ کچھلی اور سید احمد گل مشوانی تھیکری ضلع ہزارہ جیسے مصنفین حضرات منسلک تھے انہوں نے جنگ امبیلہ پر لکھا ہے۔

۵۷۔ حضرت مولانا مزمل شاہ صاحب بن مولانا مولوی فدا محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہما ساکن صریخ ضلع چارسدہ
۵۸۔ حضرت مولانا مولوی قاضی سمیع الحق صاحب کڑوی بن حضور قاضی محمد غلام رحمتہ اللہ علیہما ساکن موضع کڑوی علاقہ اکبر پورہ تھانہ پتن ضلع نوشہرہ
۵۹۔ حضرت مولانا مولوی قاضی غلام محمد صاحب بن مولوی محبوب صاحب رحمتہ اللہ علیہما ساکن عمرزئی ضلع چارسدہ
۶۰۔ حضرت مولانا مولوی عبدالقدیم صاحب بن حضرت مولانا مولوی قاری عبدالرحیم رحمتہ اللہ علیہما ساکن موضع بابڑہ ضلع چارسدہ۔
۶۱۔ حضرت مولانا مولوی سرسید باچہ بن سید اورنگ شاہ رحمتہ اللہ علیہما موضع میاں ڈھیری
۶۲۔ حضرت مولانا مولوی سید سرور شاہ صاحب قدس سرہ موضع میاں ڈھیری ضلع صوابی مزار افغانستان میں ہے۔
۶۳۔ حضرت مولانا مولوی مرید محی الدین بن حافظ سلطان محمد رحمتہ اللہ علیہما محلّہ ڈاگی ضلع نوشہرہ۔
۶۴۔ حضرت مولانا مولوی احمد بابا بن حضرت قاسم رحمتہ اللہ علیہما ساکن یار حسین ضلع صوابی
۶۵۔ حضرت مولانا مولوی قاضی عبدالمجید ولد حضرت قاضی صفی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہما

Marfat.com

مزار موضع پر مولی ضلع مردان۔ آجکل حضرت قاضی حبیب الحق صاحب مدظللہ ہیں۔

۶۶۔ حضرت شیخ چترال ملاں صاحب مزار مبارک قاشقار چترال کے جنوب میں ۴ میل کے فاصلہ پر دونوں بھائی تھے۔ دونوں خلفاء میں سے تھے۔

۶۷۔ حضرت شیخ کندیا ملاں صاحب بڑے عالم زاہد ساکن کنارہ دریا سندھ ریاست کوہستان سوات

۶۸۔ حضرت شیخ قاضی صاحب کلاں موضع اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

۶۹۔ حضرت شیخ قاضی صاحب کنڑ علاقہ کابل

۷۰۔ حضرت شیخ صاحب زادہ صاحب عبدالقادر صاحب تورڈھیر۔ مادہ تاریخ وفات بَشَرَ رَبَّهُ يعني جَنَّهُ ۱۳۸۲ھ

۷۱۔ حضرت شیخ صاحبزادہ لطف اللہ صاحب تورڈھیر

۷۲۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب متوفی ۲۳ جمادی ۱۳۰۶ھ تورڈھیر

تینوں حضرات قاضی فضل اللہ صاحب قدس سرہ کے صاحبزادے عالم تھے۔ فاضل صاحب درس وتدریس تھے۔ والد بزرگوار سے اجازت سوات صاحب قدس سرہ سے پائی۔ رحمتہ اللہ علیہم۔

۷۳۔ حضرت شیخ بابا صاحب اتمان زئی ان کے پوتے اسمعیل صاحب اسرائیل بڑے عالم فاضل تھے۔

۷۴۔ حضرت مولانا سید پیر صاحب ترنگزئی بڑے بھائی حاجی ترنگزئی صاحب

۷۵۔ حضرت مولانا میاں محمد وسیم کاکاخیل سوات قدس سرہ

۷۶۔ حضرت مولانا مولانا عبداللہ جان صاحب علاقہ بنوں قدس سرہ۔

۷۷۔ حضرت مولانا قبلہ سید عبداللہ شاہ صاحب قدس سرہ۔ مزار نوشہرہ۔ ان کی اولاد میں حضرت بادشاہ صاحب امیر جی رحمتہ اللہ علیہ

ان جیسے سینکڑوں حضرات خلافت واجازت سے مشرف ہوئے واللہ المستعان.

Marfat.com

وظائف سلسلہ قادریہ جنیدیہ مبارکہ

مشائخ عظام سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ مریدین کو تزکیہ نفس کے لئے استغفار شریف کا حکم دیتے ہیں۔

ہر ذکر کے شروع میں اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم. بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰن الرَّحِیم پڑھیں

استغفار شریف:۔ استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ۔

دن رات میں تین سو تیرہ (۳۱۳) مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ استغفار شریف کے علاوہ سلسلہ عالیہ قادریہ جنیدیہ کے نو (۹) اسباق ہیں اور ہر سبق کی تعداد ایک ہزار (۱۰۰۰) ہے۔

(۱) نفی اثبات:۔ لا الہ الا اللہ (بعد تکرار سو (۱۰۰) مرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم

طریقہ:۔ لفظ (لا) کو زیر ناف سے زور کے ساتھ داہنے کندھے تک اٹھائیں (الہ) کو دماغ تک اور (الا اللہ) کو قوت سے دل پر ضرب دیں۔

(۲) اثبات: لَآ اِلٰـہَ اِلاَّ اَللّٰہ پڑھ کر پھر الاّ اللّٰـہُ اِلاَّ اللہ کا ورد کریں۔ (بعد تکرار سو (۱۰۰) مرتبہ) مُحَمَّد" رَّسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیۡہِ وَ علیٰ اٰلِہٖ وَ اَصحَابِہٖ وَ سَلَّم

طریقہ: ایضاء

(۳) راقبہ:۔ روبہ قبلہ ہاتھ باندھ کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں سانس وزبان بند کر کے دل کو ماسوائے اللہ جل شانہ سے فارغ کر کے قلب میں تصور کامل سے اللہ۔ اللہ بقدر چار رکعت نماز یا پانچ منٹ تک ورد کریں، مراقبہ کے دوران سانس ختم ہوجائے تو ناک کے ذریعے سانس لیں۔

(۴) اسم ذات: اللہ اللہ اللہ (بعد تکرار سو (۱۰۰) مرتبہ جَلَّ جَلاَ لَہٗ وَعَمَّ نَوَاَلُہٗ

طریقہ:۔ دل پر ضرب لگا کر پڑھیں اور ساتھ میں یہ خیال بھی ہو کہ اے اللہ تو موجود ہے۔

(۵) اسم ذات مطلق: ھُو، ھُو، ھُو، (بعد تکرار سو (۱۰۰) مرتبہ جَلَّ جَلاَ لَہٗ وَعَمَّ نَوَاَلَہٗ

طریقہ:۔ ایضاء۔

(۶) اللّٰہ ھُو (بعد تکرار سو (۱۰۰) مرتبہ جَلَّ جَلاَ لَہٗ وَعَمَّ نَوَاَلَہٗ

Marfat.com

طریقہ: ''اللّٰہ'' کو سانس کے ذریعے باہر نکالیں اور ''ھُو'' کو دل پر ضرب دیں۔

تنبیہ: ''اللّٰہ'' کے ''ھا'' کے بعد ضرور سکتہ کرنا چاہیے اس لئے کہ ''ھُو'' میں داخل نہ ہو جائے یعنی فقط ''الّا ھُو'' نہ ہو جائے

(۷) ھو اللہ (بعد تکرار سو (۱۰۰) مرتبہ جَلَّ جلالَهُ وَعَمَّ نوالَهُ

طریقہ: ایضاً

(۸) ذکر عجز و نیاز: اَنتَ الھَادِی اَنتَ الحَقُّ لَیسَ الھَادِی اِلَّا ھُو۔

(۹) درود قادریہ: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَ عِترَتِهٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعلُومٍ لَّکَ۔

(نوٹ: ان اسباق کی باقاعدہ پڑھائی کے لئے اس سلسلہ مبارکہ کے کسی کامل پیر و مرشد کی بیعت اور اجازت لازمی ہے۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرہ طریقت

جنیدیہ قادریہ

۱ اے خداوندا تو شانِ کبریا کے واسطے
سن میری فریاد یا رب مصطفےٰ کے واسطے

۲ تو ہے رحمان و رحیم اور قادر مطلق ہے تو
التجا کو ہاتھ پھیلائے دعا کے واسطے

۳ سیدِ خیر البشر کا عشق ہو ہم کو نصیب
امتی ہیں ہم محمدؐ مصطفےٰ کے واسطے

۴ ہے میری یہ التجا تجھ سے الٰہ العالمین
مشکلیں حل ہوں علی المرتضےٰ کے واسطے

۵ شیخ حسن بصری کا اسمِ پاک لایا ہوں شفیع
شیخ حبیب عجمی رئیس الاتقیاء کے واسطے

۶ رحم فرما حضرت داؤد طائی کے طفیل
حضرت معروف کرخی پیشوا کے واسطے

۷ حضرت عبد اللہ سری سقطی کی خاطر شاد کر
نور بغدادی جنیدِ راہنما کے واسطے

۸ دور کر رنج و الم بوبکر شبلی کے طفیل
شیخ عبدالواحد تمیمی اہل بقا کے واسطے

۹ حضرت بو الفرح طرطوسیٰ کی خاطر سرخرو
تو کرے رب العلا اس با خدا کے واسطے

۱۰ حضرت بوالحسن ھنکاری کی چشم فیض سے
کر منور دل میرا نور الہدیٰ کے واسطے

۱۱ نفسِ شیطاں سے پناہ دے اے میرے پروردگار
لب پہ جاری ذکر ہو تیری رضا کے واسطے

۱۲ بوسعید الشیخ مخزومی مبارک کے طفیل
بخش دے میرے گناہ اپنی سخا کے واسطے

Marfat.com

۱۳ حادثاتِ عصرِ حاضر سے ہمیں محفوظ رکھ
سید عبدالقادر غوث الورٰی کے واسطے

۱۴ حضرتِ سید کبیر الدین شاہ دولہ ولی
سید السادات کے لطف و عطا کے واسطے

۱۵ حضرت شاہ منور شاہ الہ آبادی کا ذوق
ہو ہمیں حاصل فقط تری رضا کے واسطے

۱۶ شاہ عالم دہلوی کے علم و عرفاں کے طفیل
علم و حکمت کر عطا علم الھدٰی کے واسطے

۱۷ شیخ احمد شاہ ملتانی امیر الاولیاء
عارف باللہ رئیس الاصفیا کے واسطے

۱۸ میں ہوں گرداب بلا میں غرق اے پروردگار
تو بچائے گا مجھے اپنی بقا کے واسطے

۱۹ واقف اسرار حق حضرت جنیدِ با خدا
داتائے سرحد شہ رشدو ھدٰی کے واسطے

۲۰ صدق سے لبریز کر تو میرا قلبِ ناتواں
حضرت صدیق صاحب با حیاء کے واسطے

۲۱ حضرت حافظ محمد عمرزئی بحر علوم
دے علومِ معرفت اس پر ضیاء کے واسطے

۲۲ عارف کامل مجاہد معونِ اسرارِ حق
شیخ جی حضرت شعیبِ باخدا کے واسطے

۲۳ وادی پر کیف کے مرد مجاہد کے طفیل
کر ہمیں مغفور اس مرد خدا کے واسطے

۲۴ حضرت عبدالغفور از وادئی سیدوشریف
کامل و اکمل مجاہد بے ریا کے واسطے

۲۵ حضرت عبدالوہاب از مانکی کا معتقد
بہرہ ور کر تو مجھے اس پارسا کے واسطے

۲۶ بخش دے ساری خطائیں اورتو کر دے معاف
پیر شلمانی کی تسلیم و رضا کے واسطے

۲۷ قلب کی بیماریوں سے تو ہمیں محفوظ رکھ
حاجی گل صاحب کی زہد و تقاء کے واسطے

۲۸ طوطی بوستانِ قادر بلبلِ باغِ جنید
پیر رحمت کریم صاحب کامل پیشوا کے واسطے

۲۹ بندہ عاصی سلیم اقبال مشتاقِ جنید
خلق کی خدمت کرے تیری رضا کے واسطے

۳۰ دین و دنیا کی بھلائی سے ہمیں کر بہرہ مند
برکت شجرہ جنیدی پُر ضیا کے واسطے

گردش آفاق سے یا رب ہمیں محفوظ رکھ
سارے اسمائے گرامی اولیاء کے واسطے

Marfat.com

ماخذ

- تذکرۃ الاولیاء
- سفینۃ الاولیاء
- مرآۃ الاولیاء
- کشف المحجوب
- علماء ومشائخ سرحد
- روحانی رابطہ
- احوال العارفین
- تاریخ پشاور
- صوفیائے سرحد
- سندھ کے صوفیائے نقشبند
- مہر منیر
- ماہنامہ ''الحسن''
- تذکرہ مشائخ چشت
- شخصیات سرحد
- اولیائے ملتان
- اولیائے لاہور
- احوال وآثار حضرت میاں محمد عمر چمکنیؒ
- تذکرہ حضرت سید شاہ دولہ گجراتیؒ وحضرت سید منور علی شاہ الہ آبادیؒ مصنف صوفی عابد میر سلطانی

Marfat.com

Marfat.com

عظیم اینڈ سنز کی عظیم کتابیں

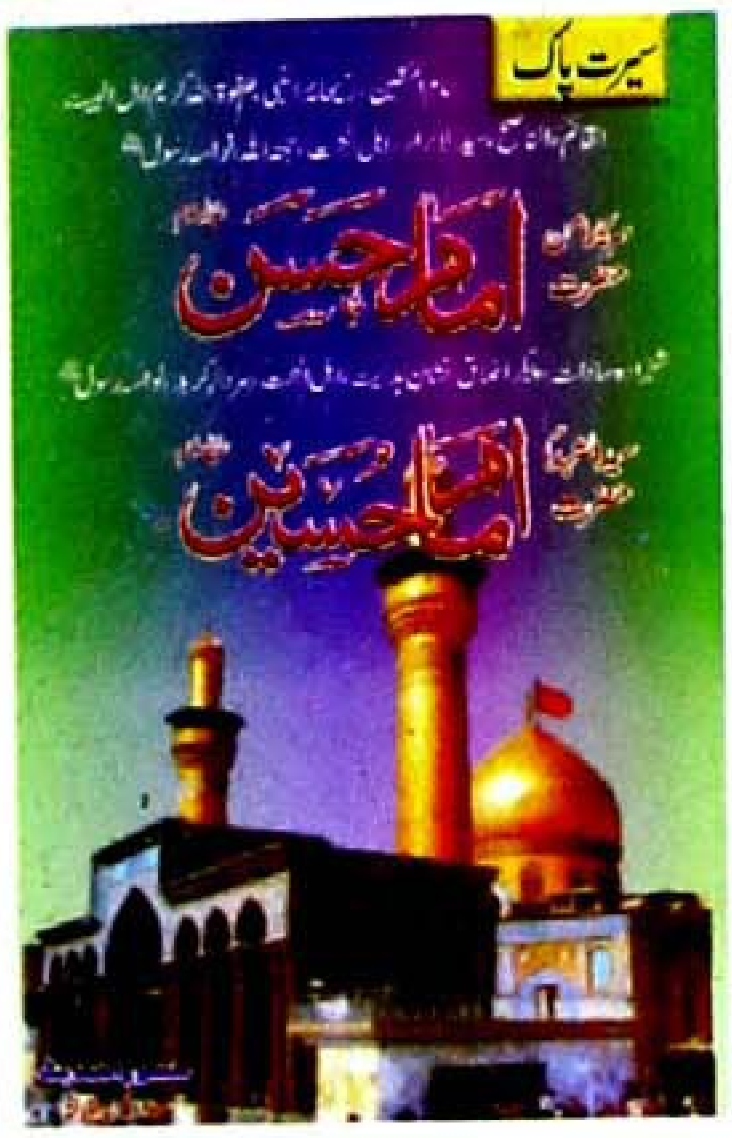

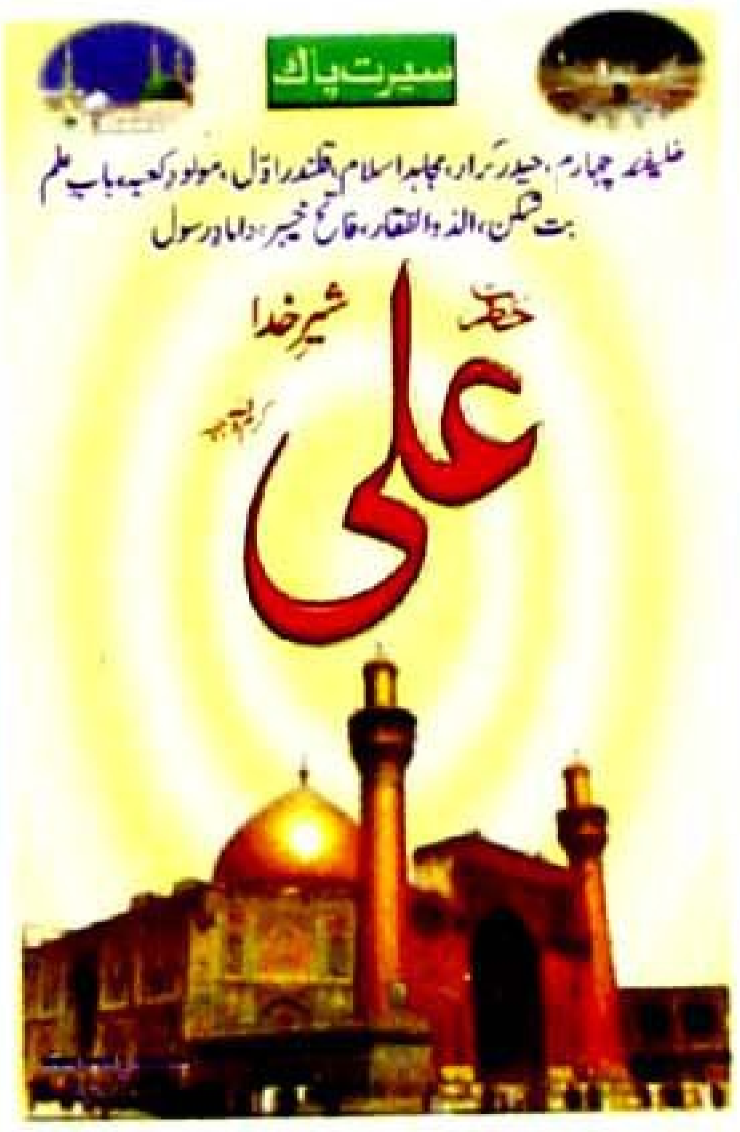

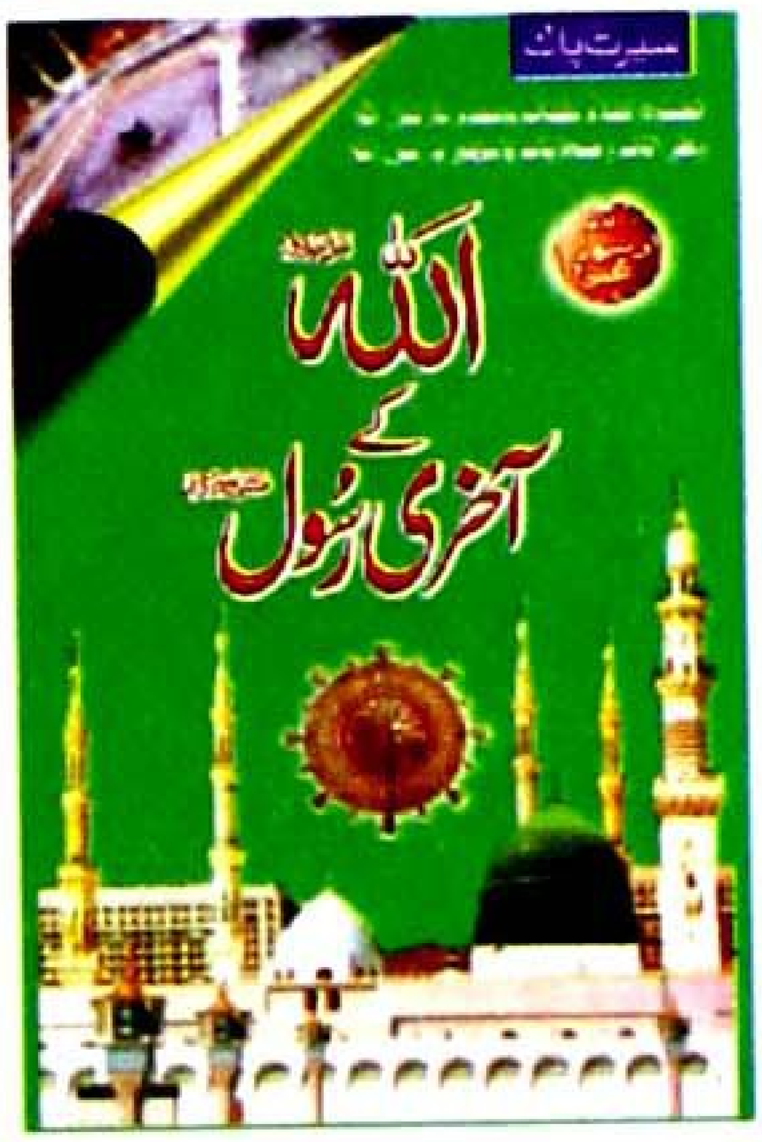

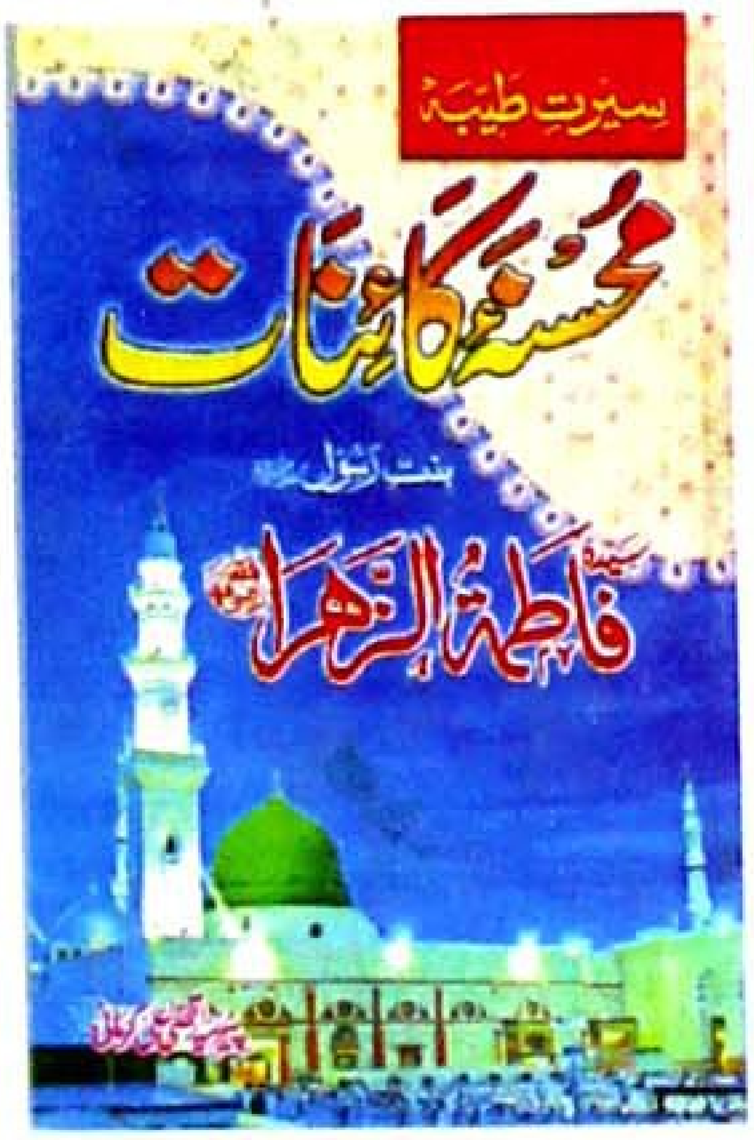

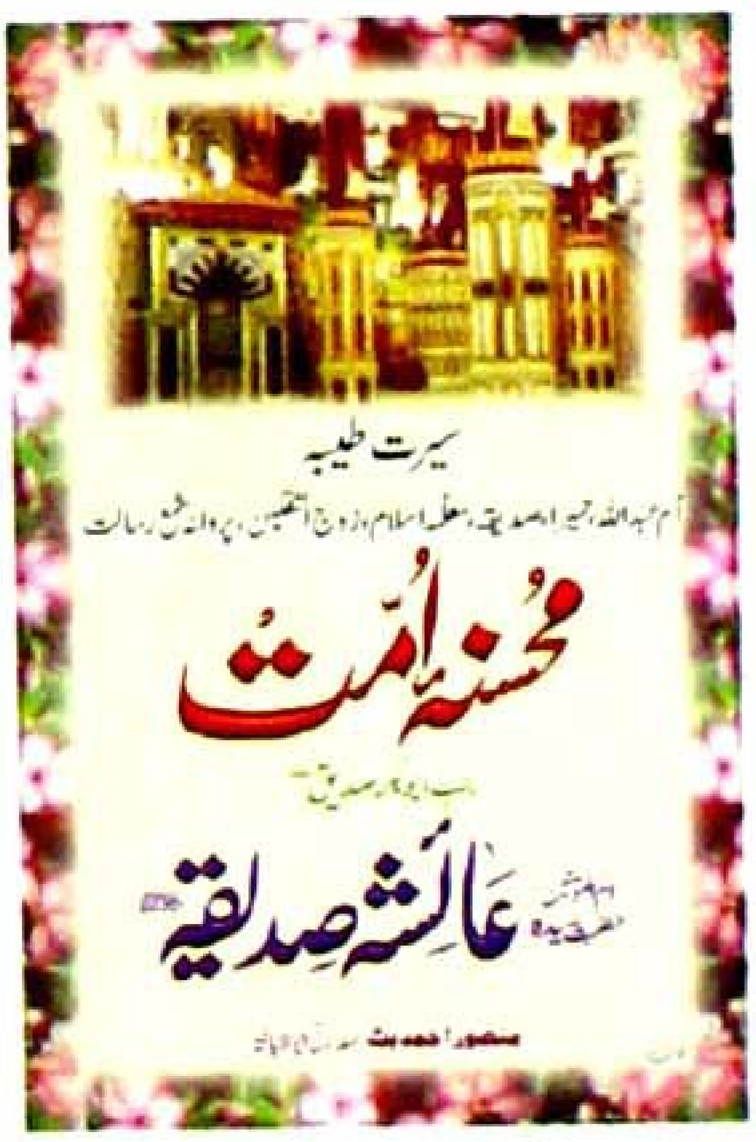

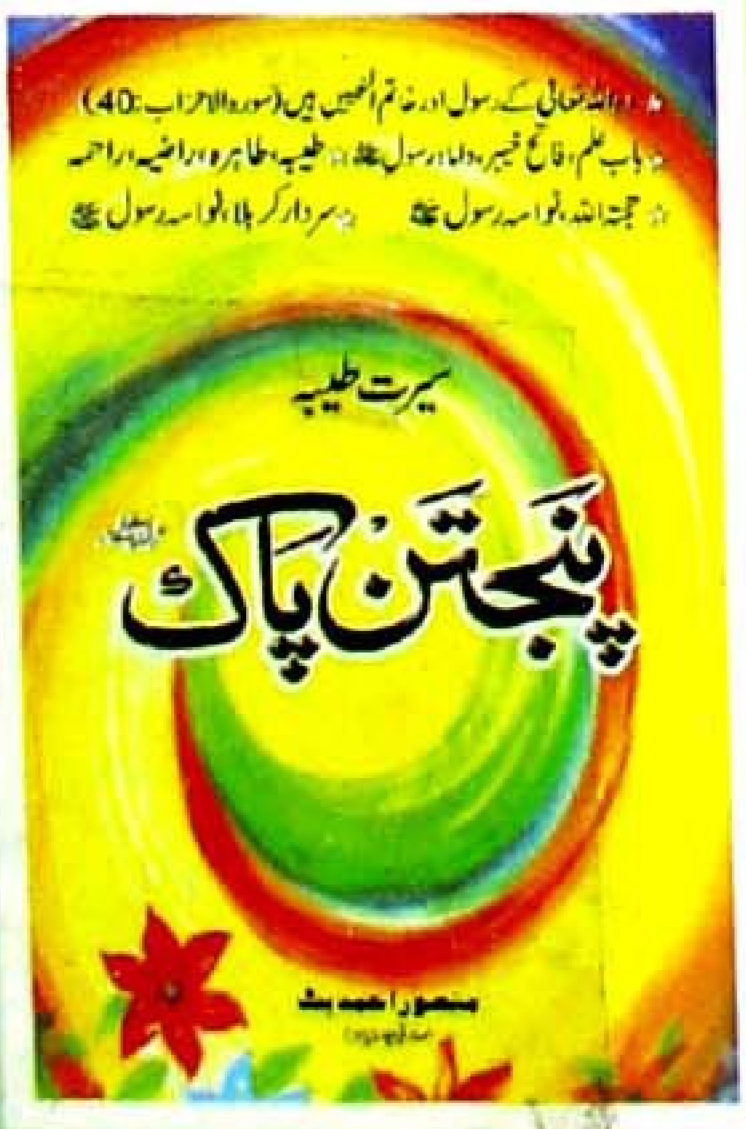

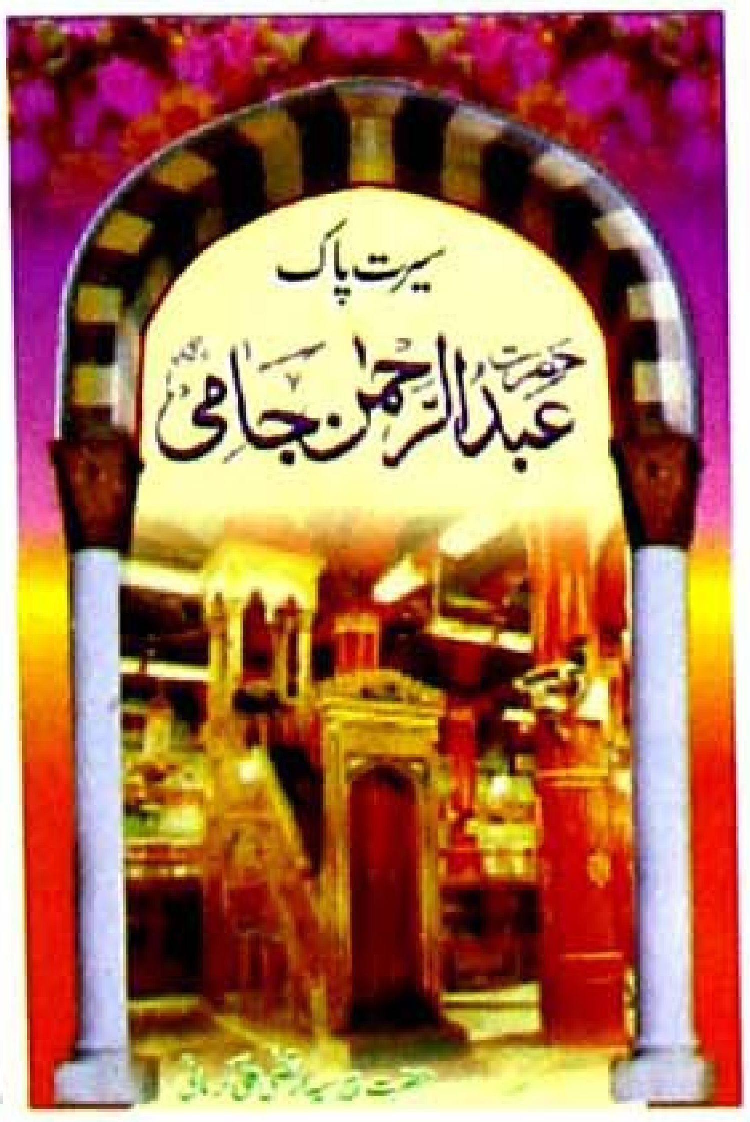

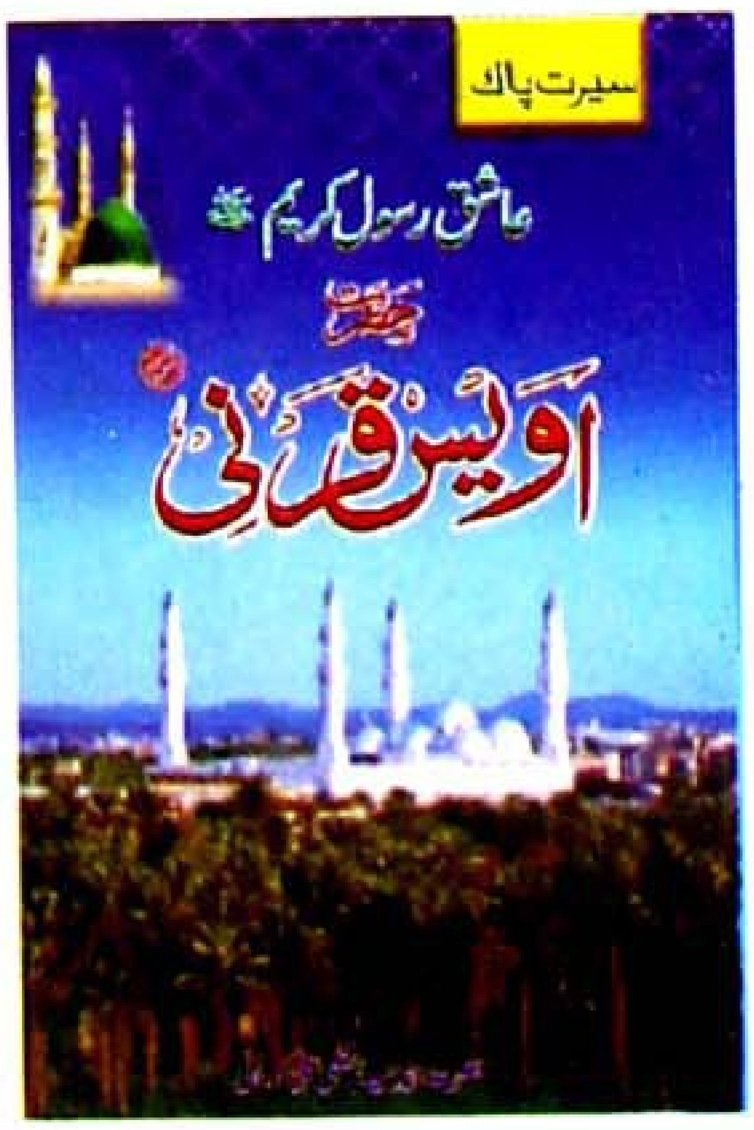

Azeem & Sons Publishers
Almairaj Centre 22 Urdu Bazar Lahore
Ph: 0427231806, 7315332

Marfat.com

عظیم اینڈ سنز کی عظیم کتابیں

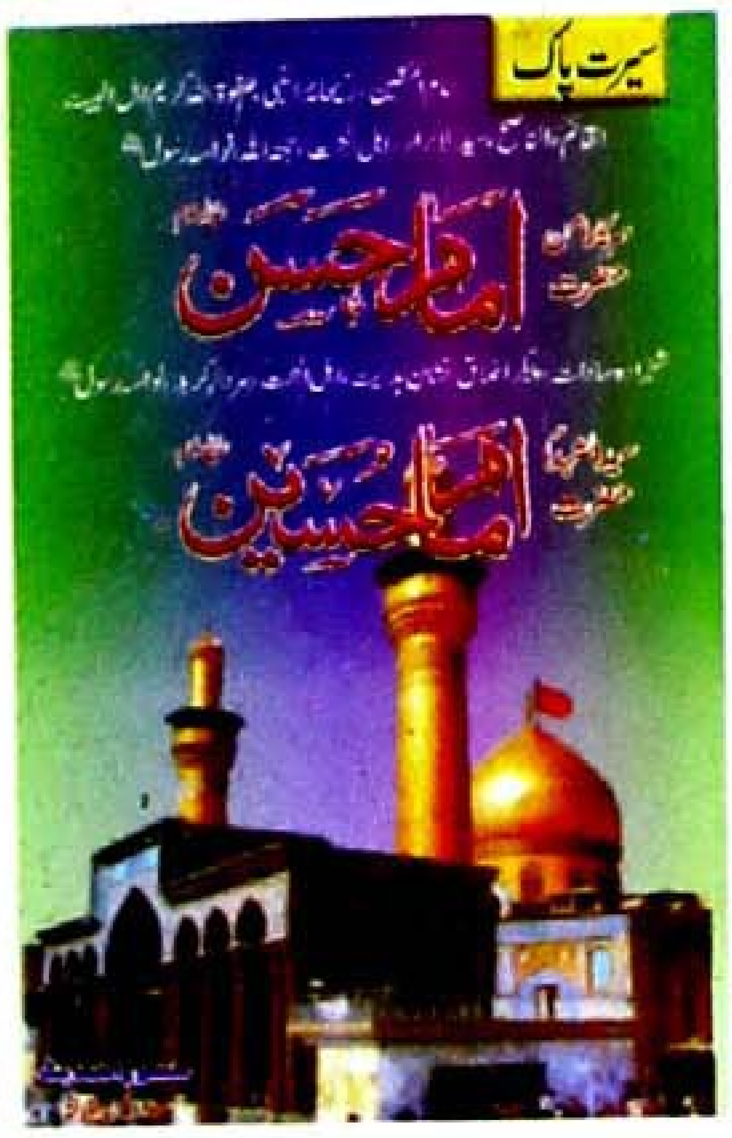

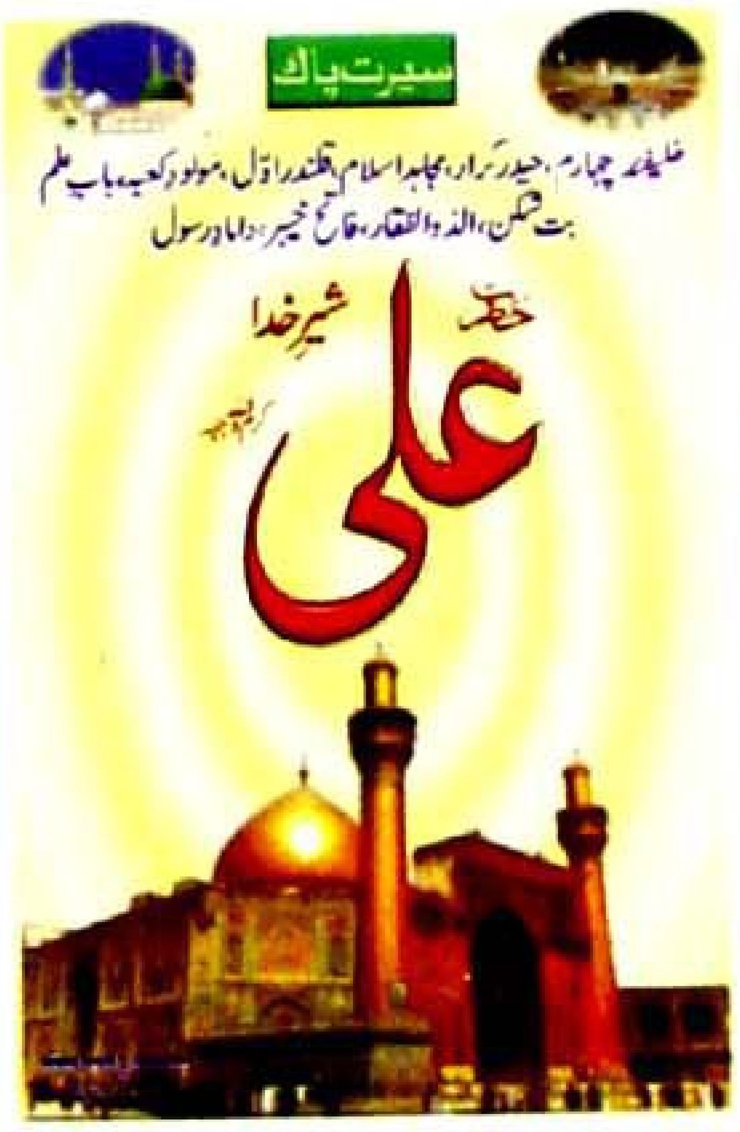

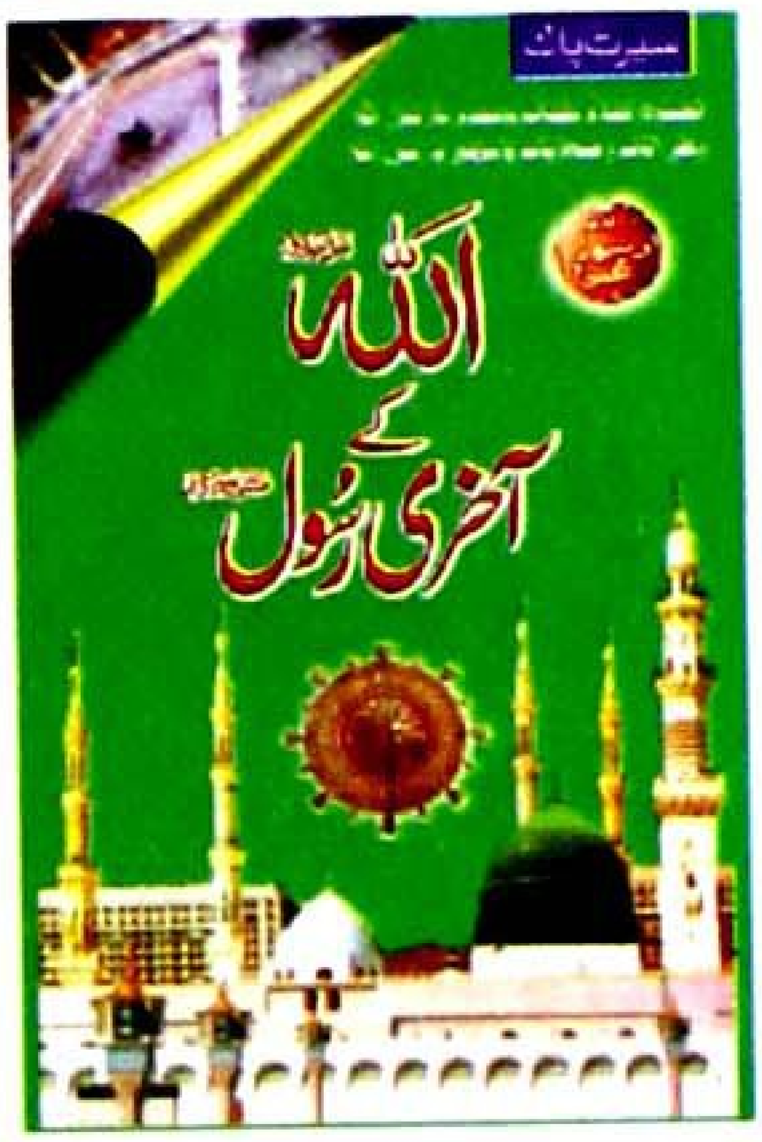

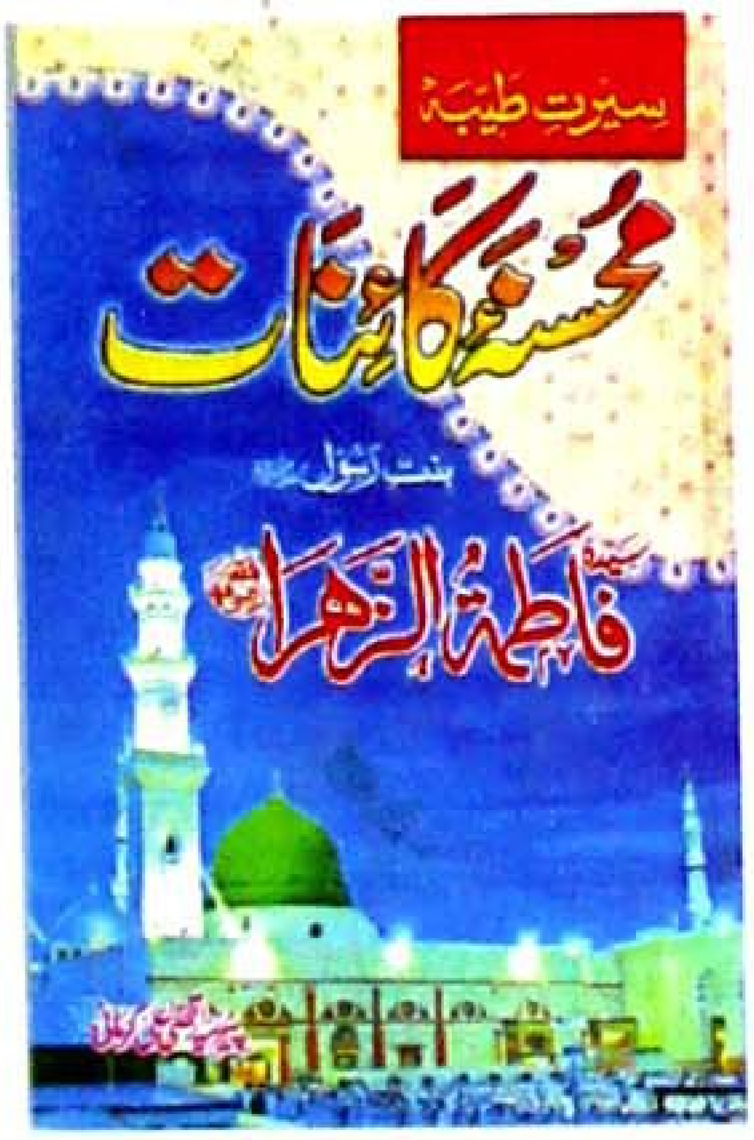

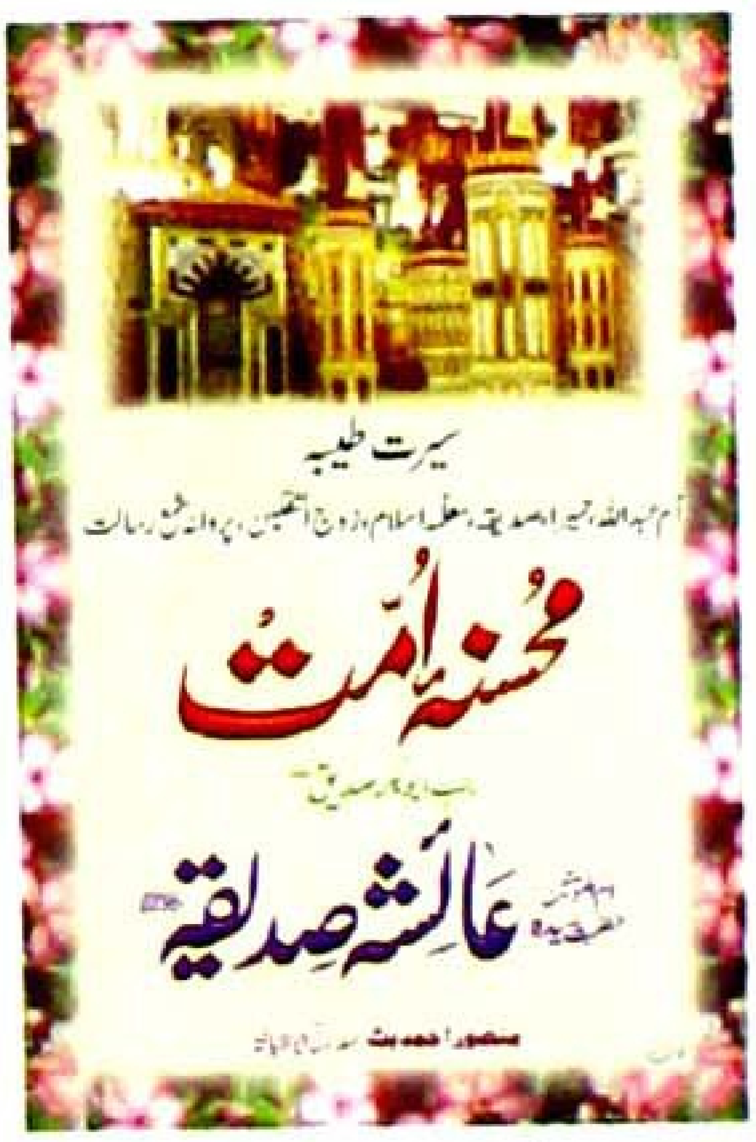

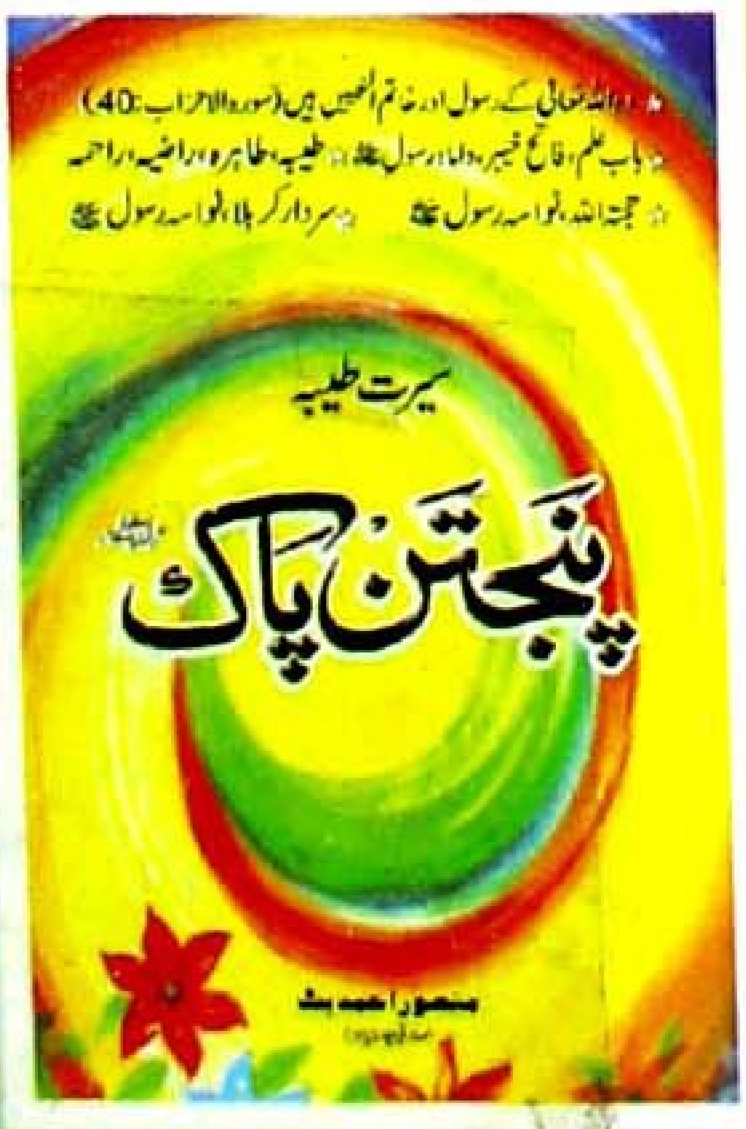

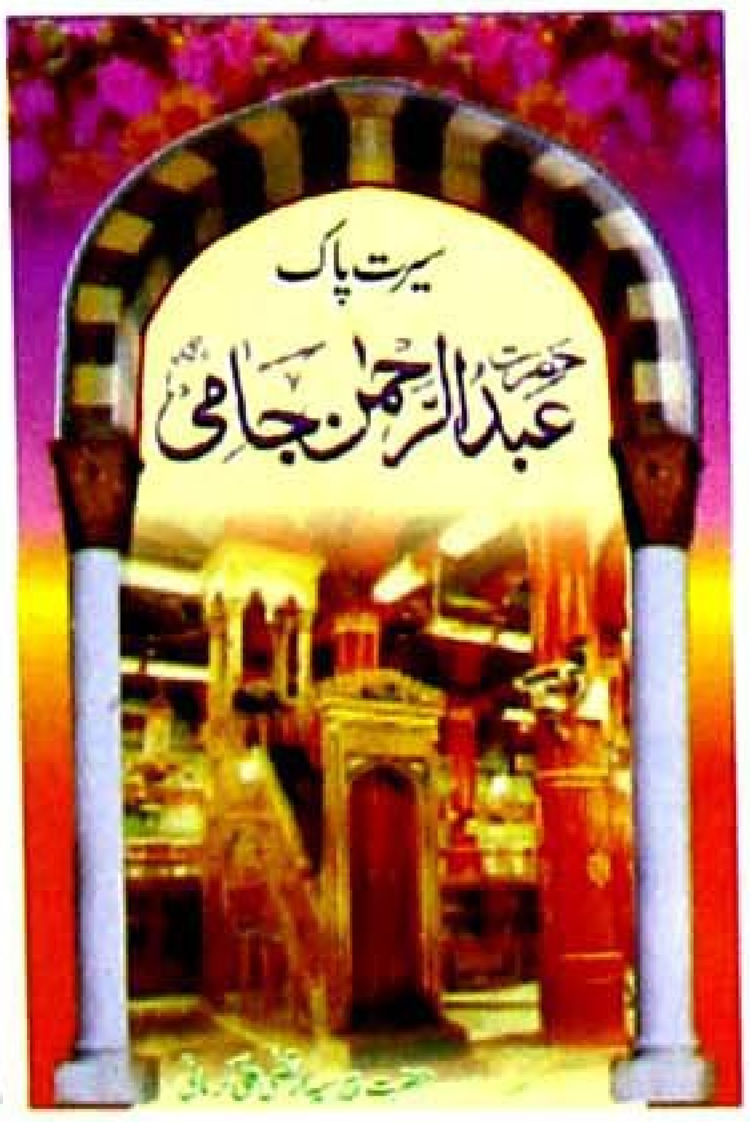

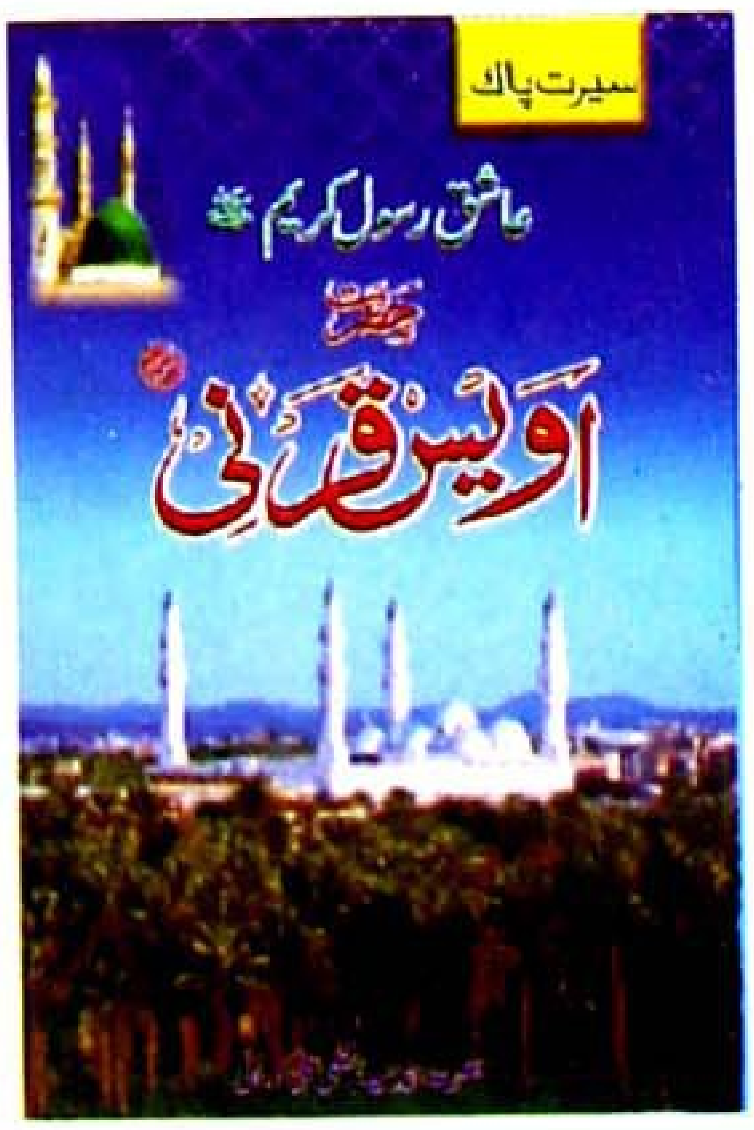

Azeem & Sons Publishers

Almairaj Centre 22 Urdu Bazar Lahore

Ph: 0427231806, 7315332

Marfat.com